إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [يوسف 2/12]

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو

قرآن مجید کی لغوی تشریح

پارہ الٓمّٓ ۱

{سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ آیت نمبر 141 تک}

معہد القرآن لتفہیم معانیہ [المسجل]

تالیف وتشریح

حافظ عبدالجبار

[فاضل مدینہ یونیورسٹی]

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ولایت سنز
walayatsons

لاہور - پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

لاہور - پاکستان

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [یوسف 2/12]

یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو

قرآن مجید کی لغوی تشریح

پارہ الٓمّٓ ۱

{سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ آیت نمبر 141 تک}

تالیف وتشریح

حافظ عبدالجبار

[فاضل مدینہ یونیورسٹی]

پبلشرز، بُک سیلرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

walayatsons

لاہور۔ پاکستان

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

لاہور۔ پاکستان

نام کتاب ❁ قرآن مجید کی لغوی تشریح (پہلا پارہ)
تالیف وتشریح ❁ حافظ عبدالجبار مدنی
اہتمام ❁ ابو عاصم رحمت بیگ
نگران اشاعت ❁ عاصم مرزا
ڈیزائننگ ❁ چودھری زاہد لطیف
سکیننگ ❁ ڈاٹ لنکس، لاہور
ناشر ❁ فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ
پہلا ایڈیشن ❁ نومبر 2010ء
تعداد ❁ 1000
سائز ❁ 7.25" X 9.50"
صفحات ❁ 232
طابع وڈسٹری بیوٹرز ❁ ولایت سنز (پبلشرز)
محمدی ہاؤس، 14-ایبٹ روڈ، لاہور۔ پاکستان
فون: 36311513-4 فیکس: 042-36311512
ای میل: walayatsons@yahoo.com
آئی ایس بی این ❁ 978-969-8738-11-2
قیمت ❁

حسن ترتیب

ابتدائیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی ہدایت کیلئے ایک جامع و اکمل کتاب ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے اعمال و اقوال کے ذریعے تشریح فرمائی۔ قرآن کریم صرف احکام وتشریعات کی کتاب نہیں ہے بلکہ پوری کائینات کیلئے ایک ضابطہ حیات ہے۔

قرآن میں فکر و تدبر، حکمت و عبرت، علم ونظر وعقل و افعال پر بے شمار آیات ہیں۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (البخاری: باب فضائلِ قرآن) [تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے]۔ قرآن کے نزول کا مقصد اس میں تدبر، غور وفکر کرنا اور عمل کرنا ہے۔ عدم تدبر کرنے والوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے! اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (محمد: 24/47) [کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) پر غور (وفکر) نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے (لگے) ہیں؟] مقفّل دلوں کے بارے میں فرمان ربّانی ہے! قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرٌ وَّ ھُوَ عَلَیْھِمْ عَمًی ؕ (حم السجدہ: 44/41) [(اے نبی ﷺ) آپ (ان سے) کہہ دیں کہ ایمان والوں کے لیے تو یہ (قرآن سر تا پا) ہدایت اور (روحانی امراض کے لیے) شفا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں کی (یہ) ڈاٹ (کارک) ہے اور ان کی آنکھوں پر (یہ) پٹی ہے]۔

قرآن مجید ضخامت و حجم میں چھوٹا ہے لیکن مضامین اور معنوی عظمت کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ وسعت معلومات اور براہین و دلائل کے لحاظ سے ایسا بحر رواں ہے جسکا کوئی کنارہ نہیں، اسکا اسلوب و بیان فطری ہے۔ انسانی عقل و فراست اسکی کماحقہ حقیقت سے عاجز ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی علمی استعداد وقوت کے مطابق اس چشمے سے سیراب ہوسکتا ہے۔ اسکے وقتِ نزول سے لے کر تا حال اہل علم نے اسکے معانی، تفاسیر و دیگر علوم و معارف پر قلم اٹھایا ہے اور اس سے لطف اندوز ہورہے ہیں اور دنیا کی ہر زبان میں اسکی نشر و اشاعت ہورہی ہے۔ ایسی کتاب جو انسان کا تزکیہ کرکے سعادتوں کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے اور ایک مجرم کو ضلالت و جہالت سے نکال کر اللہ کا مقرب بنا دیتی ہے۔ دنیا کی عظیم سے عظیم کتاب بھی اسکا بدل نہیں بن سکتی اور نہ انسان اسکی کثرت قرأت سے اکتاتا ہے۔

اگر مسلمان اپنی سابقہ عظمت رفتہ کی طرف واپس آنا چاہتے ہیں تو اس عظیم الشان کتاب کو سمجھ کر پڑھیں، صرف زبانی یاد کر لینے سے اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی شکایت ہمیں بدبختی کے گڑھے کی طرف دھکیل دے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

قرآنی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے عربی زبان اور اس کے قواعد کو سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے قواعد کو آسان سے آسان تر کرنے کے لئے ہر دور میں کوشش ہوتی رہی ہے۔ ''فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ'' کے بانی پروفیسر عطا الرحمٰن ثاقب شہید ﷫ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے اس قرآن فہمی کی دعوت حقہ کو عام کرنے کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعے 1995ء سے کام شروع کر کے اس مبارک کوشش کا آغاز کیا، لیکن اہل باطل کو ان کا یہ طریقہ درس و تدریس اور نشر و اشاعت اچھا نہ لگا کیونکہ اس سے ان کو اپنا مستقبل تاریک ہوتا نظر آ رہا تھا اس لیے انہوں نے پروفیسر عطا الرحمٰن ثاقب شہید ﷫ کو 19 مارچ 2002ء کو شہید کر دیا (اللہ رب العالمین ان کی شہادت کو قبول فرمائے، آمین)۔

لیکن شائد ناعاقبت اندیش دشمنان دین کو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 9/15) [بے شک ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں]۔

پروفیسر عطا الرحمٰن ثاقب شہید ﷫ نے ''قرآن مجید کی لغوی تشریح'' کے لئے خانوں میں قرآن کے الگ الگ الفاظ، نیچے اس کا لفظی ترجمہ، نیچے گرامر، اس کے بعد بامحاورہ ترجمہ، لغوی نکات کا عنوان اور پھر مختصر تفسیری نکات کا عنوان قائم کر کے بہت اچھا کام شروع کیا تھا۔ ان کی شہادت تک سورۃ البقرۃ کی صرف اکتالیس آیات ہی ''مجلہ فہم قرآن'' میں شائع ہوئی تھیں۔ پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید ﷫ کی شہادت کے بعد ''مجلہ فہم قرآن'' میں قسط وار شائع کرنے کے لیے ادارہ ''فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ'' نے اس کام کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی۔ عربی گرامر پڑھنے کے بعد قرآن فہمی کے لئے یہ طریقہ بہت آسان ہے اور ایسا عمدہ طریقے سے کام مَیں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کے موجودہ چیئرمین ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ صاحب نے 2008ء میں فرمایا کہ سورۃ البقرۃ کی لغوی تشریح پر ازسرِ نو نظرثانی کر کے اسے مزید عام فہم بنائیں تاکہ قرآن فہمی کے طلباء کو مزید قرآن سمجھنے میں آسانی ہو۔ الحمد للہ! اٹھارہ ماہ میں سورۃ البقرۃ پر لغوی تشریح کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب سورہ آل عمران پر کام جاری ہے اور تقریباً 30 آیات مکمل ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مزید قوت و استعداد عطا فرمائے اور دین حقہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ

حافظ عبدالجبار مدنی

فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

۸۔ ذوالحجۃ ۱۴۳۱ھ

15-نومبر 2010ء

عرضِ ناشر

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ رب العزت نے سیّدنا آدم ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان سے سلسلہ انسانیت شروع ہوا اور پوری دنیا میں پھیل گیا۔ انسان کی ہدایت وراہنمائی کیلئے انبیأ ﷺ کو تسلسل کیساتھ دنیا میں مبعوث فرما کر صحیفے اور الہامی کتب بھی نازل فرمائیں۔ اسی سلسلے کی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی جو رہتی دنیا تک پوری انسانیت کیلئے ہدائت کا سرچشمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (الدھر: 29/76) [بیشک یہ (قرآن تو) ایک نصیحت ہے، توجو چاہے اپنے ربّ کی طرف (پہنچنے کا صحیح) راستہ اختیار کرلے۔]

وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر: 17/54) [اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو (لوگوں کے) نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔]

اس نصیحت اور ہدایت (قرآن مجید) کی تعلیمات کو چھوڑ دینے پر رسول کریم ﷺ اللہ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ سے عرض کریں گے: يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: 30/25) [اے میرے ربّ، میری قوم نے قرآن کو نظر انداز کیے رکھا (نہ ہی سمجھنے کی کوشش کی اور نہ ہی اسکی تعلیمات پر عمل کیا)۔]

قرآن مجید کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانے کیلئے پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہید رحمہ اللہ نے "فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ" کی بنیاد رکھی اور قرآنی گرامر کو سمجھنے کیلئے ایک مختصر اور آسان سلیبس "تیسیر القرآن" ترتیب دیا۔ تیسیر القرآن کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مقبول کیا کہ فہم قرآن کلاسز کے علاوہ پاکستان کے اکثر سکولوں اور مدارس میں اضافی کورس کے طور پر پڑھائی جارہی ہے اور ستمبر 1999ء میں مجلہ فہم قرآن میں "قرآن مجید کی لغوی تشریح" کا آغاز کیا جو ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید رحمہ اللہ سورۃ البقرۃ کی ابھی صرف اکتالیس آیات ہی مکمل کر پائے تھے کہ انہیں شہید کردیا گیا (اللہ تعالیٰ انکی اس کاوش کو مقبول ومنظور فرما کر بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔)

الحمدللہ! پروفیسر عطا الرحمن ثاقب شہیدؒ کی اس کاوش کو آگے بڑھانے کیلئے ہمیں گرامر کے ایک اچھے استاد حافظ عبدالجبار مدنی کی خدمات میسر آگئیں جس سے یہ سلسلہ "قرآن مجید کی لغوی تشریح" جاری ہے اور ہر ماہ "مجلہ فہم قرآن" میں تسلسل کیساتھ شائع ہورہا ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب شہید رحمہ اللہ کی زندگی میں بھی طلبا کا مطالبہ تھا کہ "قرآن مجید کی لغوی تشریح" کو الگ الگ پاروں کی شکل میں شائع کیا جائے اس سے قرآن فہمی کے طلبا کو بہت فائدہ ہوگا اور قرآن مجید کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی۔

لہٰذا "فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ" کی انتظامیہ نے محترم حافظ عبدالجبار مدنی صاحب سے درخواست کی کہ جتنی جلد ممکن ہوسکے "قرآن مجید کی لغوی تشریح" (پہلا پارہ) مکمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب اس کام کا آغاز ہوچکا ہے اور پہلا پارہ الٓمّٓ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ان شاء اللہ اب ایک ایک پارہ کرکے "قرآن مجید کی لغوی تشریح" کی اشاعت کی جائیگی۔ اللہ غفور الرحیم سے التجا ہے کہ وہ ہماری ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے۔ امین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب للعالمین

ڈاکٹر طارق ہمایوں شیخ (چیئرمین)

۱۳۔ ذوالحجۃ ۱۴۳۱ھ

20-نومبر 2010ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○

[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

لغوی نکات:

اَعُوْذُ {ع و ذ} عَاذَ يَعُوْذُ (ن) اصل میں عَوَذَ يَعْوُذُ تھا فعل ماضی میں مطابقت (Co-ordination) اور فعل مضارع میں اسقاط حرکت (Drop Method) والا قاعدہ استعمال ہوا ہے۔ ''اَنَا'' ضمیر کا مفہوم اس کے اندر پوشیدہ ہے جو اس کا فاعل ہے [میں پناہ میں آتا ہوں]

بِاللّٰہِ بِ+ اللّٰہِ = مرکب جاری۔ اَللّٰہُ کا مادہ {و ل ہ} ہو تو یہ لفظ اصل میں اَلْوِلَاہُ تھا اور واؤ کو ہمزہ سے بدلنا عربی زبان میں عام رائج ہے۔ جس طرح قَالَ يَقُوْلُ سے اسم الفاعل قَاوِلٌ کی بجائے قَائِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں اللہ رب العزت کا یہ اسم گرامی وَلَهَ يَلَهُ [حیران و ششدر ہونا] سے ماخوذ ہوگا۔ یعنی ''اَلذَّاتُ الَّتِيْ تَتَحَيَّرُ فِيْهَا الْعُقُوْلُ'' ایسی ہستی جس کی قدرتوں اور اس کی کائنات کی وسعتوں میں عقل گم ہو کر رہ جائے اور اس کا احاطہ نہ کر سکے اور اگر اس کا مادہ {ء ل ہ} ہو تو یہ لفظ اَلِہَ يَاْلَہُ سے ماخوذ ہوگا یعنی ''اَلذَّاتُ الَّتِيْ تَسْتَحِقُّ الْاُلُوْهِيَّةَ'' ایسی ہستی جو الوہیت کی مستحق ہو۔ واضح رہے الوہیت عبودیت کی ضد ہے اور عبودیت اس جذبے کو کہا جاتا ہے جو ہر بندے کی فطرت کا حصہ ہے یعنی ہر شخص میں یہ جذبہ موجود ہے کہ وہ کسی کو بالاترین ہستی تصور کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکے اور عجز و انکساری کا اظہار کرے۔ اسلام میں اس جذبے کا اظہار کسی بھی مخلوق کے سامنے نہیں بلکہ صرف خالق کائنات کے سامنے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مِنَ حرف جر ہے۔ [سے]

الشَّيْطَانِ مِنْ اَلشَّيْطَانِ کو ملا کر مِنَ الشَّيْطَانِ پڑھا گیا۔ بعض اہل لغت کے ہاں اس کا مادہ {ش ط ن} ہے جس کا معنی (دور ہونا) ہے یعنی ''حق سے یا اللہ کی رحمت سے دور ہونے والا شخص'' جب کہ بعض کے نزدیک یہ لفظ شَاطَ يَشِيْطُ {ش ی ط} سے ''فَعْلَانٌ'' کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی (ہانڈی کا جلنا یا کسی کا غصے سے بھڑک اٹھنا) ہے۔ حق کے خلاف حسد کی آگ میں جلنے والے اور اسلام کی نشر و اشاعت اور ترقی سے غصہ کھانے والے کے لئے شیطان کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ ایسے لوگ چونکہ اللہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی

کرنے والے اور گمراہ لوگوں کے زعماء اور سردار ہوتے ہیں، اس لئے سرکش، باغی اور کفر کے سرغنوں کو شیاطین کہا گیا ہے۔ مراد ان کے لیڈران ہیں۔

اَلرَّجِیْم { ر ج م} رَجَمَ یَرْجُمُ (ن) سے "فَعِیْلٌ" کے وزن پر رَجِیْمٌ استعمال ہوا ہے۔ فَعِیْلٌ کے وزن (Rhythm or Die) پر استعمال ہونے والا اسم عربی زبان میں عموماً مبالغے یعنی کثرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً عَلِیْمٌ کا معنی ہے بہت زیادہ جاننے والا جب کہ عَالِمٌ کا معنی صرف جاننے والا ہے اور بعض اوقات فَعِیْلٌ "مَفْعُوْلٌ" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَعِیْلٌ کے وزن پر استعمال ہونے والا اسم قَتِیْلٌ "مَقْتُوْلٌ" کے معنی میں ہے۔ اسی طرح جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ وغیرہ۔ یہاں بھی الرَّجِیْمُ "اَلْمَرْجُوْمُ کے معنی میں ہے۔ رجم کا معنی ہے سنگسار کرنا، پتھر مارنا۔ چنانچہ اس کا معنی ہوگا "وہ شیطان جسے رجم کر کے یعنی ذلیل و رسوا کر کے اللہ کے دربار سے نکال دیا گیا۔"

تفسیری نکات: شیطان نے اسی دن آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ انہیں مسجود ملائکہ کے اعزاز سے محروم کرنے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ جس مخلوق کی خاطر اسے اللہ کے دربار سے نکالا گیا ہے، وہ اس اعزاز و منصب کی اہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے یہ مہلت دے دی۔ انسان اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہہ کر اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے کہ اگر اللہ اسے دامن پناہ میں نہ لے تو وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

ترکیب نحوی: "اَعُوْذُ" فعل + فاعل "بِ" حرف جر + "اللّٰهِ" مجرور = مرکب جاری نمبر 1 "مِنْ" حرف جر "اَلشَّیْطٰنِ" موصوف "الرَّجِیْم" صفت۔ موصوف + صفت = مجرور = مرکب جاری نمبر 2۔ اَعُوْذُ + مرکب جاری نمبر 1 + مرکب جاری نمبر 2 = جملہ فعلیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ {1}

[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

لغوی نکات:

بِسْمِ بِ + اِسْمِ میں اِسْمِ کے ہمزہ کو ساکت (Silent) کر کے بِسْمِ پڑھا گیا۔ مرکب جاری ہے۔ "اِسْمِ" لفظ اللّٰهِ کی طرف مضاف ہے۔ اسی لئے بِالْاِسْمِ اللّٰهِ نہیں کہا گیا۔ کیونکہ مضاف سے پہلے ال استعمال نہیں ہوتا۔ اس (بِسْمِ) سے پہلے اَبْدَأُ (میں شروع کرتا ہوں) محذوف (Dropped) ہے۔

اللہِ	لفظ اللہ یہاں اسم کا مضاف الیہ ہے، اسی لئے حالت جر میں ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی دوصفات آرہی ہیں، اس لئے یہ لفظ مضاف الیہ ہونے کے ساتھ ساتھ موصوف بھی ہے۔
الرَّحْمٰنِ	{ر ح م} (س) رَحِمَ یَرْحَمُ سے فَعْلَانِ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے۔ لفظ اللہ کی صفت نمبر 1 ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔
الرَّحِیْمِ	یہ لفظ بھی (س) رَحِمَ یَرْحَمُ سے فَعِیْلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس میں کثرت کے ساتھ ساتھ دوام اور استمرار کا معنی بھی ہے۔ یہ لفظ اللہ کی صفت نمبر 2 ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ اہل لغت یہاں موصوف صفت کی بجائے مبدل منہ اور بدل کی اصطلاحات بھی استعمال کرتے ہیں۔ "الرَّحْمٰن" اور "الرَّحِیْم" کی مزید تشریح آگے آرہی ہے۔

ترکیب نحوی: ب = حرف جر۔ اسم = مجرور + مضاف۔ اللہ = مضاف الیہ + موصوف۔ الرحمن = صفت نمبر 1۔ الرحیم = صفت نمبر 2۔ موصوف اپنی دونوں صفات سے مل کر مضاف الیہ ہوا۔ اسم مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا اَبْدَاُ کے اَبْدَاُ فعل اپنے فاعل (انا) اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ {2}

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

لغوی نکات:

اَلْحَمْدُ	{ح م د} (س) حَمِدَ یَحْمَدُ سے اسم مبتدا ہے اور اس سے پہلے الف لام پوری جنس کا احاطہ کرنے کے لئے ہے۔ چنانچہ معنی ہوگا ہر وہ جذبہ جس کا تعلق جنس حمد سے ہو۔ حمد اس جذبے کا نام ہے جو کسی نعمت یا احسان کی وجہ سے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اور یہ جذبہ ہر انسان کی فطرت کا حصہ ہے۔
لِلّٰهِ	لِ + اَللّٰهِ یہاں اَللّٰهِ موصوف ہے اور آگے اس کے 4 صفات آرہی ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے جذبۂ تشکر و ممنونیت اور عقیدت و محبت کا استحقاق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کی دلیل بھی آگے دی جارہی ہے۔
رَبِّ	اس لفظ کا مادہ {ر ب ب} ہے باب (ن) اور اس سے ماضی و مضارع رَبَّ یَرُبُّ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی کسی چیز کا تدریجاً پروان چڑھنا اور ارتقائی عمل سے گزرنا ہے ربوبیت اس نظام کو کہا جاتا ہے جس کے تحت کوئی مخلوق عدم سے

وجود میں آنے کے بعد تدریجاً پروان چڑھنے کے عمل سے گزرتی ہے اور جس کے ہاتھ میں یہ نظام ہے اسی کے لئے یہاں رب کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جو اپنے حقیقی معنوں میں ہے۔

اَلْعٰلَمِیْنَ یہ اَلْعَالَمْ کی جمع ہے جس سے مراد ہر وہ مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور معرفت کی علامت یعنی دلیل ہو۔ اس میں عالم السّمٰواتِ و الارضِ، عالم الانس و الجن، عالم الملائکہ، عالم الحشرات، عالم النبات وغیرہ ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان تمام جہانوں کی ربوبیت کا انتظام جس ہستی کے ہاتھ میں ہے وہی تمہاری عقیدتوں اور شکر و ثناء کے جذبات کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی نہیں جس کی نظام ربوبیت میں شراکت ہو۔

رَبِّ = مضاف اَلْعَالَمِیْنَ = مضاف الیہ۔ مرکب اضافی۔ یہ اللہِ کی صفت نمبر 1 ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ {3-4}

اَلرَّحْمٰنِ	الرَّحِیْمِ	مٰلِكِ	یَوْمِ	الدِّیْنِ
بہت رحم کرنے والا ہے	اللہ نہایت مہربان ہے	وہ مالک ہے	دن	قیامت کے
یہ صفت نمبر 1 ہے	یہ اللہ کی صفت نمبر 2 ہے	[illegible] مرکب اضافی	مضاف الیہ + مضاف	مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: وہ (اللہ) بہت مہربان ہے۔ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ بدلے (قیامت) کے دن کا مالک ہے۔

لغوی نکات:

الرَّحْمٰنِ اس لفظ کا مادہ {ر ح م} ہے اور یہ فَعْلَانُ کے وزن (Rhythm) پر ہے جو مبالغے اور کثرت (یعنی بہت زیادہ) کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً عَطْشَانُ کا معنی ہے بہت زیادہ پیاسا، غَضْبَانُ کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بہت شدید غصے میں ہو لیکن اس وزن پر استعمال ہونے والے لفظ میں کثرت کے ساتھ ساتھ دوام اور استمرار Continuity کا مفہوم موجود نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے "فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا" اس آیت میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے غَضْبَانَ استعمال کیا گیا ہے جس میں شدت غضب کا معنی تو ہے مگر دوام غضب (Continuity of Anger) کا نہیں بلکہ جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت کا علم ہوا تو ان کا غصہ ختم ہوگیا۔ اس لئے اَلرَّحْمٰن کا معنی ہوگا [بہت زیادہ رحم کرنے والا، جس کی رحمت بے حد و بے حساب اور بے کراں ہے، جس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں] یہ صفت نمبر 2 ہے۔

الرَّحِیْمِ یہ لفظ فَعِیْلٌ کے وزن پر ہے اور اس وزن پر استعمال ہونے والے لفظ میں دوام اور تسلسل کا معنی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الرحمن کے ساتھ الرحیم کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ معنی ہوا [جس کی رحمت دائمی ہے۔ وہ کبھی غصے میں آ کر ربوبیت کے نظام کو ختم نہیں کرتا اگر وہ ایسا کرے تو کرہ ارضی پر کوئی ذی روح باقی نہ رہے] یہ صفت نمبر 3 ہے۔

مٰلِكِ {م ل ك} (ض) مَلَكَ يَمْلِكُ سے اسم الفاعل ہے۔ لفظ اللّٰہ کی صفت نمبر 4 ہے۔ اسی لئے حالت جر میں ہے۔ "مَلِكٌ" [مالک بننے، اختیار رکھنے اور قابو پانے] کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مَالِكِ کا معنی ہوگا [ایسی ذات جس کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہوں]۔ یہ لفظ آگے کی طرف مضاف ہے۔

يَوْمِ یہ لفظ بیک وقت مضاف بھی ہے اور مضاف الیہ بھی۔ مضاف ہونے کی وجہ سے اس کے شروع میں الف لام نہیں ہے اور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ [دن]

الدِّيْنِ اس لفظ کا مادہ {د ی ن} (ض) دَانَ يَدِينُ سے مصدر "دِيْنٌ" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

① کسی کے ساتھ معاملہ یا سلوک کرنا یا بدلہ دینا، کہا جاتا ہے کَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ یعنی جس طرح کا سلوک تم کرو گے اسی طرح کا سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے "أَئِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ" یعنی کفار تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے کیا مرنے کے بعد ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

② عبادت و اطاعت کرنا۔ قرآن مجید میں ہے "فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" تو تم اسے پکارو اس کے لئے عبادت و اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یعنی بغیر کسی شراکت کے"۔

اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کیسے کرنی ہے، اس کے لئے اس نے جو اصول وضوابط اور طریقے نازل فرمائے ہیں ان کے مجموعہ کا نام بھی دین ہے۔ اس آیت میں دین کا لفظ پہلے معنی میں ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا "بدلے یعنی جزاء و سزا کے دن کا مالک"

[مَالِكِ = مضاف، يَوْمِ = مضاف الیہ + مضاف، الدِّيْنِ = مضاف الیہ] یہ پورا مرکب اضافی صفت نمبر 4 ہے۔

تفسیری نکات: اللّٰہ کی صفات کا تذکرہ ہو رہا ہے، پہلی صفت کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے اور صفت نمبر 2 کہ وہ بہت مہربان ہے اور صفت نمبر 3 کہ وہ نہایت رحم کرنے والا ہے اور صفت نمبر 4 کہ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے، اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ {5}

إِيَّا + كَ	نَعْبُدُ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
خاص + تیری	ہم عبادت کرتے ہیں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ضمیر متصل مفعول بہ مقدم	فعل مضارع، فاعل	[illegible]	ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم	[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: (اے اللّٰہ) خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔

لغوی نکات:

إِيَّاكَ ضمیر اصل میں ك ہی ہے، إِيَّا کا اضافہ / اس وقت کیا جاتا ہے جب اسے الگ سے یعنی منفصل (Separate) استعمال

کرنا ہو۔ قرآن مجید میں ہے "نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ" اس آیت میں "كُمْ" ضمیر متصل ہے اور "هُمْ" کو بطور ضمیر منفصل کے لایا گیا ہے۔ اِیَّا کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمیر ہمیشہ فعل کے ساتھ لیکن منفصل (Separate) آتی ہے اور فعل کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمیر ہمیشہ مفعول بن کر استعمال ہوتی ہے اور مفعول چونکہ منصوب ہوتا ہے، اس لئے اِیَّاهُ، اِیَّاكَ، اِیَّاكُمْ وغیرہ کو ضمائر منصوبہ منفصلہ کہا جاتا ہے۔ "ہی" کا معنی "اِیَّا" کی وجہ سے نہیں بلکہ اس ضمیر کو فعل "نَعْبُدُ" سے پہلے لانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ جب مفعول کو فعل سے پہلے لایا جائے تو حصر یعنی "ہی" کا مفہوم پیدا ہوجاتا ہے۔

نَعْبُدُ یہ اصل میں نَعْبُدُكَ تھا اس لفظ کا مادہ (Root) {ع ب د} ہے۔ اس سے فعل استعمال ہوتا ہے عَبَدَ یَعْبُدُ (ن) جس کا لفظی معنی ہے کسی راستے کو ہموار کرنا۔ کہا جاتا ہے "عَبَّدْتُ الطَّرِیْقَ" یعنی میں نے راستے کو ہموار کیا۔ "طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ" اس راستے کو کہا جاتا ہے جس پر چل کر اسے دبا دیا گیا ہو اور اسے ہموار کردیا گیا ہو۔ یہاں سے یہ لفظ "دب جانے، جھک جانے اور عجز و انکساری کا اظہار کرنے" کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ عبودیت اس جذبے کو کہا جاتا ہے جو ہر انسان کی فطرت کا حصہ ہے اور اس کے باطن میں موجود ہے کہ وہ کسی ہستی کو مافوق الفطرت اور کائنات کی بالاترین ہستی سمجھتے ہوئے اس کے سامنے خشوع و خضوع اور عجز و انکساری کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور یہ جذبہ ہر انسان میں موجود ہے۔ قرآن یہ چاہتا ہے کہ عبودیت و بندگی کے اس جذبے کا اظہار کسی مخلوق کے سامنے نہیں بلکہ خالق کائنات کے سامنے کیا جائے اور یہاں اللہ کی طرف سے اپنے بندوں سے یہی اقرار کرایا جارہا ہے کہ ان کا جھکنا اور دبنا صرف اللہ ہی کے سامنے ہے یعنی ان کی جبین نیاز جھکے تو صرف اس کے آگے۔

وَ یہ حرف عطف ہے۔ یہ حرف ظاہر کرتا ہے کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی بلکہ چل رہی ہے۔ یہ حرف عموماً اگلی عبارت کا پچھلی عبارت کے ساتھ تعلق ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگلی عبارت کو معطوف اور پچھلی عبارت کو معطوف علیہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ معطوف اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ معطوف علیہ ہے۔ "وَ" بعض اوقات قسم اور حال کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

اِیَّاكَ اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

نَسْتَعِیْنُ اس لفظ کا مادہ {ع و ن} ہے۔ اس سے ایک لفظ بنتا ہے عَوْنٌ جس کا معنی ہے "مدد"۔ حدیث میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ" "بے شک اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے" یعنی اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہے تو اللہ اس کی مدد کرکے اس کے کام سنوارتا رہتا ہے۔ یہاں عون "مدد" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس مادے (Root Word) سے عربی زبان میں تین ابواب یعنی ماضی اور مضارع کے مندرجہ ذیل تین Groups استعمال ہوتے ہیں:

① اَعَانَ یُعِیْنُ اِعَانَۃٌ (افعال) [مدد کرنا، اعانت کرنا] اصل میں اَعْوَنَ یُعْوِنُ تھا۔

② تَعَاوَنَ یَتَعَاوَنُ تَعَاوُنٌ (تفاعل) [ایک دوسرے کی مدد کرنا، تعاون کرنا] یہاں "ایک دوسرے" کا معنی باب تفاعل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ اس باب کی خاصیت "مشارکت" ہے۔

③ اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ اِسْتِعَانَۃٌ (استفعال) [مدد طلب کرنا، استعانت کرنا] یہ اصل میں اِسْتَعْوَنَ یَسْتَعْوِنُ تھا، تعلیل کے بعد اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ ہوگیا۔ طلب کرنے کا مفہوم باب استفعال کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اس باب کی خاصیت ہے کہ اس میں طلب کرنے کا معنی پیدا ہوجاتا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں بندہ اعتراف کرتا ہے کہ اے اللہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کسی اور کی عبادت اور اس سے استعانت ترک ہے، تو ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اور اسی طرح ہر طرح کی استعانت اسی سے ہونی چاہئے۔ پریشانی کے وقت انسان چاہتا ہے کہ وہ کسی ہستی کو مافوق الفطرت اور مافوق الاسباب سمجھتے ہوئے اس کے سامنے اپنی پریشانی پیش کرے اور اسے دور کرنے کے لئے اس سے مدد طلب کرے۔ اس آیت میں بندوں کو سکھایا جارہا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿6﴾

[redacted]

بامحاورہ ترجمہ: (اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔

لغوی نکات:

اِهْدِ: اس کا مادہ {ہ د ی} ہے۔ اس سے ماضی مضارع (ض) ہَدٰی یَهْدِیْ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

① راستہ دکھانا، ② راستہ دکھاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ "بلاشک و شبہ آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں" لیکن ایک اور آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ "بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے دیتا ہے" واضح رہے پہلی آیت میں ہدایت راستہ دکھانے کے معنی میں ہے اور دوسری آیت میں

راستہ دکھاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانے کے معنی میں ہے۔ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہدایت کا لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ پورا معنی ہوگا (تو سیدھا راستہ دکھا بھی اور اس راستے پر چلاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچا بھی) اِھْدِ فعل امر ہے اور یوں بنا ہے: یَھْدِیْ = ھْدِ = اِھْدِ (فعل + فاعل)

نَا — یہ ضمیر یہاں مفعول بن کر استعمال ہورہی ہے، اس لئے ضمیر منصوب متصل کہلائے گی۔

اَلصِّرَاطَ — الصِّرَاطَ کسی متعین راستے کو کہا جاتا ہے جب کہ سبیل کا لفظ عام ہے۔ یہ لفظ "اِھْدِ" کا مفعول نمبر 2 ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ چونکہ آگے اس کی صفت بھی آرہی ہے، اس لئے یہ موصوف بھی ہے۔

اَلْمُسْتَقِیْمَ — الصراط کی صفت ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ خط مستقیم بالکل سیدھے خط کو کہا جاتا ہے۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد وہ راستہ ہے جس میں کوئی کجی نہ ہو، سیدھا منزل مقصود تک پہنچانے والا ہو۔

اِھْدِ = فعل + فاعل، نَا = مفعول نمبر 1، الصِّرَاطَ = موصوف، مفعول نمبر 2، الْمُسْتَقِیْمَ = صفت

تفسیری نکات: اس آیت میں بندہ اپنے رب سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ سیدھے راستے سے مراد [انعام یافتہ لوگ (انبیاء، صدیقین، شہداء) وغیرھم کا راستہ ہے...... ہدایت کے دو معنی ہیں، راستہ دکھانا، منزل مقصود پر چلانا] یہاں دو معنی ہی مراد ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

عَلٰی + هِمْ	اَنْعَمْتَ	اَلَّذِیْنَ	صِرَاطَ
اُوپر + اُن کے	تو نے انعام کیا	ان لوگوں کا جو	راستہ
جار + مجرور	فعل ماضی واحد مذکر مخاطب	اسم موصول جمع	بدل

بامحاورہ ترجمہ: راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا

لغوی نکات:

صِرَاطَ — حالت نصب میں ہے کیونکہ یہ "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کی وضاحت ہے۔ اس عربی گرامر کی اصطلاح میں بدل بھی کہا جاتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ — اسم موصول، جمع مذکر، اَلَّذِیْ کی جمع ہے اور چونکہ اسم موصول مبنی کی قسم ہے اس لئے یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوتا ہے، اَلَّذُوْنَ استعمال نہیں ہوتا اور اس کا کوئی معنی بھی نہیں ہے۔

اَنْعَمْتَ — {ن ع م} (افعال) اَنْعَمَ یُنْعِمُ سے فعل ماضی واحد مذکر مخاطب، اس کے آخر میں "تَ" اَنْتَ سے ماخوذ ہے۔ اس مادے سے ایک لفظ نَاعِمٌ تروتازہ اور نرم و نازک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ یعنی کچھ چہرے اس دن تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ نِعْمَةٌ سے مراد تروتازگی اور راحت و سکون ہے۔ اَنْعَمَ یُنْعِمُ کا مطلب ہوگا [کسی کو راحت و سکون اور عیش و آرام سے نوازنا]

عَلَيْهِمْ — عَلَیْ + هِمْ، اصل میں هُمْ تھا، ثقل دُور کرنے کے لئے هُمْ کی بجائے هِمْ پڑھا گیا، یہ مرکب جاری ہے۔ [اوپر ان کے] صِرَاطَ = مضاف، اَلَّذِیْنَ = اسم موصول، اَنْعَمْتَ = فعل + فاعل، عَلٰی = حرف جر، صلہ = مضاف الیہ، بدل یعنی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کی وضاحت ہے جب کہ هِمْ مجرور، اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کو مبدل منہ کہا جائے گا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ {7}

غَيْرِ	الْمَغْضُوْبِ	عَلَيْهِمْ	وَ	لَا	الضَّآلِّيْنَ
نہ	جن پر غضب کیا گیا	اوپر ان کے	اور	نہ	گمراہوں کا
بدل الَّذِیْنَ سے مجرور مضاف	مضاف الیہ، اسم مفعول	جار + مجرور	عاطفہ	نافیہ	عطف علی المغضوب اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: نہ ان کا راستہ جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ (ان کا) جو گمراہ ہوئے۔

لغوی نکات:

غَيْرِ — "عَلَیْهِمْ" میں "هِمْ" سے مراد جو ہستیاں ہیں "غَیْرِ" سے ان کی مزید وضاحت ہورہی ہے۔ اسی لئے غَیْرِ کا لفظ حالت جر میں ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جن پر اے اللّٰہ تو نے انعام کیا ہے وہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جن پر غضب نازل کیا گیا" بعض اہل لغت کے نزدیک اس سے پہلے صِرَاطَ کا لفظ محذوف ہے چنانچہ پوری عبارت یوں ہوگی "صِرَاطَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ" اس صورت میں غَیْرِ کا لفظ صِرَاطَ کا مضاف الیہ اور اگلی عبارت کا مضاف ہوگا۔ اس صورت میں معنی ہوگا "سیدھا راستہ۔ ان لوگوں کے راستے کے علاوہ ہے جن پر غضب کیا گیا"

الْمَغْضُوْبِ — {غ ض ب} (س) غَضِبَ یَغْضَبُ سے اسم المفعول ہے، غَیْرِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر ہے۔

عَلَيْهِمْ — عَلَیْ + هِمْ = مرکب جاری، اس طبقے سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کے مخالفین کا وہ طبقہ ہے جس نے انبیائے کرام کی دعوت کو سرے سے مسترد کردیا اور وہ ان کی دعوت کے خلاف صف آرا ہوئے۔

وَ — حرف عطف ہے۔

لَا — حرف نفی۔

الضَّآلِّيْنَ — {ض ل ل} (ض) ضَلَّ یَضِلُّ سے اسم الفاعل ضَالٌّ اور اس کی جمع ضَالُّوْن استعمال ہوتی ہے۔ چونکہ اصل عبارت یوں ہے "وَلَا صِرَاطَ الضَّالِّیْنَ" اس لئے "الضَّالِّیْنَ" مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ یا الضَّالِّیْنَ کا عطف غَیْرِ پر ہے اور غَیْرِ پر زیر اَلَّذِیْنَ سے بدل ہے پھر مضاف تقدیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ضَلَّ یَضِلُّ کا معنی ہے "سیدھے راستے سے ہٹ کر کج راہیوں پر جانکلنا" اس طبقے سے مراد وہ طبقہ ہے جو انبیائے کرام کا مخالف اور ان کے خلاف محاذ آرائی اختیار کرنے والا تو نہیں لیکن ان کی لائی ہوئی شریعت کو مسخ کرکے صراط مستقیم سے ہٹ کر اپنی الگ

راہیں نکالنے والا ہے۔ انبیائے کرام کو انہی دو طبقوں سے واسطہ پڑا۔ کھلم کھلا مخالفین سے یا ان کی شریعت کو مسخ کرنے والے نام نہاد معتقدین سے۔

غَیْرِ مضاف، الْمَغْضُوبِ مضاف الیہ، عَلَیْهِمْ مرکب جاری، وَحرف عطف، لاَ حرف نفی، الضَّالِّیْنَ صِرَاطَ (محذوف) کا مضاف الیہ

تفسیری نکات: جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اس سے مراد یہودی ہیں۔ یہ حق کو پہچاننے کے باوجود اس کی مخالفت کرتے رہے اللہ کی شریعت کا مذاق اڑاتے رہے۔ دوسرا فرقہ نصاریٰ کا ہے جو گمراہ ہیں۔ انبیاء کے خلاف محاذ آرائی تو نہ کی البتہ صحیح شریعت کو مسخ کرکے الگ راہ بنالی جس میں جہالت زیادہ تھی۔ انبیاء کا مقابلہ انہی دو گروہوں سے ہوا۔

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ

الٓمّٓ	ذٰلِكَ	الْكِتٰبُ	لَا	رَيْبَ
اللہ ہی ان کے معنی کو جانتا ہے	وہ	کتاب (قرآن)	نہیں	شک
حروف مقطعات	اسم اشارہ مبتدا	مشار الیہ	نفی جنس خبر	لا کا اسم

فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ {2-1}

فِیْ + ہٖ	هُدًى	لِ + الْمُتَّقِيْنَ
میں + اس	ہدایت ہے	واسطے + پرہیزگاروں کے
جار + مجرور ذٰلک کی خبر	حال من ضمیر ہ ۔ فیہ	جار + مجرور، اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔ متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

لغوی نکات:

الٓمّٓ حروف مقطعات سے ہیں۔ تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے۔ قطع کا معنی کاٹنا ہے۔ انہیں حروف مقطعات اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان حروف کو کاٹ کر یعنی الگ الگ کرکے (With brake up) پڑھا جاتا ہے۔ الٓم کی بجائے الف لام میم۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ذٰلِكَ اشارہ بعید ہے۔ هٰذَا الْكِتَابُ کی بجائے ذٰلِكَ الْكِتَابُ استعمال کیا گیا ہے مفہوم ہوگا ''وہ کتاب جو لوح محفوظ میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر اس کا نزول ہو رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے'' بعض مفسرین کے نزدیک ''ذٰلِكَ'' تعظیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مفہوم ہے کہ ''وہ کتاب جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل ہوچکی ہے، ہورہی ہے یا مستقبل میں نازل ہونے والی ہے۔'' ''ذٰلِكَ'' کا اشارہ سورۃ

فاتحہ کی طرف بھی ہوسکتا ہے کیونکہ سورہ فاتحہ "اُمُّ الْکِتَاب" یعنی پوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ معنی ہوگا "ذٰلِكَ الْكِتَابُ الْمَذْكُوْرُ اَىْ مُلَخَّصُهٗ لَارَيْبَ فِيْهِ" ذٰلِكَ الْكِتَابُ اشارہ + مشار الیہ = مبتدا

لَا رَيْبَ فِيْهِ "لَارَيْبَ" میں "لَا" نفی جنس کے لئے ہے اور "رَيْبَ" اس کا اسم ہے۔ اسی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ معنی ہوگا "اس کتاب کے اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہونے میں شک وشبہ یا تردد کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں" یہ اس لئے کہا گیا کہ اس سے قبل حروف مقطعات کے ذریعے عربوں کو وہ چیلنج یاد دلایا گیا ہے جو قرآن مجید نے اس جیسی کتاب یا سورت لانے کے متعلق بار ہا دیا اور وہ اس کے سامنے عاجز و بے بس ہوگئے۔ گویا پہلے دلیل ذکر کی گئی اور پھر دعویٰ۔ قرآن مجید نے پوری عرب دنیا کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ یہ کتاب بھی انہیں 29 حروف سے مل کر بنی ہے جن سے تم شعر و ادب کے مجموعے ترتیب دیتے ہو۔ اگر ہمت ہے تو اس جیسی کتاب پیش کرو ورنہ اعتراف کرو کہ "لَارَيْبَ فِيْهِ" یعنی اس کتاب کے مُنَزَّلٌ مِنَ اللهِ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ حروف مقطعات کو بعض سورتوں کے شروع میں لانے کی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ تقریباً وہ تمام سورتیں جن کا آغاز حروف مقطعات سے کیا گیا ہے ان سورتوں میں حروف مقطعات کے فوراً بعد قرآن مجید کا ذکر ہے۔ مثلاً قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ / يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ / طٰهٰ ○ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى وغیرہ۔ اس ضمن میں اہم ترین بات یہ ہے کہ عربی زبان میں حروف تہجی (Alphabets) کی تعداد بھی 29 ہے اور حروف مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد بھی 29 ہے۔ "لَارَيْبَ فِيْهِ" یہ جملہ "ذٰلِكَ الْكِتَابُ" کی خبر ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ هُدًى کا مادہ {ہ د ی} ہے جو دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ① راہ دکھانا، ② منزل مقصود تک پہنچانا۔ یہاں دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پہلی صورت میں مفہوم ہوگا کہ اس کتاب سے وہی لوگ ہدایت و رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں جن میں تقویٰ کی صفت موجود ہوگی اور دوسری صورت میں مفہوم ہوگا کہ یہ کتاب اصحاب تقویٰ کو صراط مستقیم پہ چلاتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ بعض جگہ قرآن مجید کو "هُدًى لِلنَّاسِ" کہا گیا ہے۔ وہاں صرف "راہ دکھانے" کے معنی میں ہے۔

لِلْمُتَّقِيْنَ مرکب جاری ہے۔ اَلْمُتَّقِيْنَ کا مادہ {و ق ی} ہے۔ اِتَّقٰى يَتَّقِىْ سے اِسم الفاعل ہے۔ {و ق ی} عربی لغت میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ① ڈرنا، ② بچنا۔

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تقویٰ کی اصطلاح بھی اس سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ہے ایسا ڈر جس میں بچاؤ بھی ہو۔ اس کی سادہ سی تمثیل یوں دی جاسکتی ہے کہ انسان سامنے سے آتے ہوئے تیر کو دیکھ کر ڈرتا بھی ہے اور اپنے آپ کو بچانے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ تقویٰ کا مفہوم ہوگا "اللہ کے قہر و عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی معصیت اور گناہوں سے بچنا" تقویٰ کی صفت و صلاحیت اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت بنا کر اس کے

اندر ودیعت کردی ہے۔ "فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا" میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔

گزشتہ لغوی بحث کی روشنی میں هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ کا پورا مفہوم یوں ہوگا کہ یہ کتاب ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے والی یا راہ ہدایت پر گامزن کر کے منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے جن کی فطرت مسخ نہیں ہوئی بلکہ ان میں اس کتاب سے روشنی حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ جس طرح آفتاب کی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے روشنی وہی حاصل کرسکتا ہے جس میں قوت بصارت موجود ہے۔ آنکھیں بند کر کے آفتاب سے روشنی حاصل نہیں کی جاسکتی بعینہٖ قرآن مجید ایک "نور" ہے اور دل کی آنکھ کھولے بغیر اس سے ہدایت کی روشنی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

"هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ"، "ذٰلِكَ الْكِتَابُ" کی دوسری خبر ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے پہلے "هُوَ" محذوف ہے جو مبتدا ہے اور یہ اس کی خبر ہے۔

تفسیری نکات: الم: یہ حروف مقطعات سے ہے، ان کا کوئی متعین معنیٰ نہیں ہے۔ عرب کے فصحاء و بلغاء کو بہت بڑا چیلنج کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ جو بواسطہ جبرئیل (علیہ السلام) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ کتاب پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے، ہدایت دینے والی ہے، یعنی اس میں ان کے لئے مزید ہدایت کا بندوبست کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اَلَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِ + الْغَيْبِ	وَ	يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	ساتھ + غیب کے	اور	وہ قائم کرتے ہیں	نماز کو
اسم موصول جمع مذکر	فعل مضارع معلوم + فاعل (افعال)	جار + مجرور	عاطفہ	فعل مضارع جمع مذکر غائب	مفعول

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ {3}

وَ	مِنْ + مَا	رَزَقْنَا + هُمْ	يُنْفِقُوْنَ
اور	سے + جو	رزق دیا ہم نے + ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں
عاطفہ	جار + موصولہ	فعل مضارع جمع متکلم + مفعول	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: جو امور غیبیہ کی تصدیق کرتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

لغوی نکات:

اَلَّذِيْنَ — اسم موصول ہے۔ تفصیلی ذکر سورۃ الفاتحہ میں گزر چکا ہے۔

یُؤْمِنُوْنَ {ء م ن} (افعال) اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب (خود کو کسی کی امان میں دینا) ایک مومن چونکہ خود کو اللہ رب العزت کے سپرد کر کے اپنے آپ کو گویا اس کی امان میں دے دیتا ہے، اس لئے اسے مومن کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی حفظ و امان میں اس وقت تک نہیں لیتا جب تک وہ اس کی تصدیق نہ کرے۔ یہاں سے لفظ میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کا معنی تصدیق کرنا ہوگیا۔

بِالْغَیْبِ بِ+ اَلْغَیْبِ مرکب جاری ہے۔ اس کا مادہ {غ ی ب} باب ض سے مصدر ہے اور اس کا معنی ہے (نظروں سے اوجھل ہونا) اور جو چیز بندے کی نگاہوں سے اوجھل ہو اس کی تصدیق کرنا ایمان بالغیب کہلاتا ہے۔

یُقِیْمُوْنَ {ق و م} (افعال) اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَۃٌ سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب "قَامَ یَقُوْمُ" فعل لازم ہے اور اس کا معنی (سیدھا کھڑا ہونا) ہے۔ {ق و م} جب باب افعال سے استعمال ہوگا تو متعدی ہونے کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا (سیدھا کھڑا کرنا) جس طرح گرے ہوئے پرچم کو اٹھا کر کھڑا کرنے سے مراد اسے بلند کرنا اور بالادستی دینا ہے اس طرح جب شعائر اللہ کو پامال کیا جارہا ہو اور ان کی بے حرمتی کی جارہی ہو تو انہیں سیدھا کھڑا کرنے سے مراد انہیں بلندی اور عزت و احترام کا مقام دینا ہے۔ چنانچہ اقامت صلوٰۃ سے مراد اسے صحیح طریقے سے ادا کرنا، اس کا نظام قائم کر کے معاشرے میں اسے احترام کا مقام دینا اور اپنی مصروفیات میں اسے ترجیحی حیثیت (Priority) دینا ہے۔ اسی طرح "اِقَامَۃُ الدِّیْنِ" میں اقامت دین سے مراد ہے کہ اسے سربلند کیا جائے اور اس کی بالادستی قائم کی جائے۔

الصَّلٰوۃَ مفعول ہے اس لئے حالت نصب میں ہے اسکا مادہ {ص ل و} ہے اور اسکا لغوی معنی (دعا کرنا) ہے۔ نماز کی اصل چونکہ دعا ہی ہے اور اسکا کثیر حصہ دعا پر ہی مشتمل ہوتا ہے اس لئے اسے "صلوٰۃ" کہا جاتا ہے "صَلّٰی یُصَلِّیْ" کے بعد "عَلٰی" کا استعمال ہو تو اسکا معنی کسی کیلئے رحمت اور خیر و فضل کی دعا کرنا ہے۔ اگر اسکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنی ہوگا "بندے پر خیر و رحمت نازل کرنا"۔ شرعی اصطلاح میں اسکا مفہوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں متعین کیا جائیگا۔

وَ حرف عطف

مِمَّا مِنْ + مَا۔ مِنْ حرف جر ہے اور مَا موصولہ ہے۔

رَزَقْنٰھُمْ رَزَقْنَا + ھُمْ {ر ز ق} (ن) رَزَقَ یَرْزُقُ سے فعل ماضی۔ جمع متکلم (عطا کرنا) اس کا لغوی معنی کوئی بھی چیز عطا کرنا ہے اور بعض اوقات صرف مال و دولت عطا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

یُنْفِقُوْنَ {ن ف ق} (افعال) اَنْفَقَ یُنْفِقُ اِنْفَاقٌ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (خرچ کرنا) نَفَقٌ کا معنی سوراخ ہے۔ قرآن مجید کی آیت اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ میں بھی نَفَقًا سے مراد سوراخ یا سرنگ ہے۔ چنانچہ انفاق سے مراد سوراخ کرنا ہے۔ جسطرح سوراخ سے کوئی چیز نکلتی ہے اسطرح مال و دولت وغیرہ سے کچھ نکالنا انفاق کہلاتا ہے۔ اس آیت میں مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ کو یُنْفِقُوْنَ سے پہلے ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اصل عبارت یوں ہے وَیُنْفِقُوْنَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یہاں

تقدیم سے مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ کو نمایاں کرنا اور اس پر Stress کرنا مقصود ہے۔ معنی یوں ہوگا ''وہ اسی میں سے تو خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے'' اور اسطرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے باور کرایا گیا ہے کہ کتنے لوگ ہیں جنہیں ہم نے رزق کی فراوانی سے محروم کر رکھا ہے اور اگر ہم نے ان پر اپنی رحمت کے خزانوں کو کھول دیا ہے تو وہ اظہار تشکر کا عملی ثبوت دیتے ہوئے بخل سے کام نہ لیں اور ہماری طرف سے عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

''مِمَّا'' مِنْ + مَا میں ''مَا'' عموم کیلئے ہے۔ چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہر خیر و نعمت شامل ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور مومن کی یہ اہم ترین صفات ہیں۔ ① اِقامت صلاۃ کہ نماز کو اس کے اوّل اوقات، شرائط ارکان، واجبات کو صحیح طریقے سے پڑھا جائے ② اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ انفاق درمیانہ طبقے پر ہو۔

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ

وَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِ	مَا	اُنْزِلَ	اِلَى	كَ	وَ	مَآ
اور	جو	ایمان لاتے ہیں تصدیق کرتے ہیں	ساتھ	جو	اتارا گیا	طرف	آپ کی	اور	جو
حرف عطف	اسم موصول	فعل مضارع	حرف جر	موصولہ	ماضی مجہول	حرف جر	ضمیر مجرور	حرف عطف	موصولہ

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ {4}

اُنْزِلَ	مِنْ	قَبْلِ	كَ	وَ	بِ	الْاٰخِرَةِ	هُمْ	يُوْقِنُوْنَ
اتارا گیا	سے	پہلے	آپ کے	اور	ساتھ	آخرت کے	وہ	یقین رکھتے ہیں
ماضی مجہول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	حرف جر	مجرور	ضمیر	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: اور وہ جو اس وحی کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اور یہی لوگ ہیں جو آخرت (کے وجود) پر یقین رکھتے ہیں۔

لغوی نکات:

اُنْزِلَ — {ن ز ل} (افعال) اَنْزَلَ یُنْزِلُ سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب (نازل کرنا۔ اتارنا)۔

الْاٰخِرَةِ — اَلْاٰخِرُ کی مونث ہے جو کہ اَلْاَوَّلُ کی ضد ہے۔ مراد ہے۔ بِالدَّارِ الْاٰخِرَةِ یعنی آخری گھر۔

يُوْقِنُوْنَ — {ی ق ن} (افعال) اَیْقَنَ یُوْقِنُ اِیْقَانٌ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (یقین کرنا) ایمان اور ایقان میں فرق یہ ہے کہ ''ایمان'' کے مختلف مراتب ہیں۔ اس کا پہلا مرتبہ محض تصدیق کرنا ہے خواہ ابتدائی درجے ہی کی کیوں نہ ہو۔ لیکن

''ایقان'' سے مراد پوری طرح یقین کر لینا ہے جو کسی چیز کو مان لینے کا انتہائی درجہ ہے۔ یہاں یُؤْمِنُوْنَ کی بجائے هُمْ یُوْقِنُوْنَ میں هُمْ کا استعمال زائد ہے لیکن اس کے استعمال سے Stress کا مفہوم پیدا کیا گیا ہے۔ معنی ہوگا ''مذکورہ اوصاف کے حاملین ہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں''۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق

اُولٰٓئِكَ	عَلٰى	هُدًى	مِّنْ	رَّبِّ	هِمْ
وہ لوگ	پر	ہدایت	سے	رب	ان کے
اسم اشارہ	حرف جر	مجرور	حرف جر	مجرور مضاف	ضمیر مضاف الیہ

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ {5}

وَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ
اور	وہ لوگ	ہی	کامیاب ہونے والے ہیں
حرف عطف	اسم اشارہ مبتدا	ضمیر	اسم الفاعل (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہ ہی کامیاب ہیں۔

لغوی نکات:

اُولٰٓئِكَ اشارہ بعید ہے لیکن اس کا معنی کیا جاتا ہے ''یہی لوگ'' اشارہ بعید کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا اُولٰٓئِكَ المذکورون اعلاہ یعنی وہ لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ ہدایت و راہنمائی پر ہیں۔ واضح رہے کسی بھی عبارت میں اشارہ قریب مابعد کیلئے اور اشارہ بعید ماقبل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر هُمْ حصر کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ اَلْمُفْلِحُوْنَ {ف ل ح} (افعال) اَفْلَحَ یُفْلِحُ سے اسم الفاعل ہے۔ اس کا لغوی معنی (پھاڑنا یا کسی بند چیز کو کھولنا ہے) چنانچہ معنی ہوگا ''یہی لوگ اپنے اوپر اللہ کی رحمت کا دروازہ کھولنے والے ہیں'' یعنی ان ہی کے لئے رحمت باری تعالیٰ کا دروازہ کھولا جائے گا''۔

یہاں تک اس طبقے کا ذکر ہے جس نے قرآن مجید کی دعوت پر لبیک کہا۔ آگے اس طبقے کا ذکر کیا جا رہا ہے جس نے قرآن مجید کی صداقت کا انکار کیا از محض عناد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے خلاف محاذ آرا ہو گئے۔ اصل میں قرآن مجید ان طبقات کا تعارف کرا رہا ہے جن سے اس کا واسطہ پڑا کہ کس نے کیا کیا کردار ادا کیا۔ پہلا

طبقہ صحابہ کرام ؓ کا تھا۔ دوسرا ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

هُمْ	اَنْذَرْتَ	ءَ	هِمْ	عَلٰی	سَوَآءٌ	کَفَرُوْا	الَّذِیْنَ	اِنَّ
ان کو	آپ آگاہ کریں	کیا/خواہ	ان	پر	برابر	کفر کیا	وہ جنہوں نے	بے شک
ضمیر۔ مفعول	فعل ماضی	حرف استفہام	ضمیر۔ مجرور	حرف جر	اسم	فعل ماضی	اسم موصول	حرف تاکید

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ {6}

یُؤْمِنُوْنَ	لَا	هُمْ	تُنْذِرْ	لَمْ	اَمْ
ایمان لائیں گے وہ	نہیں	ان کو	آگاہ کریں آپ	نہ	یا
فعل مضارع	حرف نفی	ضمیر۔ مفعول	فعل مضارع مجزوم	حرف نفی	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی انہیں آپ جہنم کے عذاب سے آگاہ کریں یا ان کو آگاہ نہ کریں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

لغوی نکات:

کَفَرُوْا: {ک ف ر} (ن) کَفَرَ یَکْفُرُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب ہے۔ اس کا لغوی معنی چھپانا ہے اور کافر چونکہ اللہ کی نعمت (ایمان) کو چھپاتا ہے اس لئے اس کو کافر کہا جاتا ہے۔ اسی میں وسعت پیدا ہو کر اس کا معنی ''انکار کرنا'' بھی ہو گیا۔

اَنْذَرْتَ: {ن ذ ر} (افعال) اَنْذَرَ یُنْذِرُ سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر۔ اس مادہ سے نَذَرَ یَنْذُرُ (ن) کا معنی ہے (منت ماننا) یعنی کسی غیر واجب کو اپنے اوپر واجب کرنا۔ اور نَذِرَ یَنْذَرُ (س) کا معنی (خبردار ہونا) ہے۔ باب افعال کی وجہ سے اِنْذَارٌ کا معنی ہو گا (کسی خوفناک چیز سے متنبہ کرنا۔ خبردار کرنا)۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی

عَلٰی	وَ	هِمْ	قُلُوْبِ	عَلٰی	اللّٰهُ	خَتَمَ
پر	اور	ان کے	دلوں	پر	اللہ نے	مہر لگا دی
حرف جر	حرف عطف	ضمیر۔ مضاف الیہ	مجرور مضاف	حرف جر	فاعل	فعل ماضی

سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ

غِشَاوَةٌ	هِمۡ	اَبۡصَارِ	عَلٰٓى	وَ	هِمۡ	سَمۡعِ
پردہ	ان کی	نگاہوں	پر	اور	ان کی	سماعت (کان)
اسم مبتدا مؤخر	مضاف الیہ	مجرور مضاف	حرف جر (خبر مقدم)	حرف عطف	ضمیر۔ مضاف الیہ	مجرور مضاف

وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ {7}

عَظِيۡمٌ	عَذَابٌ	هُمۡ	لَ	وَّ
بہت بڑا	عذاب	ان کے	لئے	اور
صفت	موصوف (مبتدا مؤخر)	ضمیر۔ مجرور	حرف (لِ) جر خبر مقدم	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی قوت سماعت پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی نگاہوں پر پردہ پڑ چکا ہے اور ان کیلئے عظیم عذاب ہے۔

لغوی نکات:

خَتَمَ {خ ت م} (ن) خَتَمَ يَخۡتُمُ (مہر لگانا) کسی دستاویز وغیرہ پر مہر لگانے کے بعد اس میں کسی چیز کو داخل نہیں کیا جاسکتا۔ دلوں پر مہر لگانے سے مراد یہ ہے کہ اب ان میں ہدایت داخل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے کہ جب کوئی بندہ حق واضح ہو جانے کے بعد محض تعصب وعناد، دنیوی مفادات اور تکبر کی بناء پر اسے قبول کرنے سے انکار کرتا اور اللہ کی معصیت کے ارتکاب میں حد سے تجاوز کرتا ہے تو اسکی فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔ اور حدیث نبوی کے مطابق اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت کو دلوں پر مہر لگانے سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ وہ خود کو قبول ہدایت سے یکسر محروم کر لیتا ہے۔

سَمۡعِهِمۡ ''سَمۡع'' باب (س) سے مصدر ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے اور یہاں مراد قوت سماعت ہے۔

غِشَاوَةٌ {غ ش ی} (س) غَشِيَ يَغۡشٰى کا اسم، مبتدا مؤخر ہے اسکا لغوی معنی ہے (وہ پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

اللّٰهِ	بِ	اٰمَنَّا	يَّقُوۡلُ	مَنۡ	النَّاسِ	مِنَ	وَ
اللہ (کے)	سے / ساتھ	ہم ایمان لائے	کہتا ہے	جو	لوگوں	(بعض) سے	اور
مجرور	حرف جر	فعل ماضی	فعل مضارع	موصولہ	مجرور	حرف جر	حرف عطف

وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا

وَ	بِ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ	مَا
اور	سے / ساتھ	دن	آخرت کے	حالانکہ	نہیں
حرف عطف	حرف جر	(مجرور) موصوف	صفت	حالیہ	نافیہ

هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ {8}

هُمْ	بِ	مُؤْمِنِيْنَ
وہ	تاکید کے لئے ہے	مومن
ضمیر، مبتدا (مَا کا اسم)	حرف جر	مجرور، اسم الفاعل جمع مذکر سالم (مَا کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور لوگوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے ہم اللہ پر اور آخری دن (قیامت) پر ایمان لائے حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔

لغوی نکات:

وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اس جملے میں مَا کی خبر سے پہلے ب کا آنا اس کے نافیہ ہونے کی علامت ہے۔ واضح رہے مَا نافیہ کی خبر ب کے بغیر ہوتو حالت نصب میں ہوگی مثلاً مَا اللہُ غَافِلاً "ب" کے ساتھ نفی میں تاکید پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا "وہ ہرگز مومن نہیں ہیں"۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

يُخٰدِعُوْنَ	اللّٰهَ	وَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
مکر وفریب کرتے ہیں	اللہ سے	اور	ان سے جو	ایمان لائے
فعل مضارع (فعل + فاعل)	مفعول	حرف عطف	اسم موصول	فعل + فاعل = صلہ

وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ {9}

وَ	مَا	يَخْدَعُوْنَ	اِلَّآ	اَنْفُسَ	هُمْ	وَ	مَا	يَشْعُرُوْنَ
حالانکہ	نہیں	مکر وفریب کرتے ہیں	مگر	نفسوں	اپنے	اور	نہیں	شعور رکھتے ہیں
حرف عطف	نافیہ	فعل مضارع	حرف استثناء	مفعول مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	نافیہ	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: وہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے اللہ اور مومنوں کے ساتھ مکرو فریب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مکروفریب میں تو خود کو مبتلا کئے ہوئے ہیں اور وہ اس (ظاہری حقیقت) کا شعور نہیں رکھتے۔

لغوی نکات:

يُخٰدِعُوْنَ {خ د ع} (مفاعلہ) خَادَعَ يُخَادِعُ سے فعل مضارع۔ جمع مذکر غائب۔ باب مفاعلہ کی خاصیت مشارکت ہے اور یہاں فریقین کے درمیان مشارکت نہیں بلکہ آپس میں مشارکت مراد ہے چنانچہ معنی ہوگا ''وہ باہم مل کر اللہ کو دھوکہ دیتے اور اس سے چالبازی کرتے ہیں'' یعنی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے متحد ہوکر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے منافقانہ کارروائیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

اَنْفُسَهُمْ اَنْفُسَ+هُمْ- اَنْفُسٌ نَفْسٌ کی جمع ہے۔ اس کی جمع نُفُوْسٌ بھی آتی ہے۔ مضاف+مضاف الیہ = (مفعول) (اپنی جانوں کو)

يَشْعُرُوْنَ {ش ع ر} (ن) شَعَرَ يَشْعُرُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ (ظاہر اور محسوس چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا)۔

تفسیری نکات: بعض مفسرین کے نزدیک يُخَادِعُوْنَ یہاں يَخْدَعُوْنَ کے معنی میں ہے اور اس کی مشارکت نہیں ہے لیکن اس صورت میں الگ الگ الفاظ استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی جو کہ بلاغت قرآن کے خلاف ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں سے مکروفریب کرنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکروفریب کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کہ انتہائی گھناؤنہ جرم ہے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ

فِيْ	قُلُوْبِ+هِمْ	مَّرَضٌ	فَ+زَادَ	هُمُ	اللّٰهُ
میں	دلوں + ان کے	بیماری ہے	تو + اضافہ کردیا / بڑھا دیا	ان کو	اللہ نے
حرف جر	مضاف+مضاف الیہ (خبر مقدم)	مبتدا مؤخر	حرف + فعل ماضی	ضمیر، مفعول	فاعل

مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ

مَرَضًا	وَ	لَ+هُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
بیماری کے لحاظ سے	اور	لئے + ان کے	عذاب	اذیت ناک
تمیز	حرف عطف	(لِ) حرف جر+مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت (مبتدا مؤخر)

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ {10}

بِ	مَا	كَانُوْا	يَكْذِبُوْنَ
بوجہ	جو	وہ تھے	جھوٹ کہتے
حرف جر	موصولہ	فعل ماضی	فعل مضارع (ماضی استمراری)

بامحاورہ ترجمہ: ان کے دلوں میں (حسد و نفاق کی) بیماری ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے اذیت ناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

لغوی نکات:

قُلُوْبِهِمْ قُلُوْبٌ کا واحد قَلْبٌ ہے اس کا مادہ {ق ل ب} ہے جس کا لغوی معنی (ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹنا اور تبدیل ہونا) دل کو "قلب" اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں موجود جذبات و احساسات و تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور وہ خود بھی مسلسل حرکت میں رہتا ہے یعنی (Physically) بھی یہ ایک جگہ پر ساکن نہیں رہتا۔

فِیْ	حرف جر
قُلُوْبِ	مجرور، مضاف
هِمْ	مضاف الیہ

فَزَادَهُمُ فَ + زَادَ + هُمْ {ز ی د} (ض) زَادَ یَزِیْدُ سے فعل ماضی + هُمْ مفعول (زیادہ کرنا بڑھانا، اضافہ کرنا)

مَرَضًا تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے لفظی معنی ہوگا "اللہ نے انہیں بیماری (حسد و نفاق) کے لحاظ سے زیادہ کر دیا، بڑھا دیا"

عَذَابٌ {ع ذ ب} (ض) عَذَبَ یَعْذِبُ کا اسم ہے اس کا لغوی معنی "کھانا پینا چھوڑ دینا" ہے پھر یہ لفظ ہر اس کیفیت کے لئے استعمال ہونے لگا جو انسان کو زندگی کی راحتوں اور لذتوں سے محروم کر دے۔ اس مادے سے (ن) عَذُبَ یَعْذُبُ بھی استعمال ہوتا ہے جس کا معنی (خوشگوار ہونا) ہے۔ قرآن مجید کی آیت هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ میں عَذْبٌ اسی باب سے ہے۔

اَلِیْمٌ {ا ل م} (س) اَلِمَ یَاْلَمُ سے فَعِیْلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس میں دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے معنی ہوگا (دائمی اذیت و تکلیف والا) دونوں کے متعلق لغوی بحث کی روشنی میں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کا مفہوم ہوگا (وہ ایسی کیفیت میں مبتلا ہوں گے جس میں نہ صرف یہ کہ انہیں نعمت و راحت سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ انہیں مسلسل اذیت و تکلیف (Torture) میں رکھا جائے گا"۔ عَذَابٌ میں نفی ہے اور اَلِیْمٌ میں اثبات ہے۔

بِمَا میں بِ سبب بیان کرنے کے لئے ہے۔

كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ {ک ذ ب} (ض) كَذَبَ يَكْذِبُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، كَانَ کی وجہ سے ماضی استمراری ہو گیا (جھوٹ بولنا، خلاف حقیقت بات کہنا)

تفسیری نکات: انسانی دل کو دو طرح کے امراض لاحق ہوتے ہیں، (1) شبہات باطلہ کا مرض اور مہلک شہوات کا مرض۔ کفر و نفاق پہلی قسم سے ہے اور زنا و فواحش وغیرہ سے محبت دوسری قسم سے ہے۔ حقیقی عافیت یہ ہے کہ دونوں قسم کے امراض سے انسان بچا رہے۔ قرآن جس قدر زیادہ اترتا ہے اسی قدر اہل نفاق کے دلوں میں مرض بڑھتا جاتا ہے تو ان کے دل بیمار ہیں اگرچہ اس کو محسوس

نہیں کرتے تو آخرت میں ان کے لئے دردناک قسم کا عذاب ہوگا۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ

وَ	اِذَا	قِیْلَ	لَ (لِ)	هُمْ	لَا	تُفْسِدُوْا	فِیْ	الْاَرْضِ
اور	جب	کہا جاتا ہے	لئے / کو	ان	نہ	خرابی پیدا کرو	میں	زمین
حرف عطف	ظرف زمان	ماضی مجہول	حرف جر	ضمیر، مجرور	حرف نہی	فعل نہی	حرف جر	مجرور

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ {11}

قَالُوْٓا	اِنَّمَا	نَحْنُ	مُصْلِحُوْنَ
کہتے ہیں	محض	ہم	درست کرنے والے
فعل ماضی	کلمہ حصر	اسم ضمیر، مبتدا	خبر (اسم فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین کے نظام کو خراب نہ کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں ہم تو نظام کو درست کرنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

اِذَا — فعل ماضی کو مضارع کے معنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ظرف زمان ہے۔(جب)

قِیْلَ — {ق و ل} (ن) قَالَ یَقُوْلُ سے ماضی مجہول۔ اصل میں فُعِلَ کے وزن پر قُوِلَ تھا تعلیل ہو کر قِیْلَ ہوگیا جن افعال میں عین کلمہ کے نیچے زیر آتی ہے، ان کی تعلیل میں استثناء (Exception) ہوتا ہے قُوِلَ کی تعلیل میں بھی استثناء ہے۔

لَا تُفْسِدُوْا — {ف س د} (افعال) اَفْسَدَ یُفْسِدُ سے فعل نہی (خراب کرنا، بگاڑنا، فساد پھیلانا) قرآن مجید کی اصطلاح میں "فَسَادُ فِی الْاَرْضِ" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی مرضی اور اس کا نظام نافذ کرنے کی بجائے غیر اللہ کی مرضی یا غیر اللہ کا وضع کردہ نظام نافذ کرنے کی کوشش کی جائے، اس طرح کوشش کرنے والے شخص گویا زمین کے نظام کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ فساد کی ضد اصلاح ہے۔ ہر وہ کوشش جو اللہ کا نظام نافذ کرنے میں صرف ہو اصلاح اور جو اس کی مزاحمت میں ہو فساد ہے۔

اِنَّمَا — یہ کلمہ حصر ہے، اس کا ترجمہ "محض یا حقیقت یہی ہے" وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔

مُصْلِحُوْنَ — {ص ل ح} اَصْلَحَ یُصْلِحُ (افعال) سے اسم الفاعل ہے۔ (اصلاح کرنے والے)

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ {12}

یَشْعُرُوْنَ	لَّا	لٰکِنْ	وَ	الْمُفْسِدُوْنَ	ھُمُ	ھُمْ	اِنَّ	اَلَآ
شعور رکھتے ہیں	نہیں	لیکن	اور	فساد کرنے والے	ہی	وہ	یقیناً	آگاہ ہوجاؤ
فعل مضارع	حرف نفی	لٰکِنَّ کا مخفف	حرف عطف	خبر (اسم الفاعل)	ضمیر برائے حصر	اِنَّ کا اسم	حرف تاکید	حرف تنبیہ

بامحاورہ ترجمہ: آگاہ ہوجاؤ! بلاشک وشبہ وہی (لوگ) ہیں جو زمین میں فساد کرنے کے مرتکب ہورہے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔

لغوی نکات:

اَلَآ — یہ کلمہ تنبیہ ہے اس کا ترجمہ ''آگاہ ہوجاؤ، غور سے سنو، توجہ کرو'' وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔

اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ — میں دوسری ضمیر (ھُمْ) حصر کے لئے ہے ترجمہ ہوگا ''یقیناً وہی فساد پھیلانے والے ہیں۔''

لٰکِنْ — لٰکِنَّ کا مخفف ہے یہاں ''لٰکِنَّ'' اس لئے استعمال نہیں کیا گیا کہ اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا کو فعل سے پہلے لانا درست نہیں اور اگر انہیں کسی فعل پر داخل کرنا یعنی اس سے پہلے لانا مقصود ہو تو ان کے اور فعل کے درمیان ضمیر لائی جاتی ہے مثلاً اِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ اور یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا یا ان کے اور فعل کے درمیان مَا لایا جاتا ہے مثلاً کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَاءِ اور تیسری صورت یہ ہے کہ ان حروف (اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا) کو مخفف یعنی بغیر شد کے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً میں اِنْ اِنَّ کا مخفف ہے اور وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ میں لٰکِنَّ کا مخفف ہے۔

تفسیری نکات: ان آیات میں منافقین کے اس کردار کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر مسلمانوں اور یہودیوں دونوں سے بنا کر رکھنا چاہتے تھے اور بہانہ یہ بناتے تھے کہ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ فریقین کے درمیان مصالحت کی کوئی صورت نکالنا چاہتے ہیں تاکہ دونوں امن و امان کے ساتھ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں! یہ مصالحت نہیں بلکہ فساد کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ نہ ہوسکے۔ یہ اصلاح نہیں فساد کی کوشش ہے۔''

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

النَّاسُ	اٰمَنَ	کَ + مَا	اٰمِنُوْا	ھُمْ	لَ (لِ)	قِیْلَ	اِذَا	وَ
لوگ	ایمان لائے	اُس طرح + جو	ایمان لاؤ تم	ان کے	لئے	کہا جاتا ہے	جب	اور
فاعل	فعل ماضی	حرف جر + موصولہ	فعل امر	ضمیر، مجرور	حرف جر	ماضی مجہول	ظرف زمان	حرف عطف

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ

قَالُوْٓا	اَ	نُؤْمِنُ	كَ + مَا	اٰمَنَ	السُّفَهَآءُ
کہتے ہیں	کیا	ہم ایمان لائیں	اس طرح + جو	ایمان لائے	بے سمجھ لوگ
فعل ماضی + فاعل	حرف استفہام	فعل مضارع جمع متکلم	حرف جر + موصولہ	فعل ماضی	فاعل۔ اَلسَّفِیْهُ کی جمع

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ {13}

اَلَآ	اِنَّ	هُمْ	هُمُ	السُّفَهَآءُ	وَ	لٰكِنْ	لَا	يَعْلَمُوْنَ
آگاہ ہو جاؤ	بے شک	وہ	وہی	بے سمجھ لوگ	اور	لیکن	نہیں	جانتے وہ
حرف تنبیہ	حرف تاکید	اِنَّ کا اسم	ضمیر برائے حصر	خبر	حرف عطف	لٰکِنَّ کا مخفف	حرف نفی	فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم (کھل کر) لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح ایمان لاؤ تو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم اس طرح کا ایمان لائیں جس طرح کا ایمان (یہ نامعقول) بے سمجھ لوگ لائے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ بلاشک وشبہ وہ وہی بے سمجھ لوگ ہیں لیکن وہ اس حقیقت سے بے علم ہیں۔

لغوی نکات:

اٰمِنُوْا (افعال) اٰمَنَ يُؤْمِنُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (ایمان لانا، تصدیق کرنا)

السُّفَهَآءُ {س ف ہ} (س) سَفِهَ يَسْفَهُ سے فَعِيْلٌ کے وزن پر سَفِيْهٌ کی جمع ہے (ردی، ناقص، بے وقوف قسم کے لوگ)

يَعْلَمُوْنَ {ع ل م} (س) عَلِمَ يَعْلَمُ مضارع معلوم جمع مذکر غائب کسی غیر محسوس چیز کا ادراک کرنا، فساد چونکہ ظاہری اور محسوس اشیاء میں ہوتا ہے، اس لئے گزشتہ آیت میں لاَ يَشْعُرُوْنَ کہا گیا اور ایمان چونکہ غیر محسوس ہوتا ہے، اس لئے یہاں لاَ يَعْلَمُوْنَ استعمال کیا گیا۔

تفسیری نکات: منافقین خود کو بڑے مفکر، دانشور، روشن خیال اور ترقی پسند سمجھتے تھے اور مخلص مسلمانوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو معاذ اللہ۔ بے سمجھ، ترقی کے دشمن، تنگ نظر اور رجعت پسند وغیرہ قرار دیتے تھے۔ اللہ نے فرمایا: اصل میں یہ خود بے سمجھ اور عقل وخرد سے عاری ہیں۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نہیں۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے سمجھ کہنا یا کہلانا گوارا نہیں کیا تو ظاہر ہے انہیں معاذ اللہ۔ کفار کہنا کیسے گوارا کرے گا؟

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا

اٰمَنَّا	قَالُوْٓا	اٰمَنُوْا	الَّذِیْنَ	لَقُوْا	اِذَا	وَ
ہم ایمان لائے	کہتے ہیں	ایمان لائے	ان لوگوں سے جو	ملتے ہیں	جب	اور
فعل ماضی/جمع متکلم	فعل ماضی (ن)	فعل ماضی (افعال)	اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی	ظرف زمان	حرف عطف

وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا

قَالُوْٓا	شَیَاطِیْنِ + هِمْ	اِلٰی	خَلَوْا	اِذَا	وَ
کہتے ہیں	شیاطین + ان کے (اپنے)	طرف	تنہا ہوتے ہیں	جب	اور
فعل ماضی	مجرور/مضاف + ضمیر/مضاف الیہ	حرف جر	فعل ماضی (فاعل)	ظرف زمان	حرف عطف

اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ {14}

مُسْتَهْزِءُوْنَ	نَحْنُ	اِنَّمَا	مَعَ + كُمْ	اِنَّ
مذاق اڑانے والے ہیں	ہم	محض	ساتھ + تمہارے	بیشک + ہم
خبر۔اسم فاعل جمع	ضمیر/مبتدا	کلمہ حصر	مضاف + مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل + اِنَّ کا اسم

بامحاورہ ترجمہ: ان کی حالت یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاچکے ہیں اور جب اپنے شیطان (صفت لیڈروں) سے علیحدگی میں ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو مسلمانوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔

لغوی نکات:

لَقُوْا {ل ق ی} (س) لَقِیَ یَلْقٰی سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اصل میں فَعِلُوْا کے وزن پر لَقِیُوْا تھا، تعلیل کے بعد لَقُوْا ہوگیا، (سامنے آنا، ملاقات کرنا)۔

اٰمَنُوْا {ء م ن} (افعال) اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے فعل مضارع جمع متکلم، (ہم ایمان لائے)

خَلَوْا {خ ل و} (ن) خَلَا یَخْلُوْ سے فعل ماضی، اصل میں فَعَلُوْا کے وزن پر خَلَوُوْا تھا، اگر اس کا استعمال بغیر صلہ (Preposition) کے ہو تو معنی ہوگا (کسی واقعہ کا ماضی میں گزر جانا) مثلاً اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ اور تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ اور اگر یہ فعل اِلٰی کے صلہ (Preposition) کے ساتھ استعمال ہو تو معنی ہوگا (کسی کے ساتھ علیحدگی میں ہونا، تنہا ہونا)

شَیٰطِیْنِهِمْ ''شَیَاطِیْن'' شَیْطَانٌ کی جمع ہے، بعض اہل لغت کے ہاں اس کا مادہ {ش ط ن} ہے جس کا معنی (دور ہونا) ہے یعنی ''حق سے یا اللہ کی رحمت سے دور ہونے والا'' جب کہ بعض کے نزدیک یہ لفظ شَاطَ یَشِیْطُ {ش ی ط} سے فَعْلَانٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی (ہانڈی کا جلنا یا کسی کا غصے سے بھڑک اٹھنا) ہے۔ حق کے خلاف حسد کی آگ میں جلنے والے اور اسلام کی نشر و اشاعت اور ترقی سے غصہ کھانے والے کے لئے شیطان کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ ایسے لوگ چونکہ اللہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرنے والے اور گمراہ لوگوں کے زعماء اور سردار ہوتے ہیں، اس لئے سرکش، باغی اور کفر کے سرغنوں کو شیاطین کہا گیا ہے۔ یہاں مراد ان کے لیڈر ہیں۔

اِنَّا اصل میں اِنَّ + نَا تھا، تخفیف کی غرض سے ایک ''ن'' حذف کر دیا گیا ہے۔ (بے شک ہم)

مُسْتَهْزِءُوْنَ {ہ ز ء} (استفعال) اِسْتَهْزَأَ یَسْتَهْزِئُ سے اسم الفاعل جمع مذکر۔ حالت رفع۔ خبر ہے (تضحیک کرنا، کسی کے متعلق خواہش کرنا کہ وہ مذاق بن جائے، کسی کو مذاق کا نشانہ بنانا) جب کہ هَزَأَ کا معنی ہے ''مذاق کرنا''

تفسیری نکات: اس آیت میں منافقوں کے کردار و گفتار میں تناقض کو بیان کیا جارہا ہے کہ جب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تاکہ مسلم سوسائٹی کے منافع اور مصالح سے مستفید ہوں اور جب اپنے سرداروں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں کا مذاق اور ان سے دھوکہ کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ

اَللّٰهُ	یَسْتَهْزِئُ	بِ + هِمْ	وَ	یَمُدُّ + هُمْ
اللہ	مذاق کرتا ہے	سے + ان	اور	ڈھیل دیتا ہے + ان کو
مبتدا	(خبر) فعل مضارع	حرف جر + ضمیر / مجرور	حرف عطف	فعل مضارع + ضمیر / مفعول

فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ {15}

فِیْ	طُغْیَانِ + هِمْ	یَعْمَهُوْنَ
میں	(سرکشی) حد سے تجاوز کرنا + ان کی۔اپنی	وہ بھٹک رہے ہیں۔ (حیران پھر رہے ہیں)
حرف جر	مجرور مضاف + ضمیر، مضاف الیہ۔	فعل مضارع۔ جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: (وہ نہیں بلکہ) اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے۔ وہ (گمراہی کی وادیوں میں) بھٹک رہے ہیں۔

لغوی نکات:

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ جس جملے کو جملہ فعلیہ میں استعمال کیا جاسکتا ہو اسے جملہ اسمیہ کی صورت میں استعمال کرنے سے مبتدا پر زور دینا مقصود ہوتا ہے یہاں لفظ "اللّٰہ" پر زور دے کر کہا جارہا ہے کہ وہ لوگ نہیں بلکہ اللہ انہیں مذاق کا نشانہ بنا رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے لئے يَسْتَهْزِئُ کا لفظ مقابلتاً استعمال کیا ہے۔

يَمُدُّ {م د د} (ن) مَدَّ يَمُدُّ سے فعل مضارع، واحد مذکر غائب (لمبا کرنا، دراز کرنا، ڈھیل دینا)

طُغْيَانِهِمْ طُغْيَانِ {ط غ ی} (ف) طَغٰى يَطْغٰى کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی (پانی کا حد سے بڑھ جانا) ہے قرآن مجید کی آیت اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ میں طَغٰى اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، کسی شخص کا حق کی مخالفت میں حد سے تجاوز کر جانا "طغیان" کہلاتا ہے۔ اردو زبان میں اس کا ترجمہ "سرکشی کرنا، بغاوت پر اتر آنا" وغیرہ کیا جاتا ہے۔

يَعْمَهُوْنَ {ع م ہ} (س) عَمِهَ يَعْمَهُ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، اس کا لغوی معنی (حیران و سرگرداں ہونا بھٹکنا، متردد ہونا) ہے، بعض اہل علم کے نزدیک {ع م ی} اور {ع م ہ} میں یہ فرق ہے کہ عَمِيَ کا اصل معنی آنکھوں کا اندھا پن ہے مگر مجازاً بصیرت کے اندھا پن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور عَمِهَ کا معنی بصیرت کا اندھا پن ہے۔

تفسیری نکات: یہاں منافقین کا ایک اور کردار سامنے لایا گیا ہے۔ اپنے سرغنوں کو وہ تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہتے: کہ مسلمان عوام کو تو ہم بے وقوف بناتے رہتے ہیں اصل میں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی طرف سے دیئے گئے ایجنڈے کو ہی نافذ کررہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور کریں گے اور قیامت کے دن ان کو نور ملے گا لیکن پھر یہ نور بجھ جائے گا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ص

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا	الضَّلٰلَةَ	بِ	الْهُدٰى
وہ لوگ	جنہوں نے	خریدا (لے لیا)	گمراہی کو	سے (بدلے)	ہدایت کے
اسم اشارہ	اسم موصول	فعل ماضی (فاعل)	مفعول	حرف جر	مجرور

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ {16}

فَ	مَا	رَبِحَتْ	تِجَارَةُ	هُمْ	وَ	مَا	كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ
تو	نہیں	نفع مند ہوئی	تجارت	ان کی	اور	نہیں	وہ تھے	ہدایت یافتہ / صحیح سمت پر چلنے والے
حرف	حرف نفی	فعل ماضی	مضاف	مضاف الیہ	حرف	نفی	فعل ناقص	اسم الفاعل، کَانَ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: (مذکورہ صفات کے حاملین) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت دے کر گمراہی خرید لی ہے۔ چنانچہ ان کی اس تجارت نے انہیں نفع نہیں دیا اور نہ ہی وہ ایسا کرتے وقت صحیح سمت پر چلنے والے تھے۔

لغوی نکات:

أُولَٰئِكَ اشارہ بعید کیلئے ہے معنی ہوگا ''وہ لوگ جن کا پیچھے ذکر ہوا'' واضح رہے اشارہ بعید ماقبل کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اشْتَرَ {ش ر ی} (افتعال) اِشْتَرٰی یَشْتَرِیْ سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، (ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز حاصل کرنا) یہ لفظ خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں خریدنے کے معنی میں ہے۔

وُا الضَّلٰلَةَ {ض ل ل} (ض) ضَلَّ یَضِلُّ کا اسم ہے، مفعول ہے اس لئے حالت نصب میں ہے، (سیدھی راہ سے ہٹ جانا، گمراہ ہوجانا)

رَبِحَتْ {ر ب ح} باب (س) رَبِحَ یَرْبَحُ سے ماضی واحد مونث غائب، (نفع بخش ہونا)

مُهْتَدِيْنَ {ہ د ی} (افتعال) اِهْتَدٰی یَهْتَدِیْ سے اسم الفاعل مُهْتَدٍ کی جمع ہے (ہدایت اختیار کرنا، راہ ہدایت پر چلنا) اس کی حالت رفع (Original form) مُهْتَدُوْنَ ہے۔ یہاں حالت نصب کَانُوْا کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ مَاکَانُوْا مُهْتَدِیْنَ کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ راہ راست اختیار کرنے والے نہیں ہوئے۔

تفسیری نکات: ایمان وہدایت انتہائی قیمتی چیز ہے لیکن ان منافقوں نے اس کو دے کر گمراہی جو کہ انتہائی نکمی چیز ہے، وہ لے لی۔ یہ غیر محسوس بیع ہے اس تجارت میں ان کو کسی قسم کا فائدہ نہ ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہدایت کو دلی طور پر قبول کرنے کے لئے آمادہ ہی نہ تھے۔ اللہ تو دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ

مَثَلُ	هُمْ	كَ	مَثَلِ	الَّذِي	اسْتَوْقَدَ
مثال	ان کی	مانند	مثال	جس نے	روشنی حاصل کرنے کیلئے جلائی
(مبتدا) مضاف	مضاف الیہ	(خبر) حرف جر	مضاف	اسم موصول/مضاف الیہ	فعل ماضی (فاعل) (استفعال)

نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ

نَارًا	فَ	لَمَّا	أَضَاءَتْ	مَا	حَوْلَ	هُ	ذَهَبَ
آگ	تو	جب	روشن کردیا اس نے	جو	اردگرد	اس کے	لے گیا/سلب کرلی
مفعول	حرف	ظرفیہ	فعل ماضی (افعال)	موصولہ	مضاف	مضاف الیہ	فعل ماضی

اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ

اللّٰهُ	بِ	نُوْرِ	هِمْ	وَ	تَرَكَ	هُمْ
اللہ	متعدی بنانے کے لئے ہے	روشنی	ان کی	اور	چھوڑ دیا	ان کو
فاعل	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	فعل ماضی	مفعول

فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ {17}

فِيْ	ظُلُمٰتٍ	لَا	يُبْصِرُوْنَ
میں	تاریکیوں	نہیں	وہ دیکھتے
حرف جر	مجرور	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: ان کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص نے انہیں روشنی فراہم کرنے کے لئے آگ جلائی جب اس آگ نے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور انہیں تاریکیوں میں رہنے دیا وہ دیکھ نہیں سکتے۔

لغوی نکات:

اِسْتَوْقَدَ اس کا مادہ {و ق د} ہے۔ یہ باب استفعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب ہے۔ لغوی معنی جلنا اور روشن ہونا ہے، باب استفعال سے استعمال ہونے کی وجہ سے اس میں طلب کرنے کا معنی پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کا لفظی ترجمہ ہوگا ''اس نے آگ سے جلنے اور روشن ہونے کو طلب کیا'' اور بامحاورہ ترجمہ ہوگا ''اس نے روشنی حاصل کرنے کے لئے آگ جلائی'' یعنی اس نے بڑی کوشش سے آگ جلائی تاکہ اس سے راستہ روشن ہو جائے اور اس کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچا جا سکے۔ اس لئے یہاں اَوْقَدَ کی بجائے اِسْتَوْقَدَ استعمال کیا گیا ہے۔ آگ جلانے والے سے مراد بعض کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعض کے نزدیک عام ہے۔

فَلَمَّآ یہ حرف اگر مضارع سے پہلے آئے تو ''ابھی تک نہیں'' کے معنی میں حروف جازمہ میں سے ایک حرف ہوگا اور اگر فعل ماضی سے پہلے آئے تو ''جب'' کے معنی میں لَمَّا ظرفیہ کہلائے گا۔

اَضَآءَتْ {ض و ء} (افعال) اَضَاءَ يُضِيْئُ سے فعل ماضی ہے، اس سے مجرد (ن) ضَاءَ يَضُوْءُ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی (روشن ہونا) ہے۔ باب افعال سے استعمال ہونے کی وجہ سے اس کا معنی ہوگا (روشن کرنا) اس میں موجود مونث کی ضمیر ھِیَ کا مرجع نَارًا ہے جو مونث سماعی ہے۔

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ ''ذھب'' فعل لازم ہے۔ فعل لازم کے بعد استعمال ہونے والی۔ ''با'' ''ب'' متعدی بنانے کیلئے استعمال ہوتی ہے

جسے اَلْبَاءُ لِلتَّعَدِیْ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا معنی ہوگا "لے گیا اللہ انکی روشنی کو" یعنی اللہ نے انکو روشنی سے محروم کردیا۔

یُبْصِرُوْنَ اس کا مادہ {ب ص ر} ہے، اس سے مجرد (ن) "بَصُرَ یَبْصُرُ" استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی ہے (نظر آنا) اور اگر یہ باب افعال اَبْصَرَ یُبْصِرُ سے ہو تو متعدی ہونے کی وجہ سے معنی ہوگا (دیکھنا) قرآن مجید میں جہاں بَصُرَ یعنی لازم استعمال ہوا ہے مثلاً "بَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ" تو اس کے بعد باَ (ب) کا استعمال ہوا ہے جس نے اسے متعدی بنا دیا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی حالت کی ایک مثال سے وضاحت فرمائی جس طرح کوئی شخص رات کو جنگل میں آگ جلاتا ہے، اردگرد کی چیزیں اس کو دکھائی دیتی ہیں پھر اچانک آگ کی روشنی ختم ہوجاتی ہے تو دوبارہ اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ان منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی روشنی عطا فرمائی تھی لیکن اس کی انہوں نے کوئی قدر نہ کی اور منافقت سے کام لینا شروع کردیا۔ اللہ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے لگے حالانکہ اللہ کو کون دھوکہ دے سکتا ہے، اس گندی حرکت کی وجہ سے ایمان کی لذت و روشنی ختم ہوگئی۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۙ {18}

صُمٌّ	بُكْمٌ	عُمْیٌ	فَ	هُمْ	لَا	یَرْجِعُوْنَ
بہرے ہیں	گونگے ہیں	اندھے ہیں	تو	وہ	نہیں	واپس آئیں گے (لوٹتے)
خبر	خبر	خبر	حرف	مبتدا	حرف نفی	فعل مضارع، خبر

بامحاورہ ترجمہ: وہ حق سے بہرے گونگے اور اندھے ہوچکے ہیں اب وہ ہدایت کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔

لغوی نکات:

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ یہ کلمات بالترتیب اَصَمُّ اَبْکَمُ اور اَعْمٰی کی جمع ہیں۔ اور مبتدا محذوف کی خبریں ہیں هُمْ صُمٌّ۔ مبتدا خبر۔ هُمْ بُكْمٌ۔ هُمْ عُمْیٌ۔

فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ اس جملے کے بعد "اِلَی الْحَقِّ" محذوف ہے کہ حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ (حق کی طرف نہیں لوٹتے)

تفسیری نکات: یہ تمثیل اس طبقے سے متعلق ہے جو حق کے واضح ہوجانے کے بعد محض تعصب اور عناد کی وجہ سے اس کی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ لوگ حق بات کو سننے سے بہرے، گونگے ہیں اور اس کو بولتے بھی نہیں ہیں۔ صراط مستقیم سے اندھے ہیں، یہ حق کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آسکتے، کیونکہ ان کی نیتیں خراب ہیں۔

اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ

اَوْ	كَ + صَیِّبٍ	مِّنَ	السَّمَآءِ	فِیْ	هٖ	ظُلُمٰتٌ
یا	مانند + تیز بارش	سے	آسمان	میں	اس	تاریکیاں
حرف عطف	حرف جر + مجرور	حرف جر	مجرور	(خبر مقدم) حرف جر	مجرور	مبتدا موخر معطوف علیہ

وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

اٰذَانِ + هِمْ	فِيْٓ	اَصَابِعَ + هُمْ	يَجْعَلُوْنَ	بَرْقٌ	وَّ	رَعْدٌ	وَّ
کانوں + انکے/اپنے	میں	انگلیاں + انکی/اپنی	ڈالتے ہیں	چمک	اور	گرج	اور
(مجرور) مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مفعول مضاف + مضاف الیہ	فعل مضارع	معطوف	حرف عطف	معطوف	حرف عطف

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ {19}

الْكٰفِرِيْنَ	بِ	مُحِيْطٌ	اللّٰهُ	وَ	الْمَوْتِ	حَذَرَ	الصَّوَاعِقِ	مِنَ
کافروں	سے / کو	گھیرنے والا	اللہ	اور	موت (کے)	ڈر (سے)	بجلیاں	سے
مجرور	حرف جر	خبر	مبتدا	حرف جر	مضاف الیہ	مضاف	مجرور	حرف جر

بامحاورہ ترجمہ: یا ان کی مثال آسمان سے نازل ہونے والی اس تیز بارش کی سی ہے جس میں تاریکیاں، گرج اور چمک ہو وہ گرج اور چمک والی بجلیوں سے خائف ہوکر موت کی دہشت کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔

لغوی نکات:

كَصَيِّبٍ كَ + صَيِّبٍ {ص و ب} (ن) "صَابَ يَصُوْبُ" سے فَعِيْلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے (بارش کا اوپر سے نیچے آنا)۔

السَّمَآءِ {س م و} (ن) سَمَا يَسْمُوْ کا اسم، لغوی معنی ہے (بلند ہونا) مراد آسمان ہے۔

فِيْهِ فِيْ + ہٖ میں ضمیر - ہٖ - کا مرجع صَيِّبٍ ہے، مرکب جاری ہے اور خبر مقدم ہے۔ (اس میں)

ظُلُمٰتٌ ظُلْمَةٌ کی جمع ہے یہ مبتدا مؤخر ہے۔ اس کا مادہ {ظ ل م} ہے۔ اس سے باب (س) "ظَلِمَ يَظْلَمُ" استعمال ہوتا ہے اور اس کا مصدر ظَلَمٌ ہے (تاریک ہونا) اور اگر یہ مادہ ظَلَمَ يَظْلِمُ (ض) سے استعمال ہو تو اس کا مصدر ظُلْمٌ استعمال ہوتا ہے اور معنی ہوگا (ظلم کرنا)۔

بَرْقٌ {ب ر ق} (ن) بَرَقَ يَبْرُقُ کا مصدر ہے، (بجلی کا چمکنا)۔ اگر یہ مادہ (س) بَرِقَ يَبْرَقُ سے استعمال ہو تو معنی ہوگا (حیران ہونا، آنکھوں کا چندھیا جانا) قرآن مجید کی آیت "فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ" میں "بَرِقَ" اسی باب سے ہے۔

اَصَابِعَهُمْ اَصَابِعَ + هُمْ اَصَابِعَ، اِصْبَعٌ کی جمع ہے، یہ مرکب اضافی ہے مفعول ہے۔ (انگلیاں)

الصَّوَاعِقِ {ص ع ق} (س) صَعِقَ يَصْعَقُ سے اسم الفاعل الصَّاعِقَةُ کی جمع ہے (بے ہوش کرنا) یہاں ہوش و حواس گم کردینے والی بجلیاں اور ان کے ساتھ آنے والی گرج کی آواز مراد ہے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ نکرہ + معرفہ = مرکب اضافی ہے، اسی لئے "الْمَوْتِ" حالت جر میں ہے "حَذَرَ" مفعول لہ ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ میں موجود فعل کی وجہ بیان کر رہا ہے اور ہر وہ اسم جو کسی فعل کی غرض و غایت اور سبب کو بیان کرے مفعول لہ کہلاتا ہے۔ یعنی جس طرح یہ لوگ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک سے خوف زدہ ہو کر اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے ہیں، اسی طرح منافقین بھی حق بات سننے سے اعراض کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ جملہ اسمیہ ہے "اللہ" مبتدا ہے اور "مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ" خبر ہے۔ مُحِيْطٌ کا مادہ (ح و ط) ہے اور یہ اَحَاطَ يُحِيْطُ (افعال) سے اسم الفاعل ہے جو کہ اصل میں اَحْوَطَ يُحْوِطُ تھا اور تعلیل کے بعد اَحَاطَ يُحِيْطُ استعمال ہوا۔ اس کا لغوی معنی (احاطہ کرنا، گھیرے میں لینا) ہے "اَلْكَافِرِيْنَ" كَفَرَ يَكْفُرُ (ن) سے اسم الفاعل ہے۔ "ب" کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ اس کا لغوی معنی (چھپانا) ہے اور کافر چونکہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ اس نعمت ایمان کو چھپاتا ہے جو فطرت بنا کر اس کے اندر ودیعت کر دی گئی ہے، اس لئے اسے اَلْكَافِرُ کہا جاتا ہے۔ انہیں گھیرے میں لینے سے مراد ہے کہ ایسے لوگ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

تفسیری نکات: اَوْ كَصَيِّبٍ سے منافقوں کے بارے میں دوسری مثال بیان کی گئی ہے کہ قرآن کے نزول کے وقت یہ لوگ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ سن کر ان پر عمل نہ کرنا پڑے، جس طرح کوئی اندھیری رات میں بادلوں کی گرج و چمک اور خوفناک آوازوں کی شکل میں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ موت نہ آجائے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو ان کافروں اور منافقوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ

يَكَادُ	الْبَرْقُ	يَخْطَفُ	اَبْصَارَ	هُمْ	كُلَّمَآ	اَضَاۗءَ
قریب ہے	بجلی	اچک لے	نگاہوں	ان کی	جب کبھی	وہ روشنی کرتی ہے
فعل مضارع	اسم	فعل مضارع	مضاف (مفعول)	مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ماضی

لَّهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

لَ (لِ) + هُمْ	مَّشَوْا	فِيْ + ہِ	وَ	اِذَآ	اَظْلَمَ	عَلٰى + هِمْ
لئے + ان کے	چلتے ہیں	میں + اس	اور	جب	وہ تاریکی کرتی ہے	پر + ان
حرف جر + مجرور	فعل ماضی	حرف جر + مجرور	حرف عطف	حرف شرط	فعل ماضی	حرف جر + مجرور

قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ

قَامُوْا	وَ	لَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَ + ذَهَبَ
کھڑے ہوجاتے ہیں	اور	اگر	چاہے	اللہ	یقیناً + لے جائے
فعل ماضی	حرف عطف	حرف شرط	فعل ماضی	فاعل	حرف تاکید + فعل ماضی (فاعل)

بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بِ + سَمْعِ + هِمْ	وَ	اَبْصَارِ	هِمْ	اِنَّ	اللّٰهَ
متعدی بنانے کے لئے + سماعت + ان کی	اور	بصارتیں	ان کی	یقیناً	اللہ
حرف جر + مجرور/ مضاف + مضاف الیہ (معطوف علیہ)	حرف عطف	مضاف	مضاف الیہ معطوف	حرف تاکید	اِنَّ کا اسم

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ع {20}

عَلٰی	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
پر	ہر	چیز	بہت قدرت رکھنے والا
حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	اِنَّ کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: عین ممکن ہے بجلی ان کی نگاہوں کو اچک لے۔ جب بجلی ان کیلئے راستہ روشن کرتی ہے، وہ اس کی روشنی میں چلنا شروع کردیتے ہیں اور جب ان پر تاریکی چھا جاتی ہے تو رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہے تو وہ ان کی قوت سماعت سلب کرلے اور انہیں ان کی بصارتوں سے محروم کردے، بلاشک وشبہ وہ ہر چیز پر (خوب) قادر ہے۔

لغوی نکات:

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ يَكَادُ کا مادہ {ك و د} ہے اور باب (ف) كَادَ يَكَادُ سے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اسکا معنی (قریب ہونا، عین ممکن ہونا) ہے۔ يَخْطَفُ کا مادہ {خ ط ف} ہے اور یہ خَطِفَ يَخْطَفُ (س) کا فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اسکا لغوی معنی (اچک لینا، جھپٹ لینا) ہے۔ جدید عربی میں (اغوا کرنا) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ يَخْطَفُ میں هُوَ ضمیر فاعل ہے جسکا مرجع الْبَرْقُ ہے۔ اَبْصَارَهُمْ مضاف + مضاف الیہ = مفعول ہے۔ اَبْصَارٌ کا واحد بَصَرٌ ہے، اس سے بَصَرَ (ك) اور اَبْصَرَ (افعال) بھی استعمال ہوتا ہے۔ پورا معنی قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو اُچک لے۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ كُلَّمَا حرف شرط ہے۔ اَضَاءَ کا مادہ {ض و ء} ہے، اس سے (ن) ضَاءَ يَضُوْءُ ثلاثی مجرد استعمال ہوتا ہے

جس کا معنی (روشن ہونا) ہے اور (افعال) اَضَاءَ يُضِيْءُ ثلاثی مزید فیہ استعمال ہوتا ہے۔ باب افعال کی وجہ سے اس کا معنی (روشن کرنا) ہے۔ اس کا فاعل هُوَ ضمیر ہے جس کا مرجع اَلْبَرْقُ ہے۔ مَشَوْا کا مادہ {م ش ی} ہے۔ یہ لفظ (ض) مَشٰی يَمْشِيْ سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب ہے۔ فِيْهِ مرکب جاری ہے۔ اصل میں فِيْ + هٗ ہے، ثقل دُور کرنے کے لئے فِيْهِ استعمال کیا جاتا ہے۔ حرف شرط کی وجہ سے ماضی کے افعال کا ترجمہ مضارع کے معنی میں کیا گیا ہے۔

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اِذَا اسم ظرف بھی ہے اور حرف شرط بھی۔ اَظْلَمَ کا مادہ {ظ ل م} ہے، اس سے ظَلِمَ يَظْلَمُ (س) استعمال ہوتا ہے اور اس کا معنی (تاریک ہونا) ہے، یہ ضَاءَ يَضُوْءُ کی ضد ہے۔ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ شرط ہے اور قَامُوْا جواب شرط ہے۔ قَامُوْا کا مادہ {ق و م} ہے اور یہ قَامَ يَقُوْمُ سے فعل ماضی۔ جمع مذکر غائب ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ لَوْ حرف شرط ہے۔ شَاءَ کا مادہ {ش ی ء} ہے اور یہ شَاءَ يَشَآءُ (ف) سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب ہے۔ اصل میں شَيَاَ يَشْيَاُ تھا تعلیل کے بعد شَآءَ يَشَآءُ استعمالی شکل بنی۔ بِسَمْعِهِمْ (ب + سَمْع + هِمْ) میں ب لازم کو متعدی بنانے کے لئے ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ذَهَبَ کا معنی اَذْهَبَ ہوگا۔ اس صورت میں معنی میں شدت پیدا ہوجاتی ہے۔ سَمْع سے مراد قوت سماعت ہے شَآءَ اللّٰهُ شرط ہے اور لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ جواب شرط ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ جملہ اسمیہ ہے، اصل عبارت یوں ہے اِنَّ اللّٰهَ قَدِيْرٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ - عَلٰى شَيْءٍ کو پہلے لانے سے اس پر زور دینا اور اسے نمایاں کرنا مقصود ہے۔ یعنی کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی قدرت سے باہر ہو۔ كُلِّ کا لفظ چونکہ مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے، اس لئے شَيْءٍ حالت جر میں ہے۔

تفسیری نکات: یہ تمثیل منافقین کے اس طبقے سے متعلق ہے جو اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرتا مگر جہاد اور دیگر واجبات و اعمال سے گھبرا کر پھر ارادہ ترک کردیتا۔ منافقوں کو جب اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر آتی ہے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور جب کوئی پریشانی والی چیزیں نظر آتی ہیں تو سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیا کریں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قوت سماعت و قوت بصارت اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جب ان کو صحیح استعمال میں نہیں لاؤ گے تو قریب ہے کہ اللہ ان نعمتوں کو چھین لے۔ کیونکہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ

يَا	اَيُّهَا	النَّاسُ	اعْبُدُوْا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	كُمْ
اے	متنبہ ہو جاؤ	لوگو	تم عبادت کرو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تمہیں
حرف ندا	حرف تنبیہ	منادی	فعل امر جمع	مفعول [illegible]	مضاف الیہ	[illegible]	فعل ماضی	مفعول

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ {21}

تَتَّقُوْنَ	كُمْ	لَعَلَّ	كُمْ	قَبْلِ	مِنْ	الَّذِيْنَ	وَ
تقوی اختیار کرو	تم	تا کہ	تمہارے	پہلے	سے	ان کو جو	اور
فعل مضارع لَعَلَّ کی خبر	لَعَلَّ کا اسم	اِنَّ کا ساتھی حرف مشبہ بالفعل	مضاف الیہ	مجرور مضاف	حرف جر	اسم موصول، جمع	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ متنبہ ہو جاؤ اے لوگو! تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم اس ہستی کا تقویٰ اختیار کرو (یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچ جاؤ)

لغوی نکات:

اُعْبُدُوْا {ع ب د} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر۔ (عبادت کرنا)

خَلَقَكُمْ خَلَقَ + كُمْ {خ ل ق} باب (ن) سے فعل ماضی + كُمْ مفعول۔ (پیدا کرنا)

تفسیری نکات: اللہ نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور تم سے پہلے لوگوں کا بھی اور جو خالق ہوگا اس کو ہی سجدہ کرنا چاہئے اور اس سے ہی ڈرنا چاہئے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

فِرَاشًا	الْاَرْضَ	كُمْ	لَ (لِ)	جَعَلَ	الَّذِيْ
ہموار / بچھونا	زمین	تمہارے	لئے	بنایا	جس نے
مفعول نمبر 2	مفعول نمبر 1	مجرور	حرف جر	فعل ماضی	اسم موصول

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اَخْرَجَ	فَ	مَآءً	السَّمَآءِ	مِنَ	اَنْزَلَ	وَّ	بِنَآءً	السَّمَآءَ	وَّ
اس نے نکالا	تو	پانی	آسمان	سے	اس نے اتارا	اور	چھت	آسمان کو	اور
فعل ماضی	حرف	مفعول	مجرور	حرف جر	فعل ماضی	حرف عطف	مفعول 2	جَعَلَ کا مفعول 1	حرف عطف

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا

تَجْعَلُوْا	لَا	فَ	كُمْ	لَ (لِ)	رِزْقًا	الثَّمَرٰتِ	مِنَ	بِ + هٖ
بناؤ تم	نہ	تو	تمہارے	لئے	رزق (مادی خوراک)	پیداوار	سے	سے (ذریعہ سے) + اس
فعل نہی	حرف نہی	حرف	مجرور	حرف جر	مفعول	مجرور	حرف جر	حرف جر + مجرور

لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {22}

تَعْلَمُوْنَ	اَنْتُمْ	وَّ	اَنْدَادًا	لِ + اللّٰهِ
جانتے ہو	تم	اور (حالانکہ)	مدمقابل۔ شریک	کے لئے + اللہ
فعل مضارع (خبر)	مبتدا	حرف عطف / حالیہ	مفعول۔ نِدٌّ کی جمع	حرف جر + مجرور

بامحاورہ ترجمہ جس نے تمہارے لئے زمین کو ہموار یعنی رہنے کے قابل بنایا اور آسمان کی چھت (یعنی تمہارے اوپر) بنایا اور اس نے آسمان سے پانی اتارا۔ تو (پھر) اس نے اس (پانی) سے پیداوار میں سے تمہارے لئے رزق مہیا کیا تو تم جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے مدمقابل ہستیاں (شرکاء) مت بناؤ۔

لغوی نکات:

اَلثَّمَرٰتِ کا معنی عموماً پھل کر دیا جاتا ہے جب کہ اس کا معنی وسیع تر ہے اور اس سے مراد زمین سے حاصل ہونے والی ہر قسم کی پیداوار ہے۔

رِزْقًا کو مفعول لہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا ''تمہارے لئے رزق یعنی مادی خوراک کی غرض سے اس نے زمین سے پیداوار نکالی''

وَ حرف عطف کے علاوہ حال کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے جسے واؤ حالیہ کہا جاتا ہے چنانچہ معنی ہوگا ''اس حال میں کہ ...''

تفسیری نکات: ان سے پہلی آیات میں ان 3 طبقات کا تعارف کرایا گیا جن کا قرآن مجید کو سامنا کرنا پڑا۔ ان کے طرز عمل اور ان کی جزا و سزا کا بھی ذکر ہوا۔ کسی بھی کتاب کے مکمل تعارف کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کے حالات اور معاصرین کے اس ردعمل کو بھی بیان کیا جائے جس سے اس کتاب کو واسطہ پڑا ہو۔ اسی لئے قرآن مجید کے آغاز میں بھی اس کا ذکر کیا گیا۔ مذکورہ بالا 2 آیات (آیت نمبر 21 اور 22) میں قرآن مجید کے پیش کردہ تصور توحید کی وضاحت کی گئی ہے۔ گویا کہ یہاں سے قرآن مجید کی بنیادی دعوت کا آغاز ہو رہا ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى

عَلٰى	نَزَّلْنَا	مَا	مِنْ	رَيْبٍ	فِيْ	كُنْتُمْ	اِنْ	وَ
پر	ہم نے نازل کیا	(اس) جو	سے	شک	میں	تم ہو	اگر	اور
حرف جر	فعل ماضی / جمع متکلم	موصولہ	حرف جر	مجرور	حرف جر	فعل ماضی	حرف شرط	حرف عطف

عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

مِنْ	سُوْرَةٍ	بِ	فَ + اْتُوْا	نَا	عَبْدِ
سے	کوئی سورت	ب متعدی بنانے کے لئے	تو + آؤ تم (لاؤ تم)	ہمارے (اپنے)	بندے
حرف جر	مجرور	حرف جر	حرف + فعل امر	مضاف الیہ	مجرور مضاف

مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ

مِنْ	كُمْ	شُهَدَآءَ	ادْعُوْا	وَ	مِثْلِ + هٖ
سے	تمہارے (اپنے)	گواہی دینے والوں	تم بلا لو	اور	جیسی + اس کی
حرف جر	مضاف الیہ	مفعول/مضاف	فعل امر	حرف عطف	مجرور مضاف + مضاف الیہ

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ {23}

صٰدِقِيْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	اللّٰهِ	دُوْنِ
سچے	تم ہو	اگر	اللہ	علاوہ
كُنْتُمْ کی خبر	فعل ماضی + اسم	حرف شرط	مضاف الیہ	مجرور/مضاف

بامحاورہ ترجمہ: اور اگر تمہیں اس (کلام) میں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی سورت بنا کر لاؤ اور (اس مقصد کے لئے) اللہ کے علاوہ اپنے سب حمایتی بھی بلا لو (جو تمہارے ساتھ مل کر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی نازل کردہ کتاب نہیں) اگر تم سچے ہو۔

لغوی نکات:

كُنْتُمْ یہ كَانَ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ كَانَ عربی زبان میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ''تھا'' کے معنی میں

بھی اور ''ہونا'' کے معنی میں بھی۔ یہاں دوسرے معنی میں ہے۔

فَأْتُوْا یہ اصل میں ف + اِئْتُوْا تھا۔ اِئْتُوْا کا پہلا ہمزہ پچھلے حرف کیساتھ مل کر ساکت (Silent) ہوا تو فَأْتُوْا پڑھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں رائج رسم الخط میں اس کو یوں لکھا جاتا ہے فَاْتُوْا یعنی الف کے اوپر ہمزہ کی علامت (أ) کے بغیر۔ یہ اَتیٰ یَاْتِیْ سے فعل امر ہے جسکا ذاتی معنی تو ہے (آنا) لیکن اسکے بعد چونکہ (ب) حرف جر آرہا ہے، اس لئے معنی ہوگا (تم لاؤ)۔

تفسیری نکات: گزشتہ آیات میں توحید کے قرآنی تصور کو مدلل انداز سے پیش کرنے کے بعد اس آیت میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بڑے عقلی و منطقی انداز سے ثابت کیا گیا ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے منکرین قرآن مجید کے مقابلے میں پوری کتاب نہیں کم از کم ایک سورت ہی پیش کردیں جس پر خود ان کا ضمیر مطمئن ہوجائے کہ ان کی بنائی ہوئی سورت قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر کی قوت کا مقابلہ کرتی ہے، ورنہ اس بات پر ایمان لانے میں کسی تردد اور تذبذب کے بغیر ادنیٰ سی بھی تاخیر نہ کریں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور ظاہر ہے جس پر نازل ہوتی ہے، وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

فَ	اِنْ	لَمْ	تَفْعَلُوْا	وَ	لَنْ	تَفْعَلُوْا
تو	اگر	نہ	کیا تم نے	اور	ہرگز نہیں	تم کرسکو گے
حرف	حرف شرط	حرف جازمۃ المضارع	فعل مضارع مجزوم	حرف عطف	حرف ناصبۃ المضارع	فعل مضارع منصوب

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ

فَ	اتَّقُوْا	النَّارَ	الَّتِیْ	وَقُوْدُ	هَا	النَّاسُ
تو	ڈرو اور بچو	آگ (سے)	وہ جو	ایندھن ہیں	اس آگ کا	لوگ
حرف	فعل امر جمع مذکر	مفعول (مونث سماعی)	اسم موصول (واحد مونث)	(مبتدا) مضاف	مضاف الیہ	(خبر) اسم معطوف علیہ

وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ {24}

وَ	الْحِجَارَةُ	اُعِدَّتْ	لِ	الْكَافِرِيْنَ
اور	پتھر	تیار کی گئی ہے	(کے) لئے	کافروں
حرف عطف	اسم (الحجر) کی جمع معطوف	ماضی مجہول	حرف جر	مجرور

بامحاورہ ترجمہ: اگر تم نے ایسا نہ کیا اور (یاد رکھو) ہرگز تم کر بھی نہیں سکو گے تو اس آگ سے ڈرو اور بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے جسے کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

لغوی نکات:

فَاتَّقُوا فَ+اتَّقُوا۔ اتَّقُوا کا مادہ {و ق ی} ہے جو دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ① ڈرنا، ② بچنا۔ اس لئے اس کے ترجمے میں دونوں معنوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اُعِدَّتْ اس کا مادہ {ع د د} ہے، اس سے باب افعال اَعَدَّ یُعِدُّ اِعْدَادٌ استعمال ہوتا ہے۔ یہ ماضی مجہول ہے اور اس میں ھِیَ ضمیر النَّارُ کی طرف لوٹ رہی ہے جو مونث سماعی ہے۔ (تیار کی گئی ہے)

تفسیری نکات: اس آیت میں کافروں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اس قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور قیامت تک نہیں کر سکتے تو اس پر ایمان لاؤ وگرنہ اس جہنم میں تم کو داخل کیا جائے گا جس میں لوگ اور پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ آگ کافروں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وَ	بَشِّرِ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	عَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ
اور	آپ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جو	وہ ایمان لائے	اور	انہوں نے عمل کئے	نیک
حرف عطف	فعل امر (فعل+فاعل)	اسم موصول (مفعول)	فعل ماضی (صلہ)	حرف عطف	فعل ماضی (فعل+فاعل)	جمع سالم مونث مفعول

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

اَنَّ	لَ (لِ)	هُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِیْ
کہ	لئے	ان (کے)	باغات	بہتی ہیں
حرف مشبہ بالفعل	حرف جر	مجرور (ضمیر متصل) خبر مقدم	اَنَّ کا اسم موخر (جمع سالم مونث)	فعل مضارع جَرٰی (ض)

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا

مِنْ	تَحْتِ	هَا	الْاَنْهٰرُ	كُلَّمَا	رُزِقُوْا	مِنْ	هَا
سے	نیچے	ان کے	نہریں	جب بھی	انہیں دیا جائے گا	سے	اُن
حرف جر	مضاف (مجرور)	مضاف الیہ	تَجْرِیْ کا فاعل	حرف شرط	ماضی مجہول (فعل+نائب فاعل)	حرف جر	مجرور (ضمیر متصل)

مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

مِنْ	ثَمَرَةٍ	رِّزْقًا	قَالُوْا	هٰذَا	الَّذِيْ	رُزِقْنَا
سے (کوئی)	پھل	دیا جانا (اہتمام کیساتھ)	وہ کہیں گے	یہ	جو	ہمیں دیا گیا
حرف جر (تبعیضیہ)	مجرور	مفعول مطلق (تاکیدی مصدر)	فعل ماضی (فعل + فاعل)	اسم اشارہ (مبتدا)	اسم موصول (خبر)	ماضی مجہول (صلہ)

مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا

مِنْ	قَبْلُ	وَ	اُتُوْا	بِ	هٖ	مُتَشَابِهًا
سے	پہلے	حالانکہ	ان کے پاس لایا جائے گا	سے	اس	ملتا جلتا (مشابہ)
حرف جر	مجرور (مبنی علی الضم)	حالیہ	ماضی مجہول (اَتٰی یَاْتِیْ)	حرف جر للتعدی	مجرور	حال

وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ

وَ	لَ (لِ) + هُمْ	فِيْ	هَا	اَزْوَاجٌ
اور	لئے + اُن کے	میں	اُس	بیویاں
حرف عطف	حرف جر + مجرور (ضمیر متصل) خبر مقدم	حرف جر	مجرور	زوج کی جمع (موصوف)

مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ {25}

مُّطَهَّرَةٌ	وَّ	هُمْ	فِيْ + هَا	خٰلِدُوْنَ
پاکیزہ	اور	وہ	میں + اُس	ہمیشہ رہیں گے
اسم المفعول (صفت) مبتدا مؤخر	حرف عطف	ضمیر منفصل (مبتدا)	حرف جر + مجرور	هُمْ کی خبر (اسم الفاعل جمع مذکر)

بامحاورہ ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اس بات کی خوشخبری سنا دیں کہ ان کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جب بھی ان باغات کا کوئی پھل بڑے اعزاز و اہتمام کے ساتھ ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا۔ حالانکہ (حقیقت یہ ہوگی کہ وہ پہلے پیش کیا جانے والا پھل نہیں ہوگا بلکہ) ان کے پاس لایا جائے گا اس سے ملتا جلتا اور ظاہری شکل وصورت میں اس سے مشابہ (پھل) (جو ذائقے میں پہلے پھل سے مختلف اور متنوع ہوگا) اور ان کے لئے اُن باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات: عربی گرائمر کا قاعدہ ہے "اَلْفِعْلُ السَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرَةِ" یعنی جب کوئی فعل ساکن ہو یعنی اس کے آخر میں سکون (ـْ) ہو اور اسے اگلے لفظ کے ساتھ ملانے کے لئے حرکت دینی پڑ جائے تو زیر (ـِ) کی حرکت لگائی جائے گی۔ اسی قاعدے کے مطابق بَشِّرِ + الَّذِیْنَ پڑھا گیا۔

الصّٰلِحٰتِ مفعول ہے اور مفعول حالت نصب میں ہوتا ہے اور حالت نصب میں اسم کے آخر میں زبر آتی ہے لیکن یہاں زبر کی بجائے زیر (ـِ) ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ یہ جمع سالم مونث ہے اور جمع سالم مونث کے آخر میں جہاں زبر (ـَ) آنی چاہئے وہاں زیر (ـِ) آتی ہے۔ یہی وجہ (جَنّٰتٍ) کے آخر میں دو زیر (ـٍ) آنے کی ہے۔

تَجْرِیْ {ج ر ی} باب (ض) فعل مضارع۔ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ یَجْرِیْ کی بجائے تَجْرِیْ یعنی مونث کا صیغہ اس لئے استعمال ہوا ہے کہ اس کا فاعل اَلْاَنْھٰرُ جمع مکسر غیر عاقل ہے۔ (چلنا، بہنا)

مِنْ (حرف جر) بعض اوقات "سے" کی بجائے "کوئی" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسے مِنْ تبعیضیہ کہا جاتا ہے یعنی بَعْضٌ کے معنی میں۔

رُزِقُوْا فعل ماضی مجہول ہے لیکن اس کا ترجمہ مستقبل میں اس لئے کیا گیا ہے کہ کُلَّمَا حرف شرط ہے اور شرط فعل ماضی سے پہلے آجائے تو اس کا ترجمہ مستقبل میں کیا جاتا ہے، اس لئے کہ کوئی شرط مستقبل کے لئے ہی عائد کی جاسکتی ہے۔

رِزْقًا کسی فعل کے بعد اس کا مصدر استعمال ہو تو اسے مفعول مطلق کہا جاتا ہے اور وہ تاکید و اہتمام کا معنی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اسے تاکیدی مصدر بھی کہا جاتا ہے۔ رِزْقًا اس آیت میں رُزِقُوْا کے بعد اسی مقصد کے لئے لایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ترجمے میں اس کا معنی "بڑے اعزاز و اہتمام کے ساتھ" کیا گیا ہے۔

اُتُوْا {ء ت ی} باب (ض) اَتٰی یَاْتِیْ سے فعل ماضی مجہول۔ جمع مذکر غائب ہے۔ یہ اصل میں اُتِیُوْا تھا۔ ی کا ضمہ ماقبل کو دے کر ی کو گرا دیا۔ اُتُوْا رہ گیا۔ اس کا ذاتی معنی تو ہے (آنا) لیکن اس کے بعد (ب) آجائے تو معنی ہوجاتا ہے (لانا) اس لئے اس (ب) کو بائے تعدی کہا جاتا ہے یعنی وہ (ب) جو لازم کو متعدی بناتی ہے۔

تفسیری نکات: اس سے قبل توحید اور رسالت کا ذکر ہوا۔ اب آخرت کے ذکر کا آغاز ہو رہا ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت میں دیگر قوتوں کے ساتھ ساتھ ذائقے کی قوت (Sense of Tasting) میں بھی بے پناہ اضافہ ہوجائے گا۔ ایک ہی شکل کے پھلوں میں بے شمار ذائقے ہوں گے اور جنتی اُن تمام ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ دنیا میں رہ کر ہم دو قسم کی لذتوں سے آشنا ہیں۔ ① کھانے پینے کی لذت، ② جنس (Sex) کی لذت۔ ان آیات میں ان دونوں لذتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ کا مطلب ہے کہ انہیں یہ یقین دلا دیا جائے گا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کوئی قوت انہیں ان ایوانوں اور محلات سے بے دخل نہیں کر سکے گی اور نہ ہی ان نعمتوں، لذتوں اور راحتوں سے محروم کر سکے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ

اِنَّ	اللّٰهَ	لَا	يَسْتَحْيٖ	اَنْ	يَّضْرِبَ
یقیناً/بیشک	اللہ	نہیں	جھجک/شرم محسوس کرتا ہے	کہ	وہ بیان کرے
حرف تاکید، حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم	حرف نفی	فعل مضارع حیاءٌ سے ماخوذ ہے	حرف ناصبۃ المضارع	فعل مضارع (منصوب)

مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ

مَثَلًا	مَّا	بَعُوْضَةً	فَ	مَا	فَوْقَ	هَا
مثال	کوئی بھی	مچھر (کی)	تو، پھر	جو	اوپر	اس کے
مفعول	برائے تاکید	مثلاً کی وضاحت/بدل	حرف	موصولہ	ظرف مکان/مضاف	مضاف الیہ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

فَ	اَمَّا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	فَ	يَعْلَمُوْنَ	اَنَّ + هُ
تو	جہاں تک تعلق ہے	ان لوگوں کا جو	وہ ایمان لائے	تو	وہ جانتے ہیں	کہ + وہ
حرف	حرف تقابل	اسم موصول	فعل ماضی	حرف	فعل مضارع	حرف مشبہ بالفعل + اَنَّ کا اسم

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

الْحَقُّ	مِنْ	رَبِّ	هِمْ	وَ	اَمَّا	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
حق ہے	سے	رب	ان کے	اور	جہاں تک تعلق ہے	ان لوگوں کا جو	انہوں نے کفر کیا
اَنَّ کی خبر	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	حرف تقابل	اسم موصول	فعل ماضی

فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ

فَ	يَقُوْلُوْنَ	مَاذَآ	اَرَادَ	اللّٰهُ	بِ	هٰذَا	مَثَلًا
تو	وہ کہتے ہیں	کیا کچھ	ارادہ کیا/چاہا	اللہ نے	سے/کی	اس	مثال دے کر
حرف	فعل مضارع	حرف استفہام	فعل ماضی	فاعل	حرف جر	اسم اشارہ/مجرور	مفعول

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ

بِـ + هٖ	يَهْدِيْ	وَ	كَثِيْرًا	بِـ + هٖ	يُضِلُّ
سے + اس	وہ ہدایت دیتا ہے	اور	بہت سوں کو	سے + اس	وہ گمراہ کرتا ہے
حرف جر + ضمیر مجرور	فعل مضارع	حرف عطف	مفعول	حرف جر + ضمیر مجرور	فعل مضارع (افعال)

كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ {26}

الْفٰسِقِيْنَ	اِلَّا	بِـ + هٖ	يُضِلُّ	مَا	وَ	كَثِيْرًا
فاسقوں کو	مگر	سے + اس	وہ گمراہ کرتا ہے	نہیں	اور	بہت سوں کو
مستثنیٰ	حرف استثناء	حرف جر+ضمیر مجرور	فعل مضارع (افعال)	نافیہ	حرف عطف	مفعول

بامحاورہ ترجمہ: بے شک اللہ (اپنی مخلوقات میں سے) کوئی بھی مثال بیان کرنے میں شرم یا جھجک محسوس نہیں کرتا ہے۔ مچھر کی یا پھر جو اس سے بڑی مخلوق (مکھی) ہے (یا جو حقارت میں اس سے بھی بڑھ کر ہے) تو جو لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ جانتے ہیں (یقین رکھتے ہیں) کہ وہ ان کے رب کی طرف سے (نازل کردہ) حق ہی ہے اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے کیا (ثابت کرنا) چاہا ہے۔ اس کی مثال دے کر، وہ اس (قرآن یا مثال) سے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے، اس سے بہت سوں کو اور وہ اس سے صرف فاسقوں کو ہی گمراہ کرتا ہے۔

لغوی نکات

يَسْتَحْيٖٓ یہ فعل عثمانی رسم الخط کے مطابق لکھا گیا ہے تمام عربی املاء کے مطابق عموماً اسے یوں لکھا جاتا ہے يَسْتَحِيِي اس کا فعل ماضی اِسْتَحْيٰى ہے۔ یہ فعل حَيَاءٌ سے بھی ماخوذ ہوسکتا ہے اور حَيَاةٌ سے بھی۔ اگر حَيَاءٌ سے ماخوذ ہو تو معنی ہوگا (شرم محسوس کرنا) اور اگر حَيَاةٌ سے ماخوذ ہو تو مفہوم ہوگا (زندہ رہنے دینا، زندہ رکھنا) اس آیت میں حَيَاءٌ سے ماخوذ ہے جب کہ قرآن مجید کی آیت يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ میں یہ فعل حَيَاةٌ سے ماخوذ ہے۔ (مَثَلًا مَّا) یہاں مَا تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے چنانچہ ترجمہ کیا گیا ہے ''کوئی بھی'' اَنَّهُ الْحَقُّ چونکہ یہاں حَقٌّ کی بجائے اَلْحَقُّ ہے یعنی خبر کو معرفہ لایا گیا ہے، اس لئے اس کا گرائمر کے مطابق معنی ہوگا ''وہ حق ہی ہے''۔

تفسیری نکات: ① گزشتہ آیات میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کا حوالہ دیا گیا تھا چنانچہ اسی مناسبت سے قرآن مجید پر چند جاہل مذہبی پیشواؤں کی طرف سے اٹھائے جانے والے ایک اعتراض کے حوالے سے کہا گیا کہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ قرآن مجید میں مکھی اور مکڑی وغیرہ کی تمثیلات کیوں دی گئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں اور ظاہر ہے کسی حقیقت کو تمثیلی انداز سے بیان کرنے کے لئے وہ اپنی کسی بھی مخلوق کا حوالہ دے سکتا ہے۔

② فسق کا لفظی معنی ہے ''حد اطاعت سے باہر نکلنا'' چنانچہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ خود ہی اللہ کے قوانین کو توڑ کر حد اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں وہی اللہ کے قانون گمراہی کی زد میں آتے ہیں، اس لئے کہ وہ ان پر ہدایت اختیار کرنے کے لئے جبر نہیں فرماتا۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

الَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ	اللّٰهِ	مِنْ	بَعْدِ	مِيْثَاقِ	هٖ
جو لوگ	توڑتے ہیں	وعدہ	اللہ کا	سے	بعد	پختہ کرنا	اسے
اسم موصول	فعل مضارع (ن)	مفعول / مضاف	مضاف الیہ	حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ / مضاف	مضاف الیہ

وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ

وَ	يَقْطَعُوْنَ	مَا	اَمَرَ	اللّٰهُ	بِ	هٖ	اَنْ	يُّوْصَلَ
اور	وہ کاٹ دیتے ہیں	جو	حکم دیا	اللہ نے	سے / متعلق	اس	کہ	اسے ملایا جائے / جوڑا جائے
حرف عطف	فعل مضارع (ف)	موصولہ	فعل ماضی (ن)	فاعل	حرف جر	مجرور	حرف ناصبہ المضارع	فعل مضارع مجہول

وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ {27}

وَ	يُفْسِدُوْنَ	فِي	الْاَرْضِ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ
اور	فساد پھیلاتے ہیں	میں	زمین	وہ	ہی	نقصان اٹھانے والے
حرف عطف	فعل مضارع (افعال)	حرف جر	مجرور	اسم اشارہ / مبتدا	برائے حصر	خسر (س) سے اسم الفاعل / خبر

بامحاورہ ترجمہ: جو اللہ سے کیے گئے اس پختہ وعدے کو توڑ ڈالتے ہیں جو اللہ نے ان سے لے رکھا ہے اور وہ اس تعلق کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملا کر (یا جوڑ کر) رکھا جائے اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لوگ ہی نقصان

اٹھانے والے ہیں (ایسا کر کے وہ اپنی ہی دنیا و عاقبت برباد کر رہے ہیں)۔

لغوی نکات:

مِيْثَاقِ + هٖ یہ مصدر میمی بھی اور بطور اسم مشتق کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا معنی ''پختہ اور مضبوط کرنا'' بھی ہے اور ''مضبوط عہد و پیمان'' بھی۔

تفسیری نکات: اس آیت میں کہا گیا ہے کہ فاسق وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں یعنی وہ حقوق اللہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہاں عہد سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ عہد ہے جو اس نے ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى'' کی صورت میں اپنے بندوں سے لیا تھا اور اس عہد کو ان کی فطرت کا حصہ بنا دیا اور ان کی سرشت میں شامل کر دیا تھا اور ''يَقْطَعُوْنَ...'' سے مراد یہ ہے کہ وہ قطع رحمی کر کے حقوق العباد کو پامال کرتے ہیں اور ظاہر ہے جس معاشرے میں نہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی جائے اور نہ حقوق العباد کا خیال رکھا جائے لازماً وہاں فساد اور بگاڑ تو پیدا ہوگا۔ اس لئے کہا گیا ''وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ'' یعنی اس طرح سے وہ زمین کے نظام کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ

كُنْتُمْ	وَ	اللّٰه	بِ	تَكْفُرُوْنَ	كَيْفَ
تم تھے	اس حال میں جبکہ	اللہ کے	سے / ساتھ	تم کفر کرتے ہو	کیسے / کس بنیاد پر
فعل ماضی + كَانَ کا اسم	واؤ حالیہ	مجرور	حرف جر	فعل مضارع	حرف استفہام

اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ

ثُمَّ	يُمِيْتُ + كُمْ	ثُمَّ	اَحْيٰ + كُمْ	فَ	اَمْوَاتًا
پھر	وہ مارتا ہے + تمہیں	پھر	اس نے زندگی بخشی + تمہیں	تو	مردہ / بے جان
حرف عطف	اَمَاتَ کا فعل مضارع + مفعول	حرف عطف	فعل ماضی، فاعل + مفعول	حرف	كَانَ کی خبر

يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ {28}

تُرْجَعُوْنَ	اِلٰى + هٖ	ثُمَّ	كُمْ	يُحْيِيْ
تم لوٹائے جاؤ گے	طرف + اس کی	پھر	تمہیں	وہ زندہ کرے گا
مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (ض)	حرف جر + مجرور	حرف عطف	مفعول	اَحْيٰى کا فعل مضارع

بامحاورہ ترجمہ: تم کس بنیاد پر اللہ کا یعنی اللہ کی اس قدرت کا کہ وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرسکتا ہے) انکار کرتے ہو جب کہ تم مردہ تھے (یعنی تمہارا وجود نہ تھا) تو اس نے تمہیں زندگی بخشی (یعنی عدم سے وجود عطا کیا) پھر وہ تمہیں مارتا ہے (موت سے ہمکنار کرتا ہے) پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (یعنی حتمی فیصلے کے لئے تمہیں اسی سے رجوع کرنا ہوگا)۔

لغوی نکات:

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ   اِلَیْہِ یعنی مرکب جاری کو فعل سے پہلے لانے کی وجہ سے اس میں حصر کا معنی پیدا ہوگیا ہے چنانچہ ترجمہ ہوگا ''تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' یعنی فیصلے کا اختیار صرف اسی کے پاس ہوگا۔ کسی اور ہستی کو فیصلہ کرنے یا فیصلے میں مداخلت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

تفسیری نکات: اس آیت میں عقیدہ آخرت کو بڑے سادہ، فطری اور عقلی انداز سے ثابت کیا گیا ہے۔ استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہستی تمہیں پہلی دفعہ پیدا کرنے اور پھر موت سے ہمکنار کرنے پر قادر ہے اس کے لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیسے ناممکن ہوجائے گا؟ جس ہستی نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ کی اس قدرت اور اختیار کا انکار آخر تم کس بنیاد پہ کرتے ہو؟ اس کا تمہارے پاس کیا عقلی جواز ہے؟

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق

هُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَ	لَ (لِ)	كُمْ	مَّا	فِیْ	الْاَرْضِ	جَمِیْعًا
وہ/وہی	جو	اس نے پیدا کیا	لئے	تمہارے	جو	میں	زمین	سب/تمام
ضمیر	اسم موصول	فعل ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	موصولہ	حرف جر	مجرور	مفعول (تاکید)

ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ

ثُمَّ	اسْتَوٰۤی	اِلٰی	السَّمَآءِ	فَ + سَوّٰی	هُنَّ
پھر	وہ برابر ہوا/متوجہ ہوا	طرف	آسمان کی	تو + اس نے برابر کیا/ٹھیک طرح سے بنایا	انہیں
حرف عطف	فعل ماضی (افتعال)	حرف جر	مجرور	حرف + فعل ماضی (تفعیل)	مفعول 1

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ {29} ع

سَبْعَ	سَمٰوٰتٍ	وَ	هُوَ	بِ	كُلِّ	شَیْءٍ	عَلِیْمٌ
سات	آسمان	اور	وہ	سے/کو	ہر	چیز	اچھی طرح جاننے والا
عدد (مفعول 2)	معدود	حرف عطف	ضمیر/مبتدا	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ	خبر

بامحاورہ ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے انہیں ٹھیک طرح سے (یعنی ہر نقص اور خلل سے پاک) سات آسمانوں کی شکل دی اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

اسْتَوٰٓی اِلٰی کا لفظی معنی ہے ''کسی چیز کی طرف برابر ہونا، سیدھا ہونا'' مراد ہے ''کسی چیز کی طرف توجہ کرنا، متوجہ ہونا''۔

سَوّٰی کا لفظی معنی ہے ''کسی چیز کو برابر کرنا'' مراد ہے کسی چیز کی نوک پلک سنوارنا، ٹھیک طرح سے بنانا، کسی چیز کو فائنل Touch دینا''۔

عَلِیْمٌ یہ اسم مبالغہ ہے، عَالِمٌ جاننے والا، عَلِیْمٌ اچھی طرح، بخوبی جاننے والا۔

تفسیری نکات: آخرت کی دلیل کے طور پر کہا جارہا ہے کہ جس ہستی نے اتنی وسیع کائنات کو پیدا کیا ہے، انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کی قدرت سے باہر کیسے ہوجائے گا......؟

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ سے مراد یہ ہے کہ وہ کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کرکے اسے دوبارہ پیدا کرنے کا طریقہ، معاذ اللہ، بھول تونہیں جائے گا۔ وہ تو کائنات کے ایک ایک ذرّے اور تخلیق کے تمام پہلوؤں سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حساب لینے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ وہ تمام انسانوں اور ان کے تمام اعمال کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ

وَ	اِذْ	قَالَ	رَبُّ	كَ	لِ	اَلْمَلٰٓئِكَةِ	اِنَّ + یْ
اور	جب	کہا	رب	آپ کے (نے)	کو/سے	فرشتوں	بے شک/یقیناً + میں
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	مضاف/فاعل	مضاف الیہ	حرف جر	مجرور	حرف تاکید + اِنَّ کا اسم

جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ

جَاعِلٌ	فِیْ	الْاَرْضِ	خَلِیْفَةً	قَالُوْٓا	اَ	تَجْعَلُ
بنانے والا ہوں	میں	زمین	نمائندہ	انہوں نے کہا	کیا	تو بناتا (مقرر کرتا ہے)
اسم الفاعل اِنَّ کی خبر	حرف جر	مجرور	جَاعِلٌ کا مفعول	فعل ماضی جمع مذکر غائب	حرف استفہام	فعل مضارع واحد مذکر مخاطب

فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

فِیْ	هَا	مَنْ	یُفْسِدُ	فِیْ + هَا	وَ	یَسْفِكُ	الدِّمَآءَ
میں	اس	جو	فساد کرے گا	میں + اس	اور	وہ بہائے گا	خونوں کو
حرف جر	ضمیر مجرور	موصولہ	اَفْسَدَ سے فعل مضارع	حرف جر + ضمیر مجرور	حرف عطف	فعل مضارع	اَلدَّم کی جمع/مفعول

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

كَ	لَ	نُقَدِّسُ	وَ	كَ	حَمْدِ	بِ	نُسَبِّحُ	نَحْنُ	وَ
تیرے	لیے	ہم تقدیس کرتے ہیں	اور	تیری	حمد	سے/ساتھ	تسبیح بیان کرتے ہیں	ہم	حالانکہ
ضمیر/مجرور	حرف جر	قَدَّسَ کا فعل مضارع	حرف عطف	مضاف الیہ	مجرور/مضاف	حرف جر	فعل مضارع/خبر	مبتدا	حالیہ

قَالَ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ {30}

تَعْلَمُوْنَ	لَا	مَا	اَعْلَمُ	یْ	اِنِّ	قَالَ
تم جانتے ہو	نہیں	جو	جانتا ہوں میں	میں	بے شک	اس (اللہ) نے کہا
فعل مضارع جمع مذکر مخاطب	حرف نفی	موصولہ	فعل مضارع واحد متکلم	اِنَّ کا اسم	حرف تاکید	فعل ماضی

بامحاورہ ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا "یقیناً میں زمین میں ایک نمائندہ بنانے (مقرر کرنے) والا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تو اس میں اس مخلوق کو (نمائندہ) بنائے (مقرر کرے) گا جو اس میں فساد پھیلائے گا (زمین کے نظام کو بگاڑے گا) اور خون ریزی (قتل و غارت گری) کرے گا، حالانکہ ہم (جو موجود ہیں) تیری حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی بیان کرتے ہیں اور تیرے لئے تقدیس بھی کرتے ہیں یعنی ماحول کو تیری نافرمانی سے پاک صاف بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اس (اللہ) نے کہا "بیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔"

لغوی نکات:

خَلِیْفَةً اس کا لفظی معنی ہے "اَلَّذِیْ یَخْلُفُ بَعْضُهُ بَعْضًا" یعنی جو ایک دوسرے کے پیچھے آئے۔ مرادی معنی ہے "نمائندہ"

نَحْنُ نُسَبِّحُ نَحْنُ کو شروع میں لانے کا مقصد لفظ "ہم" پر زور دینا ہے یعنی ہم جو موجود ہیں، تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک قرار دینا اور حمد سے مراد اسے تمام اعلیٰ صفات کا سزاوار قرار دینا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن مجید کا موضوع چونکہ انسان اور اس کی ہدایت ہے، اس لئے آغاز میں ہی انسان کے متعلق وضاحت کی جارہی ہے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کہاں چلا جاتا ہے؟ اور جہاں چلا جاتا ہے، وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ چنانچہ انسان کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں ایک نمائندہ مقرر کرنے والا ہوں جسے اپنے احکامات کی تعمیل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دوں گا تو فرشتوں کے لئے یہ بڑی تعجب کی بات تھی، اس لئے کہ وہ تو مجبور محض مخلوق ہیں انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، وہ اس کے پابند ہوتے ہیں۔ اپنا کوئی اختیار استعمال نہیں کرسکتے، بالکل روبوٹ کی طرح جو Feeded ہے، وہی کرتا ہے۔ فرشتوں کے ذہن میں آیا کہ اگر اسے دونوں اختیارات حاصل ہوں گے تو وہ تو اللہ کے قوانین کو توڑ کر

زمین کو فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کی آماجگاہ بنادے گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا کہ اللہ! تجھے اس نئی مخلوق کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے جب کہ ہم تیری تسبیح اور حمد و ثناء میں مصروف ہیں اور ماحول کو تیری نافرمانی اور فتنہ و فساد سے پاک اور محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

هَا	كُلَّ	الْاَسْمَآءَ	اٰدَمَ	عَلَّمَ	وَ
وہ (ان کے)	تمام	نام	آدم علیہ السلام کو	اس نے سکھائے	اور
مضاف الیہ (ضمیر متصل)	مضاف (تاکید)	مفعول 2 (الاسم کی جمع)	مفعول 1 (غیر منصرف)	فعل ماضی (تفعیل)	حرف عطف

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ

قَالَ	فَ	الْمَلٰٓئِكَةِ	عَلَى	هُمْ	عَرَضَ	ثُمَّ
اس نے کہا	تو	فرشتوں	پر	انہیں	اس نے پیش کیا	پھر
فعل ماضی	حرف	مجرور	حرف جر	مفعول (ضمیر متصل)	فعل ماضی + فاعل	حرف عطف

اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ {31}

صٰدِقِيْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	هٰٓؤُلَآءِ	اَسْمَآءِ	بِ	نِيْ	اَنْۢبِـُٔوْ
سچے	ہو تم	اگر	ان کے	ناموں	کی	مجھے	تم خبر دو (بتاؤ)
كُنْتُمْ کی خبر	فعل ناقص اسم	حرف شرط	مضاف الیہ	مضاف (مجرور)	حرف جر	مفعول (ضمیر متصل)	فعل امر (فاعل) (افعال)

بامحاورہ ترجمہ: اور اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے۔ پھر اس نے ان ناموں کو فرشتوں پر پیش کیا۔ تو اس نے کہا تم مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے مؤقف میں) سچے یعنی برحق ہو۔

لغوی نکات:

كُلَّهَا میں هَا ضمیر اَلْاَسْمَاءَ کی طرف لوٹ رہی ہے اور الاسماءَ چونکہ جمع مکسر غیر عاقل ہے، اس لئے یہاں مونث کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (سب کے سب)

عَرَضَهُمْ میں هُمْ ضمیر اس لئے استعمال کی گئی کہ جنہیں سیدنا آدم علیہ السلام پر پیش کیا گیا تھا، ان میں مقدس شخصیات بھی شامل تھیں۔ ان کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کی ضمیر استعمال ہوئی۔ واضح رہے کہ عاقل مخلوق کے لئے واحد مونث نہیں بلکہ اس

کے مطابق ضمیر استعمال ہوتی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے انسان کو فرشتوں پر اس لحاظ سے فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اسے کائنات کا مشاہدہ کر کے اس پر غور و خوض کر کے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کی جب کہ فرشتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت و استعداد ودیعت نہیں کی۔ جو فرشتہ کائنات کے جس شعبے کے نظام پر مقرر ہے، اسے اس کے متعلق ہی معلومات حاصل ہیں، اس میں غور و خوض کر کے ازخود نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یعنی فرشتوں کے پاس معلومات (Informations) ہیں اور انسان کے پاس علم (Knowledge or Science) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں سے مختلف اشیاء کے نام پوچھے تو وہ جواب نہ دے سکے اور انہوں نے فوراً ندامت و پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی۔

بعض مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کے ساتھ ساتھ فرشتوں سے انبیاء و صالحین کے اسمائے گرامی بھی پوچھے جس پر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ ان کا استدلال جیسا کہ لغوی نکات میں گزر چکا ہے، یہ ہے کہ عَرَضھم میں ھم ضمیر کا استعمال عاقل مخلوق کیلئے ہے۔ اگر محض بے جان اشیاء یا غیر عاقل مخلوق کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو ھُمْ کی بجائے ھا کی ضمیر استعمال ہوتی۔ ان کے نزدیک ۔ھُمْ۔ ضمیر کا استعمال تغلیباً ہوا ہے۔ انبیاء و صالحین کے اسمائے گرامی پوچھنے میں کیا حکمت تھی، اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

قَالُوْا	سُبْحَانَ	كَ	لَا	عِلْمَ	لَ (لِ)	نَا
انہوں نے کہا	پاکیزگی	تیری	کوئی	علم	لیے	ہمارے
فعل ماضی جمع مذکر غائب	مضاف	مضاف الیہ	برائے نفی جنس	لا کا اسم	حرف جر	مجرور

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ {32}

اِلَّا	مَا	عَلَّمْتَ	نَا	اِنَّ	كَ	اَنْتَ	الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ
مگر	جو	تو نے سکھایا	ہمیں	بے شک	تو	ہی	خوب جاننے والا	بڑی حکمت والا
حرف استثناء	موصولہ	فعل ماضی + فاعل	مفعول	حرف تاکید	اِنَّ کا اسم	برائے حصر	خبر 1	خبر 2

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے یعنی فرشتوں نے کہا ہم تجھے ہر عیب سے پاک قرار دیتے ہیں۔ ہمیں تو اس کے علاوہ جو تو نے سکھایا ہے کچھ علم نہیں بے شک تو خوب ہی جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

لغوی نکات:

سُبْحٰنَكَ میں سُبْحَانَ مصدر ہے اور مفعول مطلق ہے، اس سے پہلے نُسَبِّحُ محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے نُسَبِّحُ سُبْحَانَكَ

یعنی "ہم تجھے ہر عیب سے پاک قرار دیتے ہیں جس طرح کہ پاک قرار دینے کا حق ہوتا ہے"۔ واضح رہے تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات، تخلیق اور صفات کو ہر عیب اور نقص سے پاک قرار دینا ہے۔ "تو پاک ہے" اس کا مرادی معنی ہے۔

تفسیری نکات: فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہیں جو ہر وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اللہ کی نافرمانی کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے۔ جب اللہ نے فرشتوں سے ناموں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمیں تو وہ معلوم ہے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے باقی اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس مخلوق (انسان) کے پیدا کرنے کی حکمت تو ہی جانتا ہے تیرے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ

قَالَ	يَآ	اٰدَمُ	اَنْۢبِئْ	هُمْ	بِ	اَسْمَاءِ	هِمْ
اس نے کہا	اے	آدم علیہ السلام	تو خبر دے / تو بتا	انہیں	کی	ناموں	ان کے
فعل ماضی	حرف ندا	منادیٰ	اَنْبَأَ يُنْبِئُ سے فعل امر	مفعول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ

فَ	لَمَّا	اَنْۢبَاَ	هُمْ	بِ	اَسْمَاءِ	هِمْ
تو	جب	خبر دی / بتائے	انہیں	کی	نام	ان کے
حرف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	مفعول	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

قَالَ	اَ	لَمْ	اَقُلْ	لَّ (لِ)	كُمْ
اس نے کہا	کیا	نہیں	میں نے کہا	کو	تم
فعل ماضی	حرف استفہام	حرف جازمۃ المضارع	فعل مضارع مجزوم	حرف جر	مجرور

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اِنَّ + یْ	اَعْلَمُ	غَيْبَ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ
بے شک + میں	جانتا ہوں میں	غیب	آسمانوں کا	اور	زمین کا
حرف مشبہ بالفعل + اِنَّ کا اسم	فعل مضارع واحد متکلم	مفعول / مضاف	مضاف الیہ (معطوف علیہ)	حرف عطف	(معطوف)

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ {33}

وَ	اَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تَكْتُمُوْنَ
اور	میں جانتا ہوں	جو	تم ظاہر کر رہے ہو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	چھپا رہے
حرف عطف	فعل مضارع	موصولہ	افعال اَبدی یُبدی سے فعل مضارع	حرف عطف	[illegible]	[illegible]	فعل مضارع [illegible]

بامحاورہ ترجمہ: اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا: اے آدم تم انہیں یعنی فرشتوں کو ان کے (جنہیں سامنے لایا گیا تھا) نام بتاؤ۔ تو جب انہوں نے یعنی سیدنا آدم علیہ السلام نے ان کے نام بتائے اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا بے شک میں آسمانوں اور زمین کے غیب یعنی خفیہ حقائق اور پوشیدہ رازوں کو جانتا ہوں اور میں اسے بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کر رہے ہو اور اسے بھی جسے تم چھپا رہے تھے۔

لغوی نکات:

اَنْبِئْهُمْ	اَنْبِئْ + هُمْ {ن ب ء} باب افعال سے فعل امر، واحد مذکر (خبر دینا)
اَلَمْ اَقُلْ	اَ + لَمْ + اَقُلْ {ق و ل} باب (ن) سے فعل جحد معلوم اصل میں اَقْوُلْ تھا، واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو گرا دیا، اَقُلْ ہوا (کہنا)
مَا تُبْدُوْنَ	{ب د و} باب اِفعال، اَبْدٰی یُبْدِیْ سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (ظاہر کرنا)
تَكْتُمُوْنَ	{ك ت م} باب (ن) كَتَمَ يَكْتُمُ سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (چھپانا)

تفسیری نکات: جن مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کے ساتھ فرشتوں سے انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی بھی پوچھے تھے، وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کے ذہن میں جب یہ اشکال پیدا ہوا کہ جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے ساتھ ساتھ اس کی نافرمانی کا اختیار بھی ہوگا، وہ تو اس کی نافرمانی کرکے زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دے گی تو ان کے اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو بھی ان کے سامنے لے کر آیا اور پوچھا: بتاؤ تم نے ان کے متعلق کچھ جانتے ہو؟ فرشتوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان مقدس شخصیات کے تعارف اور مشن سے آگاہ فرمایا کہ اگر زمین میں احکامات الٰہیہ کے خلاف باغیانہ طرز عمل اختیار کرنے والے ہوں گے تو ان کی اصلاح کی ذمہ داری کا فریضہ انجام دینے والی یہ پاکباز ہستیاں بھی ہوں گی۔ تم میری حکمتوں اور مصلحتوں سے واقف نہیں ہو۔ چنانچہ فرشتوں کے ذہن میں جو اشکال پیدا ہوا اس کا ازالہ ہوگیا اور فرشتوں نے اپنی علمی کوتاہی کا اور عظمت آدم علیہ السلام کا اعتراف کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ جس معذرت کا تم اظہار کر رہے ہو، اس کا بھی مجھے علم ہے اور جو اشکال تمہارے ذہن میں پیدا ہو رہا تھا، وہ بھی میرے علم میں ہے۔ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ اعتراض نہیں تھا بلکہ فہم کی غلطی تھی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِ	اٰدَمَ
اور	جب	ہم نے کہا	کو/سے	فرشتوں	تم سجدہ کرو	کو	آدم علیہ السلام
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی (قال)	حرف جر	مجرور اَلْمَلَكُ کی جمع	سَجَدَ يَسْجُدُ سے فعل امر	حرف جر	مجرور (غیر منصرف)

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫

فَ	سَجَدُوْا	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	اَبٰى	وَ	اسْتَكْبَرَ
تو	انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس (کے)	اُس نے انکار کیا	اور	تکبر کیا، بڑا بننے کی خواہش کی
حرف	فعل ماضی جمع مذکر غائب	حرف استثناء	مستثنیٰ (منصوب)	فعل ماضی (ء ب ی)	حرف عطف	فعل ماضی (استفعال)

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ {34}

وَ	كَانَ	مِنَ	الْكٰفِرِيْنَ
اور	وہ ہوگیا	سے	کافروں
حرف عطف	فعل ماضی	حرف جر	مجرور اسم فاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو انہوں نے (اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے) سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تکبر کا مظاہرہ کیا اور کافروں یعنی اللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کرنے والوں میں سے ہوگیا۔

لغوی نکات:

اِسْتَكْبَرَ اس کا مادہ {ك ب ر} ہے اور اس کا باب استفعال سے تعلق ہے اسی وجہ سے اس میں خواہش کرنے کا معنی پیدا ہوگیا ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا ''اس نے بڑا بننے کی کوشش کی'' یعنی ایسا کر کے وہ بڑا بن نہیں گیا بلکہ یہ اس کی خواہش تھی جس کی نہ صرف یہ کہ تکمیل نہیں ہوئی بلکہ وہ اللہ کے حکم کے مقابلے پر خود کو بڑا سمجھ کر اللہ کے غیظ وغضب کی زد میں آ گیا اور راندہ، درگاہ ہوگیا۔

كَانَ یہ فعل ''تھا'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ''ہونا'' کے معنی میں بھی۔ یہاں دوسرے معنی میں ہے۔

تفسیری نکات: سجدہ سے مراد تعظیماً کسی کے سامنے آداب وتسلیمات بجا لانا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں اور کیفیتیں ہوسکتی ہیں۔ آدم

علیہ السلام کو سجدہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں تھا۔ کیفیت کیا تھی، قرآن و حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔ بہر حال سجدے کے لئے ضروری نہیں کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے، ذرا سا جھک جانا بھی اس کی تعریف میں شامل ہے۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی برتری تسلیم کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کی جب کہ ابلیس نے انکار کر دیا اور گمراہ ہو گیا۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

وَ	قُلْنَا	يَا	اٰدَمُ	اسْكُنْ	اَنْتَ
اور	ہم نے کہا	اے	آدم	رہو/رہائش رکھو	تم
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	حرف ندا	منادیٰ	سَكَنَ يَسْكُنُ سے فعل امر	ضمیر تاکید

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا

وَ	زَوْجُ	كَ	الْجَنَّةَ	وَ	كُلَا
اور	بیوی	تمہاری	جنت میں	اور	تم دونوں کھاؤ
حرف عطف	فاعل مضاف	مضاف الیہ	مفعول	حروف عطف	اَكَلَ يَاْكُلُ سے فعل امر (تثنیہ)

مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠

مِنْ	هَا	رَغَدًا	حَيْثُ	شِئْتُمَا
سے	اس	کھلا / بے فکر ہو کر	جہاں سے	تم دونوں چاہو
حرف جر	مجرور، ضمیر مونث	حال	ظرف مکان	شَاءَ يَشَاءُ سے فعل ماضی (تثنیہ)

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ {35}

وَ	لَا	تَقْرَبَا	هٰذِهِ	الشَّجَرَةَ	فَ	تَكُوْنَا	مِنَ	الظّٰلِمِيْنَ
اور	نہ	تم دونوں قریب جاؤ	اس	درخت کے	تو	تم دونوں ہو جاؤ گے	سے	ظالموں
حرف عطف	حرف نہی	فعل نہی	اسم اشارہ	مشار الیہ	حرف	فعل مضارع (تثنیہ)	حرف جر	مجرور

بامحاورہ ترجمہ: اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو تم دونوں باغ میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جاؤ (وگرنہ) تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (یعنی قصوروار اور نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے)۔

لغوی نکات:

اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ عربی زبان کی گرائمر کے مطابق اسم کا عطف اسم پر اور فعل کا عطف فعل پر ہوتا ہے۔ یعنی اسم کا عطف فعل پر اور فعل کا عطف اسم پر نہیں ہوسکتا۔ مثلاً کہنا ہوتم اور خالد جاؤ تو اذھب انت و خالد کہیں گے۔ یہاں خالد کا عطف انت پر ہورہا ہے، اذھب پر نہیں۔ اسی قاعدے کے مطابق اس آیت میں اسکن و زوجك کی بجائے اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ کہا گیا ہے۔

فَتَكُوْنَا ف+تَكُوْنَا بعض اوقات ف کے بعد اَنْ محذوف ہوتا ہے۔ یہاں بھی ف کے بعد اَنْ محذوف ہے۔ اصل میں تھا فَاَنْ تَكُوْنَا، اَنْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے" مبادا ایسا نہ ہوجائے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوگا"۔ (کہ تم دونوں ہو جاؤ گے)

تفسیری نکات: جس درخت کے قریب جانے سے روکا گیا تھا، وہ کونسا تھا؟ اس کے متعلق کچھ بھی کہنا قیاس آرائی سے زیادہ نہیں۔ یہ ایک غیر ضروری بحث ہے جس کا ہدایت و رہنمائی سے تعلق نہیں ہے اور قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ وہ ہدایت سے غیر متعلقہ امور کو زیر بحث نہیں لاتا تاکہ ذہن واقعے میں موجود حکمتوں سے ہٹ کر غیر ضروری بحثوں میں نہ الجھ جائے۔ گندم کے دانے کی بات کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا

هُمَا	اَخْرَجَ	فَ	هَا	عَنْ	الشَّيْطٰنُ	هُمَا	اَزَلَّ	فَ
ان دونوں کو	اس نے نکال دیا، نکلوا دیا	تو	اس	سے / متعلق	شیطان نے	ان دونوں کو	بہکا دیا	تو
مفعول	فعل ماضی + فاعل	حرف	مجرور	حرف جر	فاعل	مفعول	فعل ماضی	حرف

مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا

اهْبِطُوْا	قُلْنَا	وَ	هٖ	فِيْ	كَانَا	مَّا	مِنْ
تم اتر جاؤ	ہم نے کہا	اور	اس	میں	وہ دونوں تھے	جو	سے
فعل امر (ض) (هَبَطَ، يَهْبِطُ)	فعل ماضی + فاعل	حرف عطف	مجرور	حرف جر	فعل ماضی تثنیہ مذکر	موصولہ	حرف جر

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ

كُمْ	لَ (لِ)	وَ	عَدُوٌّ	بَعْضٍ	لِ	كُمْ	بَعْضُ
تمہارے	لئے	اور	دشمن	بعض / کچھ	کے لئے	تم میں سے	بعض / کچھ
مجرور	حرف جر	حرف عطف	خبر	مجرور	حرف جر	مضاف الیہ (مبتدا)	مضاف

فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ {36}

فِي	الْاَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ	وَ	مَتَاعٌ	اِلٰى	حِيْنٍ
میں	زمین	ٹھکانہ/رہنے کی جگہ	اور	فائدہ اٹھانا	تک	محدود مدت
حرف جر	مجرور	اسم ظرف معطوف علیہ	حرف عطف	معطوف	حرف جر	مجرور

بامحاورہ ترجمہ: تو ان دونوں یعنی آدم وحوا علیہما السلام کو شیطان نے اس (درخت) سے متعلقہ معاملے میں بہکا دیا تو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اس (جنت) سے نکال دیا جس میں وہ دونوں تھے۔ (یا ابلیس نے ان دونوں کو نکلوا دیا......) اور ہم نے (آدم وحوا علیہما السلام اور ابلیس سے کہا) تم (جنت سے زمین پر) اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو (تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں) اور تمہارے لئے زمین میں رہنے کی جگہ اور محدود مدت تک (دنیوی نعمتوں سے) فائدہ اٹھانے کی مہلت ہے۔

لغوی نکات:

اَزَلَّ اس کا مادہ {ز ل ل} ہے جس کا لفظی معنی ہے (پاؤں کا پھسلنا) کہا جاتا ہے "زَلَّتْ قَدَمُهٗ" اس کا پاؤں پھسل گیا۔ اَزَلَّ اسی مادے سے باب افعال ہے جس میں متعدی کا معنی پیدا ہوگیا ہے یعنی (پھسلانا) یہاں بہکانے، گمراہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اَخْرَجَ اس کا تعلق بھی باب افعال سے ہے۔ اس کا ترجمہ "اس نے نکال دیا" بھی ہوسکتا ہے اور "اس نے نکلوا دیا" بھی۔ پہلے ترجمے کے مطابق اس کا فاعل خود اللہ رب العزت ہوگا اور دوسرے ترجمے کے مطابق ابلیس۔

مُسْتَقَرٌّ اس کا مادہ {ق ر ر} اور اس سے باب استفعال اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارٌ استعمال ہوتا ہے۔ مُسْتَقَرٌّ اسم ظرف ہے یعنی (قرار حاصل کرنا، رہائش رکھنا، ٹھکانہ بنانا)۔

تفسیری نکات: بعضکم لبعض عدو میں آدم وحوا علیہما السلام کے درمیان عداوت ودشمنی کا ذکر نہیں کیا جارہا ہے جس طرح عام طور پر سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے یہ افسانہ بھی تراش لیا گیا ہے کہ چونکہ حوا علیہا السلام نے آدم علیہ السلام کو درخت کا پھل کھانے پر مجبور کیا تھا ورنہ خود آدم علیہ السلام اس کا پھل نہیں کھانا چاہتے تھے، اس لئے دونوں کے درمیان عداوت پیدا ہوگئی اور دونوں کو زمین کے الگ الگ حصوں پر اتارا گیا۔ بعد ازاں طویل مدت کے بعد ان کے درمیان ملاقات ہوئی...... وغیرذلک۔ اس قسم کی باتوں کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

یہاں ذریت آدم علیہ السلام اور ذریت ابلیس کے درمیان عداوت ودشمنی کے تعلق کو واضح کیا گیا ہے کہ تمہارا آپس میں دوستی اور خیر خواہی کا نہیں بلکہ عداوت کا تعلق ہوگا۔

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

فَ	تَلَقّٰی	اٰدَمُ	مِنْ	رَبِّ	هٖ	كَلِمٰتٍ
تو	حاصل کر لئے / سیکھ لئے	آدم نے	سے	رب	اس کے / اپنے	چند کلمات
حرف	فعل ماضی (تفعل)	فاعل	حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ	مفعول جمع سالم مونث

فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ

فَ	تَابَ	عَلٰی	هٖ	اِنَّ	هٗ
تو	اس نے نظر رحمت ڈالی، توبہ قبول کر لی	پر	اس	بے شک	وہ
حرف	فعل ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	حرف مشبہ بالفعل حرف تاکید	اِنَّ کا اسم

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ {37}

هُوَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ
ہی	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا	بہت رحم فرمانے والا
ضمیر برائے حصر	اسم مبالغہ اِنَّ کی خبر نمبر 1	اسم مبالغہ اِنَّ کی خبر نمبر 2

بامحاورہ ترجمہ: تو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے (انہوں نے وہ کلمات کہے) تو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

لغوی نکات:

تَلَقّٰی باب افعال اَلْقٰی یُلْقِیْ۔کسی بات کے ذہن میں القاء کرنے یعنی ڈالنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور باب تفعل تَلَقّٰی یَتَلَقّٰی سے فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اس القاء کو قبول کرنے، اسے اخذ کرنے کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلمات آدم علیہ السلام کے ذہن میں القاء فرمائے انہوں نے ان کلمات کو اخذ کر لیا اور ان کے ذریعے سے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور اپنے گناہ کی معافی مانگی۔

تفسیری نکات: جن کلمات کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے قرآن مجید کی سورۃ الاعراف میں ان کی وضاحت اس طرح سے کی گئی ہے "ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین" یہ کہنا کہ وہ چند مقدس شخصیات کے اسمائے گرامی تھے نہ صرف یہ کہ خود ساختہ بات ہے بلکہ قرآن مجید کی صریح مخالفت بھی۔ شخصیات کے ناموں کا افسانہ تحریف شدہ مسیحیت سے متاثر ہو کر تراشا گیا جس کی وضاحت ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا

اِمَّا	فَ	جَمِيْعًا	هَا	مِنْ	اهْبِطُوْا	قُلْنَا
اگر + لازمًا	تو	سب	اس	سے	تم اتر جاؤ	ہم نے کہا
حرف شرط مؤکد	حرف	اسم تاکید	مجرور	حرف جر	هَبَطَ يَهْبِطُ سے فعل امر	فعل ماضی جمع متکلم

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

تَبِعَ	فَ + مَنْ	هُدًى	يْ	مِنْ	كُمْ	نَّ	يَاْتِيْ
اس نے پیروی کی	تو + جو	ہدایت و رہنمائی	میری طرف	سے	تمہارے پاس	یقینًا	آئے گی
فعل ماضی (فاعل)	حرف + موصولہ	فاعل	مجرور	حرف جر	مفعول	حرف تاکید	اَتٰى کا فعل مضارع

هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

هِمْ	عَلٰى	خَوْفٌ	فَ + لَا	يَ	هُدٰا
انکے ان	اوپر پر	کوئی خوف	تو + نہیں	میری کی	ہدایت
مجرور	حرف جر	اسم	حرف عطف + حرف نفی	مضاف الیہ	(مفعول) مضاف

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ {38}

يَحْزَنُوْنَ	هُمْ	لَا	وَ
غمگین/افسردہ ہوں گے	ہی وہ	نہ	اور
حَزِنَ (س) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب	ضمیر	حرف نفی	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے کہا تم سب اس (جنت) سے نیچے اتر جاؤ، سو اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت و رہنمائی آئے (اور یقینًا لازمًا آئے گی) تو جس نے میری طرف سے نازل کردہ ہدایت و رہنمائی کی پیروی کی یعنی جو میرے متعین کردہ راستے پر گامزن رہا تو ان پر (ایسے لوگوں پر) نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین و افسردہ ہوں گے۔

لغوی نکات:

اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ اِنْ + مَا + يَاْتِيْ + نَّ + كُمْ، اس آیت میں اِنْ کے بعد مَا تاکید کا معنی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے اور آگے نَّ

(نون مشدد) بھی تاکید کے لئے ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ تاکید در تاکید کے مفہوم میں یوں ہوگا ''اگر تمہارے پاس آئے اور یقیناً لازماً آئے گی'' یعنی ہدایت و رہنمائی۔

خَوْفٌ ... يَحْزَنُوْنَ خوف ہوتا ہے مستقبل کا اور حزن ہوتا ہے ماضی کا۔ چنانچہ ان دو الفاظ کے استعمال سے ماضی اور مستقبل دونوں کے تحفظ کی ضمانت دی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: دو مرتبہ اِهْبِطُوْا کہنے کی وجہ: اس سے قبل بھی آدم وحوا علیہا السلام اور ابلیس کو حکم دیا گیا ''قُلْنَا اهْبِطُوْا'' اور اس آیت میں پھر کہا جارہا ہے ''قُلْنَا اهْبِطُوْا'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی حکم کو دوبار کیوں دہرایا گیا ہے یا اس کا دو دفعہ ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ مفسرین نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلی دفعہ زمین پر اتر جانے کا حکم بطور سزا کے دیا گیا اور دوسری دفعہ زمین پر اتارنے کی حکمت اور غرض وغایت بیان کرنے کے لئے۔

خوف وحزن کا مفہوم: کہا جارہا ہے کہ تم سب زمین پر اتر جاؤ۔ اب تمہاری یعنی بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ شروع ہوگا۔ جس نے ان نازل کردہ راہنما اصولوں اور ضابطوں کی پاسداری کی اور ان کی اتباع میں زندگی گزاری، اسے نہ مستقبل کا اندیشہ ہوگا اور نہ ہی ماضی کا غم۔ اس کیفیت کا تعلق دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی۔ یعنی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے ہوئے قوانین کا احترام کرنے والوں اور ان کی تعمیل کرنے والوں کو قلبی اطمینان اور ذہنی سکون سے نوازا جائے گا اور آخرت میں تو ان کی ساری زندگی تعبیر ہی اس طرح کی زندگی سے ہوگی۔ نہ انہیں جنت کی نعمتوں سے محروم ہونے کا اندیشہ ہوگا اور نہ ہی ماضی یعنی دنیوی زندگی پر کوئی ندامت و پشیمانی اور غم و پچھتاوا۔

اصحاب نار: آخری آیت میں قرآن مجید واضح کررہا ہے کہ اصحاب النار یعنی جہنم کی آگ کے مستحق کون لوگ ہیں۔ فرمایا: ''وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات یعنی ہمارے نازل کردہ قوانین اور ضابطوں کی صداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور ان کی تکذیب کی وہ جہنم کی آگ کی صورت میں ہماری ابدی سزا کے مستحق ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس رکوع میں اللہ رب العزت نے انسان سے متعلقہ چند سوالات کا جواب دیا ہے۔

① انسان کو اللہ رب العزت نے اپنی فرماں برداری اور نافرمانی کا اختیار دے کر زمین پر بھیجا ہے اور اس پر واضح کردیا ہے کہ فرماں برداری کی صورت میں اسے جنت کی بے شمار نعمتوں سے نوازا جائے گا اور نافرمانی کی صورت میں اسے جہنم کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ ان معنوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی ایک بااختیار نمائندہ مخلوق ہے۔

② انسان کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کا مشاہدہ اور غور وخوض کرکے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے جب کہ فرشتوں کے پاس یہ صلاحیت نہیں۔ انسان کی یہ خوبی فرشتوں پر واضح کی گئی اور ان سے اس کی عظمت کا اعتراف کروایا گیا۔

③ انسان کے امتحان کے لئے ابلیس کو اس کا دشمن بنایا گیا اور اسے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کی قوت عطا کی گئی۔ اب شیطان کی پوری کوشش ہے کہ وہ اس کو مسجود ملائکہ کے اعزاز سے محروم کرے۔ جب کہ انسان کو پوری

قوت دی گئی کہ وہ اس شیطان کے وسوسوں کا مقابلہ کرے۔ ابلیس صرف وسوسہ پیدا کرسکتا ہے گمراہ کرنے کے لئے انسان پر جبر نہیں کرسکتا۔

④ انسان کے متعلق تحریف شدہ مسیحیت کا یہ فلسفہ کہ انسان پیدائشی طور پر گناہ گار پیدا ہوتا ہے غلط، غیر فطری اور بے بنیاد ہے۔ جب کہ قرآنی تعلیمات کے مطابق آدم علیہ السلام سے جو غلطی ہوئی، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگ لی اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں معاف فرما دیا۔ وہ گناہ وہیں معاف ہوگیا تھا۔ نسل در نسل ہر انسان میں منتقل ہوتا نہیں چلا آرہا ہے۔

⑤ انسان کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر، کردیا تھا، یہ بھی ایک باطل اور غیر فطری مسیحی فلسفہ ہے بلکہ انسان سے اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کی معافی کا طریقہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی طرح اس پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کیا جائے اور اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جائے۔

⑥ یہ کہنا کہ گناہوں کی معافی کے لئے کسی ہستی کا واسطہ اور وسیلہ ضروری ہے اور اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل نہیں کی جاسکتی اور یہ کہ آدم علیہ السلام نے بھی جب تک چند مقدس ہستیوں کا سہارا نہیں لیا، ان کا گناہ معاف نہیں ہوا...... اس طرح کے تمام افسانے مسیحیت سے متاثر ہوکر تراشے گئے۔ ان کا اسلام کی فطری تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔

⑦ انسان مرنے کے بعد اللہ کے پاس چلا جاتا ہے جہاں اس کا حساب وکتاب ہوگا اور اس کے مطابق اس کے انجام اور مستقبل کا تعین ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

[illegible]

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ {39} ع

[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے ہماری آیات (یعنی ہمارے احکامات وقوانین) کی تکذیب کی وہ (جہنم کی) آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

كَذَّبُوْا {ک ذ ب} باب تفعیل سے فعل ماضی جمع مذکر غائب (جھٹلانا، تکذیب کرنا)

اَصْحٰبُ النَّارِ مرکب اضافی۔ اُولٰٓئِكَ کی خبر ہے۔ (آگ والے) یعنی آگ میں داخل ہونے والے۔

تفسیری نکات: جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اللہ کی آیات کی تکذیب کی تو ایسے بدنصیب لوگ جہنم میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرنی چاہیے تاکہ جنت میں باآسانی داخلہ مل سکے اور آگ سے بچا جائے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

يَا	بَنِيْ	اِسْرَآءِيْلَ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةِ	ى	الَّتِيْٓ	اَنْعَمْتُ
اے	بیٹو	اسرائیل (یعقوب علیہ السلام کے)	تم یاد کرو	نعمت	میری کو	جو	انعام میں نے کی
حرف ندا	منادیٰ مضاف	مضاف الیہ	فعل امر جمع مذکر	(مفعول) مضاف	مضاف الیہ	اسم موصول (مونث)	فعل ماضی + فاعل

عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ

عَلٰى	كُمْ	وَ	اَوْفُوْا	بِ	عَهْدِ	يَ	اُوْفِ
اوپر	تمہارے	اور	تم پورا کرو	کو	عہد	میرے	میں پورا کروں گا
حرف جر	مجرور	حرف عطف	فعل امر جمع	حرف جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	فعل مضارع واحد متکلم مجزوم

بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ {40}

بِ	عَهْدِ	كُمْ	وَ	اِيَّايَ	فَ	اِرْهَبُوْ	نِ
کو	عہد	تمہارے	اور	مجھ ہی سے	تو	تم ڈرو	مجھ سے
حرف جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف	ضمیر منفصل مفعول بہ	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	نون وقایہ مفعول بہ

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل! تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور تم میرے یعنی مجھ سے کئے گئے عہد کو پورا کرو میں تمہارے یعنی تم سے کئے گئے عہد کو پورا کروں گا اور تم صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

لغوی نکات:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یا + بَنِيْ + اِسْرَائِيْل۔ اِبْنٌ کی جمع اَبْنَآءٌ (جمع سالم) بھی استعمال ہوتی ہے اور بَنُوْنَ (جمع مکسر) بھی۔ بَنُوْنَ حالت

رفعی اور اس کی حالت نصب یَبْنِیْنَ ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کے آخر سے جمع کا نون گر گیا تو بَنِیْ رہ گیا۔
زیر نظر آیت میں اسی لئے بَنِیْ استعمال ہوا۔ حالت نصب مناڈی مضاف ہونے کی وجہ سے ہے۔
اِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ اِيَّایَ مفعول مقدم اور نِ مفعول موخر کی وجہ سے اس میں (حصر در حصر) کا مفہوم پیدا ہوگیا ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا ''تم صرف مجھ ہی سے ڈرو''۔

تفسیری نکات: اس رکوع سے بنی اسرائیل کی تاریخ کا تفصیلی تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔ چونکہ امت مسلمہ سے قبل بنی اسرائیل ہی اقوام عالم کی قیادت و سیادت کے منصب پر فائز تھے اس لئے ان کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا تاکہ ان کی جگہ فائز ہونے والوں کو متنبہ کیا جاسکے کہ انہیں کون سے جرائم سے اپنا دامن بچانا ہے تاکہ وہ اللہ کے غیظ و غضب سے محفوظ رہیں۔

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ کہہ کر ان کو واضح کیا گیا ہے کہ جن نعمتوں سے تمہیں نوازا گیا وہ تمہارا ذاتی یا خاندانی استحقاق نہیں تھا بلکہ میں نے اپنے خاص فضل سے تمہیں وہ نعمتیں عطا کی تھیں۔

وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

كُمْ	مَعَ	مَا	لِ	مُصَدِّقًا	اَنْزَلْتُ	مَا	بِ	اٰمِنُوْا	وَ
تمہارے	ساتھ / پاس	جو	اُس کی	تصدیق کرنیوالا	میں نے نازل کیا	جو	ساتھ / اس پر	تم ایمان لاؤ	اور
مضاف الیہ	مضاف	موصولہ	حرف جر	حال	فعل ماضی واحد متکلم	موصولہ	حرف جر	فعل امر	حرف عطف

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَ لَا

لَا	وَ	ہٖ	بِ	كَافِرٍ	اَوَّلَ	تَكُوْنُوْا	لَا	وَ
نہ	اور	اس کے	ساتھ / کا	انکار کرنے والے	سب سے پہلے	تم ہو جاؤ	نہ	اور
حرف نہی	حرف عطف	مجرور	حرف جر	مضاف الیہ	تکونوا کی خبر مضاف	فعل نہی + اسم	حرف نہی	حرف عطف

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَ اِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ {41}

نِ	اِتَّقُوْ	فَ	اِيَّایَ	وَ	قَلِيْلًا	ثَمَنًا	یْ	اٰيَاتِ	بِ	تَشْتَرُوْا
مجھ سے	تم ڈرو	تو	مجھ ہی سے	اور	کم / تھوڑی	قیمت	میری کے	آیات	بدلے	تم لو
مفعول	فعل امر جمع	حرف	مفعول	حرف عطف	صفت	مفعول موصوف	مضاف الیہ	مضاف	حرف جار	فعل نہی

بامحاورہ ترجمہ: اور تم اس پہ ایمان لاؤ جو میں نے نازل کیا۔ وہ (قرآن) اس (پیغام تورات) کی تصدیق کرنے والا ہے جو

تمہارے پاس ہے اور تم اس (کتاب) کے ساتھ پہلے انکار کرنے والے نہ ہو اور تم میری آیات کو کم قیمت پر مت بیچو (یعنی میری آیات کے بدلے میں حقیر مفادات مت حاصل کرو) اور تم صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

لغوی نکات:

مُصَدِّقًا — باب تفعیل سے اسم فاعل، حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (تصدیق کرنے والا)

اَوَّلَ كَافِرٍ — مرکب اضافی اور اَوَّلَ ۔ لَاتَكُوْنُوْا کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (پہلے کفر کرنے والے)

اِيَّايَ — ضمیر منصوب فَاتَّقُوْنِ کا مفعول مقدم ہے۔ فَاتَّقُوْنِ فعل امر جمع مذکر + ی مفعول نمبر 2۔ (ڈرنا)

تفسیری نکات: مُصَدِّقًا سے مراد یہ ہے کہ اس میں کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ اسی کا تسلسل ہے جو دعوت شروع سے انبیائے کرام کی چلی آرہی ہے۔ نیز اس کتاب پر ایمان لانے میں ہی تورات وغیرہ میں موجود پیش گوئیوں کی تصدیق ہے ورنہ ان تمام آیات کی تکذیب لازم آئے گی۔

رَهْبٌ صرف کسی کی عظمت و ہیبت سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے جب کہ تقویٰ میں اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب بھی۔ چنانچہ فَاتَّقُوْنِ کا ترجمہ ہوگا ''تم مجھ ہی سے ڈرو اور میری نافرمانی سے بچو''۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ

وَ	لَا	تَلْبِسُوا	الْحَقَّ	بِا	لْبَاطِلِ	وَ	تَكْتُمُوا	الْحَقَّ
اور	نہ	تم خلط ملط کرو	سچ کو	ساتھ	جھوٹ کے	اور	تم (نہ) چھپاؤ	سچ کو
حرف عطف	حرف نہی	فعل نہی	مفعول بہ	حرف جار	مجرور	حرف عطف	فعل نہی	مفعول بہ

وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {42}

وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ
اس حال کہ	تم	جانتے ہو
واؤ حالیہ	ضمیر مخاطب جمع	مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: اور تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ ہی تم سچ کو چھپاؤ۔ اس لئے کہ تم جانتے ہو...... (کہ یہ کتمان حق اور تلبیس حق جرم عظیم ہے)

لغوی نکات:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ — وَلَاتَلْبِسُوا یہ فعل نہی ہے اصل میں تَلْبِسُوْنَ تھا، لا ناہیہ کے دخول سے فعل کے آخر سے ن گر گیا۔ معنی

اس کا ہے اورتم نہ خلط ملط کرو + اَلْحَقَّ: سچ کو + بِالْبَاطِلِ: باطل کے ساتھ، یعنی حق کو باطل کے ساتھ اور واضح کو مخفی کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔ لَبْسَ کا ایک معنی تغطیہ بمعنی ڈھانپنا بھی کرتے ہیں، یعنی حق کو باطل کے ساتھ مت ڈھانپو لیکن پہلا معنی زیادہ صحیح ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں یہودی علماء کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ تم اس گندی حرکت سے باز آجاؤ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔ لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف صحیح بتاؤ اور اس پر خود بھی عمل کرو اور کتمان حق کا شکار ہوکر لوگوں کو گمراہ کرکے تم خود اور وہ لوگ جہنم کا ایندھن نہ بنو حالانکہ تم کو معلوم بھی ہے کہ کتمان حق بہت بڑا جرم ہے۔ یہی خطاب تمام اہل علم کو بھی ہے کہ وہ بھی حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط یا کتمان حق نہ کریں۔

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ
اور	تم قائم کرو	نماز کو	اور	تم دو	زکوٰۃ کو
حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	مفعول بہ	حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	مفعول بہ

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ {43}

وَ	ارْكَعُوْا	مَعَ	الرّٰكِعِيْنَ
اور	تم رکوع کرو	ساتھ	رکوع کرنے والوں کے
حرف عطف	فعل امر جمع مذکر	مضاف	مضاف الیہ اسم فاعل

بامحاورہ ترجمہ: اور (اے اہل ایمان) تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

لغوی نکات:

ارْكَعُوْا {ر ك ع} باب (ف) سے فعل امر جمع مذکر (رکوع کرنا)

الرّٰكِعِيْنَ {ر ك ع} باب (ف) سے اسم فاعل جمع مذکر حالت جری مضاف الیہ (رکوع کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے، اس میں سستی نہ کریں بلکہ ہر نماز کو باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ وارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ کا یہی معنی ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے، ہاں کبھی شرعی عذر کی وجہ سے جماعت رہ جائے تو یہ الگ بات ہے اور ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اگر ایک مسلمان صاحب استطاعت ہو تو وہ زکوٰۃ بھی ادا کرے، یہ بھی نماز کی طرح فرض ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

اَ	تَاْمُرُوْنَ	النَّاسَ	بِ	الْبِرِّ	وَ	تَنْسَوْنَ
کیا	حکم دیتے ہو تم	لوگوں کو	ساتھ	نیکی کے	اور	بھول جاتے ہو تم
ہمزہ استفہام	فعل مضارع جمع مذکر مخاطب + فاعل	مفعول	حرف جار	مجرور	حرف عطف	مضارع مخاطب

اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ

اَنْفُسَ + كُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ
جانوں کو + اپنی	اس حال	کہ تم	پڑھتے ہو	کتاب کو
مفعول۔ مضاف + مضاف الیہ	حالیہ	ضمیر مخاطب	مضارع جمع مذکر مخاطب	مفعول

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ {44}

اَ	فَ + لَا	تَعْقِلُوْنَ
کیا	پس + نہیں	عقل رکھتے تم
استفہام انکاری	عاطفہ + حرف نہی	مضارع جمع مذکر مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔ اس حال میں کہ تم کتاب (الٰہی) کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

لغوی نکات:

اَتَاْمُرُوْنَ اَ + تَاْمُرُوْنَ ہمزہ استفہام کے لئے ہے، (کیا) تَاْمُرُوْنَ {اَ م ر} باب (ن) اَمَرَ، یَاْمُرُ سے مضارع معروف جمع مذکر مخاطب (حکم دینا)

بِالْبِرِّ بِ + الْبِرِّ بِرّبکسر الباء {ب ر ر} باب (س) بَرَّ یَبَرُّ سے مصدر مجرور (مرکب جاری) ہر قسم کی نیکی خواہ وہ اعتقادی ہو یا عملی)، بِرُّالْوَالِدَیْنِ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اور اگر ب پر زبر ہو تو کبھی اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہوگا جس طرح فرمایا: اِنَّهٗ هُوَالْبَرُّ الرَّحِيْمُ اور کبھی خشکی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس طرح فرمایا: ظَهَرَالْفَسَادُ فِي الْبَرِّوَ الْبَحْرِ سمندر اور خشکی میں فساد ظاہر ہوگیا۔

وَتَنْسَوْنَ تَنْسَوْنَ {ن س ی} باب (س) نَسِيَ يَنْسٰى سے مضارع جمع مذکر مخاطب ہے۔ اصل میں تَنْسَيُوْنَ تھا واؤ کے ضمہ کو حذف کر کے پھر ایک واؤ کو گرادیا، تَنْسَوْنَ رہ گیا، (بھول جانا) امام شوکانی رقم طراز ہیں نسیان اصل میں ذکر و حفظ کا عکس

ہوتا ہے یعنی وہ صورت جو حافظہ میں موجود تھی وہ زائل ہوجائے (فتح القدیر، شوکانی رحمہ اللہ)

اَنْفُسَكُمْ اَنْفُسَ + كُمْ: نفس کی جمع انفس آتی ہے، کُمْ ضمیر مخاطب ہے، مرکب اضافی، تَنْسَوْنَ کا مفعول بنتا ہے۔ (اپنی جانوں کو)

تَتْلُوْنَ تَتْلُوْنَ {ت ل و} (ن) تَلٰی، يَتْلُوْ، تِلَاوَة، مضارع جمع مذکر مخاطب، اصل میں اس کا معنی ہے پیروی کرنا، دوسرا معنی اس کا قرأت کرنا۔ پڑھنا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے اور قاری آیات کو ایک کو دوسری کے بعد تلاوت کرتا ہے۔ اس لئے اس کو تالی بھی کہتے ہیں اور لفظ تلاوت۔ آسمانی کتب سے مخصوص ہے۔

الْكِتٰبَ {ك ت ب} باب (ن) كَتَبَ يَكْتُبُ سے مصدر (مفعول) (مخصوص کتاب تورات ہے)

تَعْقِلُوْنَ {ع ق ل} باب (ض) عَقَلَ، يَعْقِلُ سے مضارع جمع مذکر مخاطب ہے، عقل اصل میں منع کو کہتے ہیں، کیونکہ عقل انسان کو قبیح فعل کے ارتکاب سے منع کرتی ہے۔ عقل اس رسی کو بھی کہتے ہیں جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے کیونکہ وہ رسی اونٹ کو بھاگنے سے روکتی ہے۔ دیت کو بھی عقل کہتے ہیں جو کہ قاتل مقتول کے اولیاء کو قصاص کے بدلے میں دیتے ہیں اور اس کو قصاص سے منع کرتی ہے۔ عقل بے وقوفی کی عکس ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں علماء اہل الکتاب (یہود و نصاریٰ) کو بالخصوص اور امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ و التسلیم کے علماء وصلحاء کو بالعموم، ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، نماز پڑھو، روزے رکھو اور دیگر افعال خیر سرانجام دو، لیکن تمہیں خود ان نیکی کے کاموں کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ اپنے نفسوں کو اس پر آمادہ نہیں کرتے۔ یہ کام (تضاد والا) حماقت وکم عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ درحقیقت انسان کسی کو امر خیر کی طرف دعوت دینے سے پہلے وہ خود عمل کرکے دکھائے۔ اپنا عملی نمونہ پیش کرے۔ قومیں اپنے قائد کی حرکات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو مزید دوسری جگہ نکھار کر بیان فرماتے ہیں۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یہ بات اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے کے اعتبار سے بڑی ہے کہ تم لوگوں کو وہ کہو جو خود نہیں کرتے۔ دراصل یہود اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور اقامت صلاۃ وصوم یہ نیکی کے کام ہیں، ان کو کرنا چاہئے۔ لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ وہ کتاب (تورات) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق پڑھتے تھے۔ لیکن اپنی زبانوں سے اعتراف نہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کو ڈانٹ پلائی کہ تمہیں علم ہونے کے باوجود پھر اس پر عمل نہیں کرتے۔ کیا تمہارے اندر عقل، نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

فِي الْكِتٰبِ لفظ الکتاب سے مراد (اہل کتاب) کی بہ نسبت تورات و انجیل اور بہ نسبت مسلمانوں کے قرآن ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

[redacted]

وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ {45}

الْخٰشِعِيْنَ	عَلَى	اِلَّا	لَكَبِيْرَةٌ	هَا	اِنَّ	وَ
ڈرنے والوں کے	اوپر	مگر	البتہ بہت بڑی ہے	وہ (نماز)	بے شک	اور
مجرور اسم الفاعل باب (فتح)	جار	حرف استثنا	لَ تاکید + خبر اِنَّ	ضمیر تانیث اسم اِنَّ	حرف مشبہ بالفعل	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ: اور مدد طلب کرو تم صبر اور نماز کے ساتھ اور بے شک وہ نماز البتہ بہت بڑی (بھاری) ہے مگر ڈرنے والوں پر (ان کے لئے یہ نماز بڑی مشکل نہیں ہے بلکہ آسان ہے)

لغوی نکات:

اِسْتَعِيْنُوْا {ع و ن} باب استفعال اِسْتِعَانَ، يَسْتَعِيْنُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر، اِسْتَعِيْنُوْا اصل میں اِسْتَعْوِنُوْا تھا واؤ پر کسرہ تھا وہ ماقبل (ع) کو دے کر واؤ کو ی سے بدل دیا، اِسْتَعِيْنُوْا ہوگیا (مدد طلب کرو)۔

بِالصَّبْرِ بِ + الصَّبْرِ {ص ب ر} باب (ض) صَبَرَ يَصْبِرُ سے مصدر، مرکب جاری، صبر کا لغوی معنی ہے روکنا، یعنی اپنے آپ کو غلط شہوات یا شریعت کی نافرمانی سے روکنا اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر اپنے آپ کو باندھنا، نماز وغیرہ کے ذریعے سے، اس طرح مشکلات پر صبر کرنا، آہ وگریہ زاری نہ کرنا۔

الصَّلٰوةِ {ص ل و} باب تفعیل، صَلّٰى، يُصَلِّيْ، سے اسم مصدر ہے۔ اگر اس صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت کے معنی میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صَلَى، يَصْلُوْ سے نکلا ہوا ہے۔ کمر کے درمیانی حصہ کو صلاۃ کہتے ہیں کیونکہ نمازی اپنی کمر کو رکوع میں جھکاتا ہے اور الصَّلاۃ کو شرع میں مخصوص عبادت کو مخصوص ارکان سنن و واجبات محدود اوقات میں ادا کرنے کا نام ہے۔

اِنَّهَا اِنَّ + هَا: اِنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ هَا ضمیر مؤنث اس کا اسم ہے۔ یہ ضمیر تانیث صلاۃ کی طرف لوٹ رہی ہے یا صبر اور نماز دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس شکل میں صبر و صلاۃ دونوں کو عبادت کی تاویل میں لے کر ضمیر کو اس کی طرف لوٹائیں گے۔ (یقیناً وہ عبادت یا نماز)

لَكَبِيْرَةٌ لَ + كَبِيْرَةٌ لِ تاکید کے لئے ہے اور كَبِيْرَةٌ فَعِيْلَةٌ کے وزن پر {ک ب ر} باب (ک) سے صفت مشبہ ہے۔ یہ اِنَّ کی خبر ہے جو ل کے ساتھ مؤکدہ ہے، (بہت بھاری)

عَلَى الْخٰشِعِيْنَ مرکب جاری۔ الْخَاشِعِيْنَ {خ ش ع} باب (ف) خَشَعَ يَخْشَعُ سے اسم فاعل جمع، حالت جر، ڈرنا، عاجزی کرنا، علامہ زجاج کہتے ہیں کہ خاشع وہ ہوتا ہے جس پر ذلت کے آثار واضح ہوں۔

سفیان ثوری نے اعمش سے خشوع کے بارے میں پوچھا تو اعمش نے کہا کہ اے ثوری تم لوگوں کے امام بنے ہوئے ہو

اور تمہیں خشوع کا پتہ نہیں ہے۔ پھر کہا کہ خشوع یہ نہیں ہے کہ کھردرا کھانا کھا لینا اور کھردرا لباس پہننا بلکہ خشوع یہ ہے کہ تمام فرائض جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کئے ہیں، ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کو صحیح طریقے سے بجالانا۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ خشوع نفس میں ایک ہیئت کا نام ہے جس سے اعضاء میں سکون اور تواضع ظاہر ہو۔

تفسیری نکات: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن جریر کا خیال ہے کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اے علماء یہود و نصاریٰ اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر باندھنے کے ساتھ ساتھ اور اقامت صلوٰۃ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو لیکن ابن کثیر کے ہاں یہ آیت تمام انسانوں کے لئے عام ہے۔ قرآن نے استعانت کا عظیم ترین اصول (الصبر و الصلاۃ) کو قرار دیا ہے۔ صبر یہ ہے کہ اصول حقہ پر مضبوطی سے قائم رہے کہ کوئی طاقت اس کے ارادہ میں جنبش نہ پیدا کر سکے اور الصلاۃ کلی طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینے کا نام ہے کہ ہر لمحہ اور ہر وقت اس کی طرف دھیان رہے کہ کوئی وقت اس کی یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ دین و دنیا کی کامیابی کے یہی دو بڑے اصول ہیں۔ (صبر و صلوٰۃ)

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا

مُّلٰقُوْا	اَنَّ + هُمْ	يَظُنُّوْنَ	الَّذِيْنَ
ملاقات کرنیوالے ہیں	کہ بے شک + وہ	جو یقین کرتے ہیں	وہ لوگ
اسم فاعل جمع مذکر (اِنَّ کی خبر) اسم فاعل مضاف	حرف مشبہ بالفعل + ضمیر جمع اَنَّ کا اسم	مضارع معلوم (ن)	اسم موصول اَلَّذِیْ کی جمع

رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿46﴾

رٰجِعُوْنَ	إِلَى + هٖ	أَنَّ + هُمْ	وَ	رَبِّ + هِمْ
لوٹنے والے ہیں	طرف + اسکی	بے شک + وہ	اور	رب + اپنے سے
اسم فاعل (ض) جمع مذکر	جار + مجرور	حرف مشبہ بالفعل + ضمیر جمع اسم اَنَّ	حرف عطف	مضاف مضاف الیہ + مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کو ملنے والے ہیں اور بے شک وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

يَظُنُّوْنَ {ظ ن ن} باب (ن) ظَنَّ، يَظُنُّ سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، ظنّ کبھی یہ گمان کے معنی میں آتا ہے اور کبھی یقین کے معنی میں۔ علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کسی چیز کی علامت سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اس کو ظنّ کہتے ہیں جب یہ علامات قوی ہوں تو یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اگر بہت ضعیف ہوں تو یہ نتیجتاً وہم کی حد سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ ظَنَّ اس جگہ جمہور کے ہاں یقین کے معنی میں آیا ہے اور اصل ظَنَّ شک کے معنی میں بھی آتا ہے۔ فتح القدیر۔

مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ مرکب اضافی مُلٰقُوْ+ رَبِّ + هِمْ {ل ق ی} باب (مفاعلہ)، لاقٰی یُلاقِیْ سے اسم فاعل جمع مذکر مضاف، مُلٰقُوْا اصل میں مُلاقِیُوْنَ تھا ی کا ضمہ ماقبل کو دے کر ی کو گرا دیا اور پھر رَبِّهِمْ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ن گر گیا، مُلٰقُوْا رہ گیا۔ ملاقات کرنا، آمنے سامنے ہونا، باہم ملنا، یَوْمُ التَّلاقِ، ملاقات کا دن مراد قیامت کا دن۔

تفسیری نکات: سابقہ آیت میں صبر وصلوۃ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور ان دونوں کے ذریعے استعانت کرنے والوں کی نشاندہی فرمائی ہے اور اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر یقین رکھتے ہیں۔ وہاں ہی اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اس لئے دنیا میں احکام رب العالمین پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ یوم آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ سکیں اور فلاح آخرت نصیب ہو۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ

يَا	بَنِيْ	اِسْرَآءِيْلَ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةِ+ی
اے	بیٹو	اسرائیل (یعقوبؑ) کے	یاد کرو تم	نعمت + میری کو
حرف ندا	(منادی) مضاف	مضاف الیہ	فعل امر حاضر جمع مذکر (ن)	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

الَّتِيْ	اَنْعَمْتُ	عَلَى+كُمْ	وَ	اَنَّ+ی
وہ جو	انعام کی میں نے	اوپر + تمہارے	اور	بے شک + میں نے
اسم موصول	فعل ماضی، فاعل	جار + مجرور	حرف عطف	حرف مشبہ بالفعل + اسم اِنَّ

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ {47}

فَضَّلْتُ+كُمْ	عَلَى	الْعٰلَمِيْنَ
فضیلت دی میں نے + تم کو	اوپر	تمام جہانوں کے
فعل ماضی، فاعل + مفعول	جر	مجرور عَالَمٌ کی جمع

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی ہے اور بے شک میں نے تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

لغوی نکات:

یَا — یہ دراصل حرف ندا ہے اس کا منادی اگر مضاف نہ ہوتو وہ مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ مثلاً یَازَیْدُ یعنی منادی کے آخر میں پیش ہوتی ہے اور اگر وہ کسی چیز کی طرف مضاف ہوتو زبر ہوتی ہے اور اس کا مَابَعْد مجرور بالا ضافت ہوتا ہے۔ جیسے یَاعَبْدَاللهِ، یَابَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔

بَنِیْ — یہ اصل میں بَنِیْنَ حالت نصبی میں ہے اور آگے اسرائیل کی طرف مضاف ہورہا ہے، اسی وجہ سے اس سے (ن) گر گیا ہے، بنی رہ گیا ہے۔ بَنُوْنَ رفعی حالت اور بَنِیْنَ نصبی جری حالت اس کا مفرد اِبْنٌ ہے اور اِبْنٌ کی جمع اَبْنَاءٌ ہے جس طرح قرآن میں ہے قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی نَحْنُ اَبْنَاءُ اللهِ وَاَحِبَّاؤُهٗ۔ اسی طرح اس (اِبْنٌ) کی جمع بَنُوْنَ حالت رفعی بھی آتی ہے جس طرح فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

اِسْرَآءِیْلَ — یہ یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ یہ اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے تھے۔ اسرائیل عبرانی لفظ ہے، اِسْرَ بمعنی عبد کے ہیں۔ اَسْرَ بمعنی قیدی کے۔ اسی سے اسیر بمعنی قیدی ہے کیونکہ غلام بھی قیدی ہی ہوتا ہے اور اِیْل بمعنی اللہ ہوتا ہے، معنی یہ ہوا ”اللہ کا بندہ“۔

اذْكُرُوْا — یہ باب (ن) ذَكَرَ یَذْكُرُ سے امر حاضر۔ جمع مذکر حاضر ہے (یاد کروتم)۔

نِعْمَتِیَ — نِعْمَةِ + یْ مرکب اضافی، نِعْمَةَ کی جمع نِعَمٌ آتی ہے، نِعَمُ اللهِ كَثِیْرَةٌ، اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، حالت نصبی۔ مفعول بنا ہے۔ (میری نعمت کو)

اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ — اَنْعَمْتُ + عَلٰی + كُمْ۔ اَنْعَمْتُ، باب افعال اَنْعَمَ یُنْعِمُ اِنْعَامًا۔ ماضی واحد متکلم ہے۔ عَلٰی + كُمْ جار مجرور اَنْعَمْتُ کے متعلق ہے۔ نعمت کا معنی (احسان، رزق وغیرہ عطا کرنا)۔

فَضَّلْتُكُمْ — فَضَّلْتُ + كُمْ، {ف ض ل} باب تفعیل، فَضَّلَ، یُفَضِّلُ، تَفْضِیْلًا، ماضی معلوم، واحد متکلم كُمْ۔ یہ فَضَّلْتُ کا مفعول بنا ہے۔ (ترجیح دینا)۔

الْعٰلَمِیْنَ — لام پر زبر، عَالَمْ کی جمع سالم، عَالَمِیْنَ ہے، نصبی جری حالت ی ن کے ساتھ، ساری مخلوق ماسوائے اللہ، جمع مکسر عَوَالِمُ ہے اور اگر عَالِمْ لام پر زیر ہوتو باب (س) سے اسم فاعل بمعنی علم رکھنے والا، اس کی جمع عَالِمُوْنَ ہے۔

تفسیری نکات: پچھلے رکوع کی ابتداء میں بنی اسرائیل کا تذکرہ شروع تھا اور اس کے بعد ان کی کئی ایک اخلاقی جرائم اور فرائض سے سبکدوشی کا تذکرہ چلا۔ یہاں پر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو باخبر کیا اور یاد کرایا کہ میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہارے اوپر بارش کی طرح انعام کی ہیں۔ مَنْ و سَلْویٰ تم پر نازل کیا، بادلوں کا سایہ، تسلسل انبیاء علیہم السلام، سب سے بڑی نعمت فرعون کو سمندر میں غرق کرنا، جو سب سے بڑا تمہارا دشمن بنا ہوا تھا اور اس کے بعد میں نے تم کو روئے زمین پر بسنے والے انسانوں پر فضیلت دی حالانکہ ان کے اندر اس فضیلت کا استحقاق نہ تھا۔ صرف ان کے ہاں بہ نسبت دوسری اقوام کے معمولی توحید تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص فضل کیا تھا۔ لیکن یہ خاص فضل کے دھوکے میں آکر اپنے آپ کو اللہ کے مقرب سمجھنے لگے۔ بنی اسرائیل کو یاد کروانے کا

مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں پر بھی بے شمار نعمتیں ہیں سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں۔ اسی میں تمہاری دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ

نَّفْسٍ	عَنْ	نَفْسٌ	تَجْزِىْ	لَّا	يَوْمًا	اتَّقُوْا	وَ
کسی جان	سے	کوئی جان	کفایت کرے گی	نہ	(اس) دن (سے)	ڈروتم	اور
مجرور	حرف جار	فاعل	فعل مضارع	نافیہ	مفعول ظرف زمان	فعل امر حاضر	عاطفہ

شَيْئًا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ

يُؤْخَذُ	لَا	وَ	شَفَاعَةٌ	مِنْ + هَا	يُقْبَلُ	لَا	وَّ	شَيْئًا
لیا جائے گا	نہ	اور	کوئی سفارش	سے + اس	قبول کیا جائے گا	نہ	اور	کچھ
مضارع مجہول	نافیہ	حرف عطف	نائب فاعل	حرف جار + مجرور	فعل مضارع مجہول	نافیہ	عاطفہ	مفعول

مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ {48}

يُنْصَرُوْنَ	هُمْ	لَا	وَ	عَدْلٌ	مِنْ + هَا
مدد کئے جائیں گے	وہ	نہ	اور	بدلہ	سے + اس
مضارع مجہول جمع مذکر غائب (خبر)	ضمیر جمع غائب (مبتدا)	نافیہ	حرف عطف	نائب فاعل	جار + مجرور

بامحاورہ ترجمہ: اور ڈروتم اس دن سے کہ نہ کفایت کرے گی کوئی جان کسی جان سے اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

لغوی نکات:

اتَّقُوْا {و ق ی} باب افتعال، اِتَّقٰى يَتَّقِىْ سے فعل امر جمع مذکر، معنی ہے ڈر جاؤ تم، بچ جاؤ، پرہیز کرو (گناہوں سے) لازم سے وَقٰى، يَقِىْ، وقاية استعمال ہوتا ہے، حفاظت کرنا، تکلیف سے بچانا۔

يَوْمًا ظرف زمان ہے جو 24 گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے، یہ مفرد ہے، اس کی جمع اَيَّام آتی ہے۔ مفعول یا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (دن)

تَجْزِىْ {ج ز ی} باب (ض) جَزٰى يَجْزِىْ سے مضارع معلوم واحد مونث غائب (کفایت کرنا)

نَفْسٍ یہ مؤنث سماعی ہے، اس کی جمع اَنْفُسٌ اور نُفُوْسٌ آتی ہے۔ جان، روح کو بھی نفس کہتے ہیں۔ خَرَجَتْ نَفْسُهٗ، اس کی روح پرواز کر گئی، کبھی نظر بد کو بھی نفس کہتے ہیں۔ اَصَابَتْهُ نَفْسٌ، اس کو نظر بد لگی ہوئی ہے۔

شَيْئًا یہ مفعولیت کی بنا پر منصوب ہے یا محذوف مصدر کی صفت بن رہا ہے۔ اسی جَزَاءً حَقِيْرًا، اس کی تنکیر تحقیر کے لئے ہے۔

لَا يُقْبَلُ {ق ب ل} باب (س) قَبِلَ، يَقْبَلُ، قَبُوْلًا، وَقُبُوْلًا سے مضارع مجہول منفی (قبول نہ کیا جائے گا)

شَفَاعَةٌ {ش ف ع} باب (ف) شَفَعَ يَشْفَعُ کا مصدر، نائب فاعل ہے (سفارش کرنا)

عَدْلٌ {ع د ل} باب (ض) عَدَلَ يَعْدِلُ سے مصدر (نائب فاعل) (فدیہ، معاوضہ)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ متنبہ فرما رہے ہیں کہ اس دن سے بچ جاؤ جس دن کوئی جان کسی جان سے کفایت نہ کرے گی۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوگی۔ انتہائی قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بھاگیں گے اور نہ وہاں کسی کی سفارش قابل قبول ہوگی اور نہ کسی قسم کا فدیہ وغیرہ کام آئے گا اور نہ ہی ایک دوسرے کا تعاون کیا جائے گا۔ اس لئے دنیا میں ہی اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور اپنے ساتھ بہتر زادراہ لے کر جائیں تاکہ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ جائیں اور جنت اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہو۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

فِرْعَوْنَ	اٰلِ	مِّنْ	نَجَّيْنَا + كُمْ	اِذْ	وَ
فرعون	ال	سے	نجات دی ہم نے + تم کو	جب	اور
مضاف الیہ مجرور	مضاف	حرف جر	فعل ماضی، فاعل + مفعول	ظرف زماں	حرف عطف

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

كُمْ	اَبْنَآءَ	يُذَبِّحُوْنَ	الْعَذَابِ	سُوْٓءَ	كُمْ	يَسُوْمُوْنَ
تمہاروں کو	بیٹوں	ذبح کرتے تھے وہ	عذاب	برا	تم کو	چکھاتے تھے وہ
مضاف الیہ (مفعول)	مضاف	فعل مضارع، فاعل	مضاف الیہ (مفعول)	مضاف	مفعول	فعل مضارع، فاعل (ن)

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ

ذٰلِكُمْ	فِيْ	وَ	نِسَآءَ + كُمْ	يَسْتَحْيُوْنَ	وَ
اس	میں	اور	عورتیں + تمہاری کو	زندہ رکھتے تھے وہ	اور
(مجرور) ضمیر جمع مذکر	حرف جر، خبر مقدم	حرف عطف	مضاف + مضاف الیہ مفعول	فعل مضارع فاعل	حرف عطف

بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ {49}

[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو وہ وقت) جب ہم نے تم کو آلِ فرعون سے نجات دی وہ تم کو بدترین عذاب چکھاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش ہے۔

لغوی نکات:

اِذْنَجَّيْنَا + كُمْ + مِنْ اِذْ اس جگہ نصبی حالت پر ہے کیونکہ یہ فعل محذوف کا مفعول بن رہا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے، اُذْكُرُوْا (اِذْ)، اِذْ زمانہ ماضی کے لئے ظرف ہے اور اس کے بعد ہمیشہ جملہ واقع ہوتا ہے اور کبھی جملہ کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے عوض تنوین لاتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں مَتٰى جَاءَكُمُ الْمَوْتُ فَحِيْنَئِذٍ تَعْلَمُوْنَ جب تمہارے پاس موت آئے گی پھر تم کو علم ہو جائے گا۔

اٰلِ فِرْعَوْنَ آل اصل میں اَھل تھا کیونکہ اس کی تصغیر اُھَیْلُ آتی ہے اور کسی چیز کی اصلیت تصغیر سے معلوم کی جاتی ہے۔ قرآن میں اکثر لفظ آل استعمال ہوا ہے، بعض لوگ آل اور اَھل میں فرق اس طرح کرتے ہیں کہ آل صرف معرفہ کی طرف منسوب ہوتا ہے جبکہ اَھل عام ہے۔ معرفہ اور نکرہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ آل صرف خصوصیات اور اہمیت رکھنے والوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے خواہ وہ قرابت کے لحاظ سے ہو یا دینی اعتبار سے۔ آل فرعون، آل قریش، آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آل ابراہیم علیہ السلام اور آل اسکاف بمعنی موچی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ انتہائی حقیر پیشہ ہے اور اَھل میں تصغیر پائی جاتی ہے۔ اگر شہر کی طرف نسبت کریں گے تو اَھْلٌ لائیں گے، آل نہیں کہا جائے گا۔ اھل المدینة کہیں گے آل المدینہ نہیں کہیں گے۔

فِرْعَوْنَ، یہ اسم جنس ہے مصر کا ہر وہ بادشاہ جو ظالم و جابر ہو، اس کو فرعون کہتے ہیں۔ جس طرح نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں فرعون کا نام قابوس یا ولید بن مصعب تھا اور بعض نے کہا کہ یہ فرعون کا نام ہی تھا۔ (واللہ اعلم)

يَسُوْمُوْنَكُمْ يَسُوْمُوْنَ + كُمْ {س و م} باب (ن) سَامَ، يَسُوْمُ، سَوْمًا سے فعل مضارع جمع مذکر غائب + كُمْ ضمیر مفعول (چکھانا) سَوْمَ کا اصل معنی صاحب کشاف نے یہ کیا ہے کسی چیز کی طلب کے لئے نکلنا، معنی اس طرح ہوگا، تمہارے لئے برا عذاب وہ طلب کرتے تھے اور اس کو ہر وقت تم پر مسلط کرتے تھے۔

سُوْٓءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی، یہ مصدر محذوف کی صفت بن رہا ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے يَسُوْمُوْنَكُمْ سَوْمًا سُوْءَ الْعَذَابِ اور يَسُوْمُوْنَكُمْ کا مفعول ثانی بھی بن سکتا ہے (بمعنی بدترین عذاب)

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ　يُذَبِّحُوْنَ {ذ ب ح} باب تفعیل، ذَبَّحَ يُذَبِّحُ سے مضارع جمع مذکر غائب، یہ يَسُوْمُوْنَكُمْ سے بدل واقع ہو رہا ہے۔ یعنی اس عذاب کی نوعیت ذِبْحُ الْاَوْلَادِ تھا۔ اصل ذبح کا معنی حیوان کے حلق کو کاٹنا ہے کیونکہ یہ باب تفعیل ہے جس میں تکثیر کا معنی پایا جاتا ہے کہ وہ تمہارے بیٹوں کو کثرت سے ذبح کرتے تھے۔ عورتوں کو خدمت کیلئے زندہ باقی رکھنا اور بچوں کو ذبح کر ڈالنا انتہائی ذلت و رسوائی کی بات ہے اور باعث عار بھی۔

بَلَآءٌ　{ب ل و} باب (ن) بَلَى يَبْلُوْ سے مصدر، اس کی جمع بَلَايَا ہے، بمعنی آزمانا، امتحان لینا، تجربہ کرنا، ابتلاء، خیر و شر دونوں سے ہوتا ہے۔ وَنَبْلُوْكُمْ بِالْخَيْرِ وَالشَّرِّ فِتْنَةً، ہم تم کو سختی و بھلائی دونوں سے آزماتے ہیں۔ اس آیت میں اگر مراد ابتلاء بالشر ہے تو پھر ان کے بچوں کو ذبح کرنا یہ مراد ہے اور اگر ابتلاء بالخیر ہے تو پھر وہ نعمت جو اللہ نے فرعون اور اس کی آل کو غرق کرنے کی ہے۔ وہ مراد ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی ہے کہ ہم نے تم کو فرعون کے سخت ترین عذاب سے نجات دی۔ یوسف علیہ السلام اور انکا پورا خاندان مصر منتقل ہوکر چار سو سال میں ہر طرف پھیل گیا۔ آل فرعون کو انکے غلبہ سے اپنی ہلاکت کا خدشہ لاحق ہوا اور کسی نجومی نے بھی فرعون کو اس بنی اسرائیل کی نسل سے تباہی کا خطرہ ڈال دیا۔ بہرحال فرعون نے یہ ترکیب سوچی کہ انکی نسل کو ختم کرتے ہیں تو پھر اس نے آیت میں مذکورہ طریقہ اپنایا۔ فرعون کی ہلاکت بنی اسرائیل کیلئے بہت بڑی کامیابی اور باعث نعمت بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا کہ اللہ کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔ وگرنہ آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے۔ اس میں مسلمانوں کیلئے بھی اشارہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ انکی خلاف ورزی نہ کرو اور اسکے نقش قدم پر چل کر اللہ کی رضا حاصل کرو۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ

وَ	اِذْ	فَرَقْنَا	بِ + كُمُ	الْبَحْرَ	فَ	اَنْجَيْنَا	كُمْ
اور	جب	پھاڑا ہم نے	ساتھ + تمہارے	سمندر	تو	نجات دی ہم نے	تم کو
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	حرف جر + مجرور	مفعول	حرف عطف	فعل ماضی، جمع متکلم فاعل	مفعول

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ {50}

وَ	اَغْرَقْنَآ	اٰلَ	فِرْعَوْنَ	وَ + اَنْتُمْ	تَنْظُرُوْنَ
اور	غرق کیا ہم نے	آل	فرعون کو	اور + تم	دیکھ رہے تھے
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم، فاعل	مضاف	مضاف الیہ (مفعول)	عطف + مبتدا	خبر۔ فعل مضارع۔ جمع مذکر مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل) جب ہم نے تمہاری وجہ سے سمندر کو پھاڑ دیا اور آل فرعون کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کردیا۔

لغوی نکات:

فَرَقْنَا {ف ر ق} باب (ض) فَرَقَ يَفْرِقُ سے فعل ماضی جمع متکلم اس کا معنی جدا کرنا، الگ الگ کرنا، پھاڑ دینا ہوتا ہے۔ اگر اس کے بعد اَلْبَحْرَ آئے تو پھر معنی سمندر کو پھاڑ دینا اور اگر اس کے بعد الشَّعر (ش پر زبر) ہوتو پھر معنی بالوں میں مانگ نکالنا ہوتا ہے۔ اس سے فُرقان ہوتا ہے جس کا معنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ فُرقان کتاب اللہ (قرآن) کا نام بھی ہے یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔ اسی طرح جنگ بدر کے دن کو بھی یوم الفرقان کہا گیا ہے یعنی حق و باطل کے درمیان ہونے والی جنگ۔ اسی سے فریق ہے ایک جماعت جو دوسری سے الگ ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی فاروق کہتے ہیں جس کا معنی ہے کہ پیچیدہ امور میں فیصلہ کرنے والا، حق و باطل میں فرق کرنے والا۔

بِكُمْ بِ + كُمْ، یہاں پر ب، ل کے معنی میں ہے فرق کیا تمہارے لئے۔ عربی زبان میں حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور بعض علماء کے نزدیک ب سببیہ ہے بسبب تمہارے۔ اَلْبَحْرَ۔ یہ واحد ہے اس کی جمع اَبْحِرَةٌ آتی ہے اور بُحُوْرَ اور اَبْحَارٌ بھی جمع آتی ہے، اس کا معنی سمندر، دریا ہوتا ہے۔ اصل معنی بحر کا وسیع ہونا ہے کیونکہ نہر اور خلیج کی نسبت سمندر وسیع ہوتا ہے۔ جس شخص کے پاس بہت سا علم ہو اس کو بھی بَحْرٌ کہتے ہیں۔ (بحر العلم) علم کا سمندر۔ بحر سے مراد یہاں بحر قلزم یا بحر احمر ہے۔ دریائے نیل مراد نہیں ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کا راستہ شام کو جانے کے لئے مشرق کی طرف تھا جبکہ دریائے نیل مغرب کی طرف واقع ہے۔ بنو اسرائیل نے بحر قلزم کو شمالی تنگ سرے کے قریب سے اس کو عبور کیا اور جزیرہ نمائے سینا میں قدم رکھا۔

فَاَنْجَيْنٰكُمْ فَ + اَنْجَيْنَا + كُمْ، {ن ج ی} باب افعال سے فعل ماضی معلوم جمع متکلم + فاعل + کُمْ جمع کی ضمیر ہے جو مفعول واقع ہو رہی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ پس نجات دی ہم نے تم کو۔

اَغْرَقْنَآ {غ ر ق} باب افعال سے ماضی جمع متکلم، اس کا معنی غرق کردیا ہم نے، پانی میں ڈبو دیا۔

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ واؤ حالیہ ہے۔ اَنْتَ کی جمع اَنْتُمْ ہے اور تَنْظُرُوْنَ {ن ظ ر} باب (ن) سے مضارع معلوم جمع مذکر حاضر (دیکھنا)۔ یہ جملہ حالیہ کے معنی میں ہے، معنی (نظر ڈالنا، دیکھنا) اور اس کا استعمال عموماً آنکھوں سے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جملے کا معنی یہ ہے۔ اس حال کہ تم فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ یا معنی یہ ہے کہ تم سمندر کو عبور کرتے وقت ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے یا اپنی سالمیت اور آل فرعون کی غرقیت کو دیکھ رہے تھے۔ آل سے مراد اس کی قوم اور اسکے متبعین سب مراد ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس آیت میں اس وقت کی یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کو رات کی

تاریکی میں لے کر نکل پڑے جب فرعون کو ان کے نکلنے کا علم ہوا تو وہ اپنے لشکر سمیت ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ اب بنی اسرائیل کے آگے بحر قلزم تھا اور پیچھے فرعون اور اس کا لشکر، درمیان میں پھنس گئے۔ بھاگنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دریا میں داخل ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے لئے راستہ بنادو۔ چنانچہ دریا دو دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا، درمیان میں راستہ ہوگیا۔ بنی اسرائیل تو صحیح سالم دریا عبور کر گئے لیکن جب فرعون اور اس کا لشکر عبور کرنے کے لئے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو مل جانے کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بڑا انعام کیا۔ ان پر سختی کے دن ختم ہوگئے۔ اب ان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانیں، شرک نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توحید پر چلنے اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ

[redacted]

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ {51}

[redacted]

بامحاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو اس وقت کو) جس وقت ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم (اس وقت) ظالم بن گئے۔

لغوی نکات:

وٰعَدْنَا {و ع د} باب مفاعلہ سے ماضی جمع متکلم اور بعض قراء نے باب مفاعلہ بنانے سے انکار کیا ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ باب مفاعلہ انسانوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے کیونکہ اس میں اشتراک، مِنْ جَانِبَيْنِ ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ (اِشْتِرَاکْ) صحیح نہیں ہے، ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ باب مفاعلہ کبھی کبھی ایک کیلئے بھی ہوتا ہے جس طرح کہتے ہیں دَاوَيْتُ الْعَلِيْلَ، (میں نے بیمار کو دوائی دی)، عَاقَبْتُ اللِّصَّ، (چور کو میں نے سزا دی)۔

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اَرْبَعِيْنَ کا معنی 40 چالیس اور لَيْلَةً کا معنی رات۔ یعنی چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پہلے تیس تھے پھر دس دن مزید

بڑھا کر 40 راتیں کر دیا۔ اکثر مفسرین کے ہاں ذوالقعدہ کا پورہ ماہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے۔ رات کا ذکر کیا دن کا ذکر نہیں کیا کیونکہ رات پہلے اور دن بعد میں ہوتا ہے۔ رات غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق کے وقت کا نام ہے۔

الْعِجْلَ {ع ج ل} یہ اِتَّخَذَ کا مفعول بنتا ہے۔ گائے کے بچے کو عِجْل کہتے ہیں۔ سامری نے وہ مورت بچھڑے کی شکل پر بنائی تھی۔

مِنْۢ بَعْدِهٖ موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان لوگوں نے بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی۔

ظٰلِمُوْنَ {ظ ل م} باب (ض) سے اسم فاعل ہے، اس کی جمع ظَالِمُوْنَ ہے اور ظَالِمُوْنَ خبر ہونے کی بنا پر مرفوع رفعی حالت ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے فرعون کو لشکر سمیت غرق کرکے اور بنی اسرائیل کو نجات دیکر موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) دینے کیلئے 40 دن کیلئے طور پہاڑ پر بلایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا کر وہاں چلے گئے۔ بعد میں سامری نے بنی اسرائیل سے تمام زیور اکٹھے کرکے اسکو پگھلا کر بچھڑے جیسی شکل بنا کر اسکی پوجا شروع کر دی اور بہت بڑے ظلم (شرک) کا ارتکاب کیا۔ ہارون علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ تیری قوم نے تیرے ادھر آنے کے بعد یہ کرتوت کیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام غصے کی حالت میں واپس پلٹے۔ غصے میں اپنے بھائی کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے اور تورات کی تختیاں پھینک دیں پھر سامری پر غصہ کیا۔

بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کو پوجنا شروع کیا تو ظالم (مشرک) ٹھہرے۔ آج ہمارے مسلمانوں نے نہ جانے کتنے بچھڑوں کی پوجا شروع کی ہوئی ہے۔ یہ بہت بڑا شرک ہے جسکو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ کو اسکی ذات، صفات، اسماء میں یکتا تسلیم کرکے صحیح معنوں میں عمل کریں۔ یہ توحید ہی اصل قیمتی چیز ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ مشرک کے تمام اعمال برباد اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ اللہ تعالیٰ عذاب جہنم سے پناہ دے۔ امین

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

ذٰلِكَ	بَعْدِ	مِّنْ	كُمْ	عَنْ	عَفَوْنَا	ثُمَّ
اس کے	بعد / پیچھے	سے	تم	سے	معاف کیا ہم نے	پھر
مضاف الیہ	مضاف	حرف جر	مجرور	حرف جر	فعل ماضی + فاعل	حرف تراخی

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ {52}

تَشْكُرُوْنَ	كُمْ	لَعَلَّ
شکر گزار ہو جاؤ	تم	تاکہ
فعل مضارع + فاعل ۔ لَعَلَّ کی خبر	لَعَلَّ کا اسم	حرف مشبہ بالفعل

بامحاورہ ترجمہ: پھر ہم نے تم کو اس (بچھڑے کو معبود بنانے) کے بعد معاف کر دیا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

لغوی نکات:

ثُمَّ — یہ حرف عطف ہے۔ ترتیب اور تراخی کے لئے مستعمل ہے اور کبھی کبھی اس پر (ت) بھی آتی ہے۔ کہتے ہیں ثُمت (پھر)

عَفَوْنَا — {ع ف و} باب (ن) سے فعل ماضی جمع متکلم اور اس کا معنی ہے ہم نے (گناہ کو) معاف کر دیا، درگزر کرنا، جرم کو بخشنا، سزا کو چھوڑ دینا، عقوبت یا کسی سے بدلہ لینے سے دستبردار ہو جانا۔

تَشْكُرُوْنَ — {ش ک ر} باب (ن) (شَكَرَ، يَشْكُرُ، شُكْرَانًا) سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر، (اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا) (معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بہت بڑے جرم کو معاف کر دیا ہے جو تم نے گائے کے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا۔ اب تم اس اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔ وگرنہ تم کو اس جرم کی پاداش میں تہس نہس کر کے رکھ دیتا۔ اسلام میں شکر سے مراد یہ ہوتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر پہچانے اور اسکی نعمتوں کا صحیح استعمال کرے۔ ناشکری اور ناقدری نہ کرے)۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ بات باور کرائی ہے کہ دیکھو تم نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک بچھڑے کو معبود بنالیا اور یہ فی الحقیقت بہت بڑا جرم تھا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ جرم معاف کر دیا کہ شاید یہ اب راہ راست پر آ جائیں اور اللہ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ اس میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم بھی شرک و کفر سے توبہ کر کے خالص اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو تسلیم کریں اور اسکی عبادت کریں۔ اس میں ہماری نجات ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حتی الوسع شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اس میں ہماری ترقی کا راز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ "اگر تم نے میرا شکریہ (نعمت کے مقابلہ میں) ادا کیا تو میں تم کو مزید دونگا" اور اگر کفر کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا لطف و کرم ہے کہ انسان خطائیں کرتا ہے مگر اللہ ان سے چشم پوشی کرتا ہے۔ انسان جونہی اسکے سامنے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے اور آئندہ برائی سے باز رہنے کا اقرار کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے جسطرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ترجمہ: "اگر تم اللہ کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کریگا"

وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

الْكِتٰبَ	مُوْسَى	اٰتَيْنَا	اِذْ	وَ
کتاب (تورات)	موسیٰ علیہ السلام کو	دی ہم نے	جب	اور
مفعول ثانی معطوف علیہ	مفعول اوّل	فعل ماضی + فاعل	ظرف زمان	حرف عطف

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ {53}

تَهْتَدُوْنَ	كُمْ	لَعَلَّ	الْفُرْقَانَ	وَ
ہدایت پا جاؤ	تم	تاکہ	فرقان (فرق کرنے والی)	اور
فعل مضارع، فاعل (لَعَلَّ کی خبر)	لَعَلَّ کا اسم	حرف مشبہ بالفعل	معطوف	حرف عطف

بامحاورہ ترجمہ: اور (تم اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) اور فرقان (حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی تھی) دی تا کہ تم ہدایت یافتہ ہوجاؤ۔

لغوی نکات:

إِذْ ظرف زمان۔ یہ اصل میں اُذْکُرُوْا (فعل امر محذوف) کا مفعول بنتا ہے اور اکثر طور پر اُذْکُرُوْا کو حذف کردیا جاتا ہے۔

آتَيْنَا {ء ت ی} باب (افعال) اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ سے فعل ماضی جمع متکلم آنا، دینا، یہاں پر دوسرا معنی مراد ہے یعنی ہم نے دی۔ (الکتاب) یہاں پر تمام مفسروں کے نزدیک کتاب سے مراد تورات ہے۔

(الفرقان) فرقان سے کیا مراد ہے۔ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے تورات اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرقان دی۔ ان کے نزدیک فرقان قرآن مجید کے ساتھ مختص ہے جبکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسٰى وَهَارُوْنَ الْفُرْقَانَ کہ ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرقان دی۔ لیکن علامہ زجاج نے کہا کہ یہاں فرقان سے مراد کتاب تورات ہی ہے تاکید کے لئے اس کو دوبارہ بیان کردیا گیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ فُرْقَانٌ سے مراد وہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ دیں۔ لاٹھی، ہاتھ کا سفید ہونا وغیرہ۔ قرآن کے علاوہ تورات و انجیل بھی الہامی کتب ہونے کی وجہ سے الفرقان ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں آیت میں (واؤ) صلہ بن رہی ہے۔ اس شکل میں اس کا معنی آتَيْنَا مُوسٰى الْكِتَابَ الْفُرْقَانَ اور واؤ کبھی کبھی صفات میں زائد ذکر کی جاتی ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ یہ تورات جامع کتاب بھی ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی بھی ہے اور ایک معنی یہ ہے کہ فرقان سے مراد قوم موسیٰ علیہ السلام و قوم فرعون کے درمیان فرق ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور قوم فرعون کو غرق کردیا۔ لیکن ان توجیہات میں سے سب سے زیادہ مناسب بھی ہے کہ اس سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ ملی تھیں۔ لاٹھی اور ہاتھ کا سفید ہونا تا کہ عطف کا فائدہ اپنی جگہ برقرار رہے۔

تفسیری آیات: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو وہ وقت یاد کرا رہے ہیں کہ جب تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر پوجنا شروع کردیا اور شرک عظیم کا ارتکاب کیا لیکن ہم نے تم کو اپنی رحمت سے معاف کردیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ایسی بہترین کتاب دی جس میں تمہارے لئے زندگی بسر کرنے کا مکمل قانون اور ہدایت نامہ تھا۔ اس کے ذریعے سے حق و باطل، حلال و حرام، نیک و بد کی تمیز ہوتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اگر تم نے اس کتاب اور احکام الٰہی سے روگردانی کی تو تم کو سخت ترین سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس میں ہمارے لئے بھی درس ہے کہ ہم قرآن مجید کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور اپنا ہر قول و فعل کتاب و سنت کی روشنی میں درست کریں۔ حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا کریں اور حلال و حرام کی تمیز کو ہر وقت پیش نظر رکھیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

قَوْمِ	يَا	ٖهٖ	قَوْمِ	لِ	مُوْسٰى	قَالَ	اِذْ	وَ
قوم میری	اے	اپنی کے	قوم	واسطے	موسیٰ علیہ السلام نے	کہا	جب	اور
منادی	حرف ندا	مضاف الیہ	مجرور مضاف	حرف جر	فاعل	فعل ماضی	ظرف زمان	حرف عطف

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

كُمُ	اتِّخَاذِ	بِ	كُمْ	اَنْفُسَ	ظَلَمْتُمْ	كُمْ	اِنَّ
تمہارے	پکڑنے	بسبب	اپنی پر	جانوں	ظلم کیا تم نے	تم	بے شک
مضاف الیہ	مجرور مضاف	سببیہ/ جارہ	مضاف الیہ	(مفعول) مضاف	فعل ماضی	اسم	حرف مشبہ بالفعل

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

كُمْ	اَنْفُسَ	فَ+اقْتُلُوا	كُمْ	بَارِىِٕ	اِلٰى	تُوْبُوْا	فَ	الْعِجْلَ
اپنی کو	جانوں	تو + قتل کرو تم	اپنے کے	خالق	طرف	توبہ کرو	تو	بچھڑے کو معبود
مضاف الیہ (مفعول)	مضاف	حرف + فعل امر جمع	مضاف الیہ	مضاف	حرف جر	فعل امر جمع مذکر	حرف	مفعول

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ فَتَابَ

فَ+تَابَ	كُمْ	بَارِىِٕ	عِنْدَ	لَ+كُمْ	خَيْرٌ	ذٰلِكُمْ
تو+رجوع کیا اس نے	تمہارے کے	خالق	پاس	واسطے + تمہارے	بہتر ہے	یہ
حرف +فعل ماضی	مضاف الیہ	مضاف الیہ مضاف	ظرف مکان مضاف	جار + مجرور	خبر	اسم اشارہ (مبتدا)

عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ {54}

الرَّحِيْمُ	التَّوَّابُ	هُوَ	هٗ	اِنَّ	كُمْ	عَلَىٰ
بہت رحم فرمانے والا	بہت زیادہ توبہ قبول کرنیوالا	وہی/ہی ہے	وہ	بے شک	تمہارے	اوپر
مبالغہ خبر نمبر 2	مبالغہ خبر نمبر 1	ضمیر حصر	اسم اِنَّ کا	حرف مشبہ بالفعل	مجرور	حرف جر

بامحاورہ ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنی جانوں پر بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے بہت بڑا ظلم (شرک) کیا ہے تو اب تم اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرو، وہ اس طرح کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ تمہارے خالق کے ہاں یہ (قتل) بہت بہتر کام ہوگا، اگر تم اس طرح کرو گے تو یقینا اللہ تعالیٰ بھی رجوع کرے گا کیونکہ وہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

لغوی نکات:

یٰقَوْمِ یَا حرف ندا ہے قَوْمِ منادیٰ ہے۔ اصل میں قَوْمِیْ تھا ی کو گرا دیا قَوْمِ رہ گیا۔ یہاں قوم سے مراد وہ خاص گروہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا کر اس کی پوجا شروع کردی تھی۔ قَوْمِ دراصل اسم جمع ہے اس کے لفظوں سے جمع نہیں آتی۔ بعض نے اس کی جمع اَقْوَام کہی ہے لیکن بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔ (قوم اکثر طور پر مردوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح قرآن میں ہے لَایَسْخَرْ قَوْمٌ اور پھر آگے فرمایا، وَلَانِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ تو یہاں قوم سے مراد مرد ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں نساء (عورت) لائے ہیں لیکن کبھی کبھی اس کا اطلاق زن و مرد دونوں پر ہوتا ہے جس طرح فرمایا، اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ یہاں قوم میں مرد و عورت دونوں مراد ہیں۔

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ {ظ ل م} باب (ض) سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب + فاعل ہے (ظلم کرنا) اَنْفُسَكُمْ، اَنْفُسَ مضاف اور کُمْ مضاف الیہ ہے۔ مضاف مضاف الیہ مل کر ظَلَمْتُمْ کا مفعول بنتا ہے۔ یہاں ظلم سے مراد وہ شرک ہے جو انہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا۔

بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ بِ + اِتِّخَاذِ + کُمْ + الْعِجْلَ، {ء خ ذ} باب افتعال سے مصدر مضاف + مضاف الیہ اس کا معنی ہے کسی چیز کو حاصل کرنا، پکڑنا اور یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور جعل کے قائم مقام ہوتا ہے جس طرح فرمایا، لَاتَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِيَاءَ اور۔ العجل، اتخاذ مصدر کا مفعول نمبر 1 بنتا ہے اور مفعول نمبر 2 محذوف ہے جو کہ اِلٰهًا ہے۔ پورا معنی یہ ہے بسبب پکڑنے تمہارے بچھڑے کو معبود۔

تُوْبُوْا {ت و ب} باب (ن) تَابَ يَتُوْبُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (توبہ کرنا)

بَارِئِكُمْ بَارِئِ + کُمْ، {ب ر ء} باب (ف) بَرَأَيَبْرَأُ سے اسم فاعل مضاف + مضاف الیہ، پیدا کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے۔ بارئ کا معنی خالق اور بعض نے بارئ اور خالق کے درمیان یہ فرق کیا ہے کہ خالق ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرنے والا اور بارئ نئے سرے سے بنانے والا، بغیر مادہ کے وجود میں لانے والا۔ گویہ خلق عام ہے اور باری خاص ہے جو ہر روح کو پیدا کرنے والا۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ذٰلِكُمْ: اسم اشارہ ہے اور اس کا مشار الیہ القتل ہے۔ معنی یہ ہے کہ یہ قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر

ہے۔ شرک جیسے عظیم گناہ کی تلافی اسی طریقے سے ممکن ہے۔

فَتَابَ ف + تَابَ۔ ف یا تو جواب شرط یا جزاء کے طور پر آئی ہے شرط اس طرح ہے۔ اِن فَعَلْتُمْ مَا اُمِرَلَکُمْ فَتَابَ یعنی اگر تم نے اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے قتل نفس کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر رجوع کرے گا۔ تمہارا گناہ معاف کرے گا ورنہ نہیں یا معنی یہ ہے کہ جب تم اپنے نفسوں کو قتل کر چکے ہو تو باقی افراد کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہے ان کا گناہ معاف کر دیا ہے۔

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور دونوں اِنَّ کی خبریں ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء ہے یعنی تمہارے بڑے گناہ (شرک) کو معاف کر دیا ہے کیونکہ تَوَّابٌ ہے اور رَحِیْمٌ اس طرح ہے کہ ان کے حکم قتل کو چند افراد پر لاگو کرے باقی پر رحم فرمایا اور حکم منسوخ کر دیا۔ سب قتل نہیں ہوئے کیونکہ وہ رحیم ہے اور وہ اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے۔

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد کرا رہے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد قوم نے سامری کے بہکاوے میں آ کر شرک کا ارتکاب کر لیا۔ پیغمبر کی غیر موجودگی میں راہ راست سے اتر گئی۔ اب اس کی تلافی و معافی ایک دوسرے کو قتل کرنے کے عوض آئی۔ جب بنی اسرائیل نے یہ حکم الٰہی مان لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اس میں ہمارے لئے درس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے اور اگر کبھی شیطانی بہکاوے میں آ کر غلط کام کر بیٹھے تو جلدی جلدی اللہ تعالیٰ سے گناہ کی معافی مانگ کر استغفار کرتا رہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات معاف کر دے گی کیونکہ وہ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ

نُّؤْمِنَ	لَنْ	مُوْسٰی	یَا	قُلْتُمْ	اِذْ	وَ
ایمان لائیں گے ہم	ہرگز نہیں	موسیٰ علیہ السلام	اے	کہا تم نے	جب	اور
مضارع جمع متکلم	حرف ناصبہ	منادی	حرف ندا	فعل ماضی + فاعل	ظرف زمان	حرف عطف

لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ

الصّٰعِقَۃُ	اَخَذَتْ + کُمْ	فَ	جَھْرَۃً	اللّٰہَ	نَرَی	حَتّٰی	لَ + کَ
بجلی کی کڑک نے	پکڑ لیا + تم کو	پس	علانیہ، واضح	اللہ تعالیٰ کو	دیکھ لیں ہم	یہاں تک	لئے، واسطے + آپ کے
فاعل	فعل ماضی + مفعول	حرف	حال	مفعول	مضارع جمع متکلم	ناصبہ	جار + مجرور

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ {55}

[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت تم نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو واضح نہ دیکھ لیں۔ اس کے بعد تم پر سخت چیخ آئی اور تمہیں دیکھتے دیکھتے موت کی وادی میں پہنچا دیا۔

لغوی نکات:

وَاِذْ واوٗ عاطفہ ہے جس کا ماقبل سے تعلق ہے اور اُس پر اِس کا عطف ہے اور اِذْ ظرف زماں ہے جوکہ مبنی ہے اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ (جب)

قُلْتُمْ {ق و ل} باب (ن) قَالَ یَقُوْلُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، اجوف واوی ہے اصل میں قَوَلْتُمْ تھا تعلیل کے بعد قُلْتُمْ رہ گیا۔

لَنْ نُّؤْمِنَ لَنْ حرف ناصبہ ہے جوکہ مضارع کے آخر کو نصب دیتا ہے۔ نفیِ استقبال کا فائدہ دیتا ہے۔ نُؤْمِنَ {ء م ن} باب افعال سے مضارع جمع متکلم، اس کا معنی ہے کہ ہرگز ہم ایمان نہ لائیں گے، ہرگز یقین نہ کریں گے۔

حَتّٰی حَتّٰی کے بعد فعل مضارع کا آخر منصوب ہوتا ہے۔ لیکن حَتّٰی کی وجہ سے نہیں بلکہ وہاں اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی حَتّٰی کے بعد اسم مجرور ہوتا ہے۔ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ، حَتّٰی حِیْنٍ اور اس میں غائت کا معنی پایا جاتا ہے۔

نَرٰی {ر ء ی} باب (ف) (رَاٰی، یَرٰی، رَاْیاً، وَرُوْیَۃً) سے مضارع معلوم جمع متکلم، یَرٰی اصل میں یَرْاٰیُ تھا اور اصل کا استعمال بہت نادر ہی ہوتا ہے۔ بصارت یا بصیرت سے دیکھنا۔ اس کا امر "رَ" آتا ہے۔ کبھی یَرٰی کا معنی گمان بھی ہوتا ہے پھر اس وقت مضارع مجہول کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اگر اَرٰی یُرِیْ باب افعال سے ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے دکھانا۔ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا ہم انکو اپنی نشانیاں ضرور دکھائیں گے۔

جَهْرَۃً {ج ه ر} باب (ف) جَهَرَ یَجْهَرُ سے جَهْرَۃً ہ ساکن مصدر ہے جس کا معنی ہے ظاہر، سامنے، کھلم کھلا دیکھنا، آواز بلند کرنا۔ لیکن یہاں پر آواز والا معنی مراد نہیں ہے بلکہ پہلا والا معنی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ جَهْرَۃً حال واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ایک قرأت میں جَهَرَۃً۔ ہ پر زبر ہے۔ اس شکل میں یہ جَاهِرٌ اسم فاعل کی جمع ہوگی۔

الصّٰعِقَۃُ اس کو الصَّاعِقَۃُ بھی لکھا جاسکتا ہے۔ یہ اَخَذَتْکُمْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے امام راغب ﷫ نے کہا ہے کہ صَاعِقَۃُ کے تین معنی ہیں۔

① موت، ہلاکت جس طرح فرمایا فَصَعِقَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ یہاں صَعِقَ بمعنی موت ہے۔ اسی طرح اس آیت اَخَذَتۡکُمُ الصّٰعِقَۃُ میں ہے۔

② دوسرا معنی عذاب ہے جس طرح فرمایا اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً کہ میں تم کو صاعقۃ (عذاب) سے ڈراتا ہوں۔

③ آگ اور بجلی کی کڑک ہے جس طرح فرمایا، یُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ کہ وہ ذات بجلیاں بھیجتی ہے۔لیکن آخر میں فرمایا کہ یہ تینوں صاعقۃ کے آثار ہیں۔ اصل معنی تو فضا میں سخت آواز کو کہتے ہیں اور پھر اس سخت آواز سے کبھی آگ پیدا ہوتی ہے جو کبھی عذاب اور کبھی موت تک نوبت آجاتی ہے۔

تَنۡظُرُوۡنَ {ن ظ ر} باب (ن) مضارع مخاطب۔ یہ جملہ حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تم اس صاعقۃ (کڑک) کی ابتدائی حالت کو دیکھ رہے تھے کیونکہ صاعقہ کی آخری گھڑی پر تو ان کو موت آگئی تھی۔ یہاں موت سے مراد بے ہوشی ہے جس طرح خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا میں بمعنی بے ہوشی ہے۔

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر کتاب لینے گئے بعد میں ان کی قوم نے بچھڑے کی پوجا کر کے شرک جیسے گناہ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے پھر قوم کی توبہ (جو ایک دوسرے کو قتل کی شکل میں تھی) کے بعد 70 آدمی منتخب کر کے اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے، انہیں پہاڑ کے دامن میں بٹھا کر خود اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ جب واپس آگئے تو قوم کہنے لگی کہ ہم آپ کی بات کو تب تسلیم کریں گے جب ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھیں گے تو اس عجیب سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت آواز آئی جس سے وہ بے ہوش ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کردیا جس کا تذکرہ اگلی آیت میں آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

رویت باری تعالیٰ میں عموماً افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ معتزلہ وغیرہ تو رویت باری تعالیٰ کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ رویت اس دنیا اور آخرت میں بالکل محال ہے۔ جبکہ صوفیا کا کہنا یہ ہے کہ یہ اس دنیا میں بھی ممکن ہے اور واقع ہوئی ہے۔ پتہ نہیں ان کے لئے کیسے واقع ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو تو یہ رویت ہو نہ سکی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نُوۡرٌ اَنّٰی اُرَاہُ (صحیح مسلم)، کہ وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ رویت باری اس دنیا میں غیر ممکن ہے کیونکہ بشری قوت انتہائی کمزور ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ آخرت میں مومنوں کو یہ شرف جنت میں بخشیں گے۔ ان کی اس کمزوری کو طاقت بخشیں گے۔

ثُمَّ بَعَثۡنٰکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِکُمۡ

[redacted]

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ {56}

لَعَلَّ + كُمْ	تَشْكُرُوْنَ
تاکہ + تم	شکر گزار بنو
حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل مضارع مخاطب

بامحاورہ ترجمہ: پھر ہم نے تم کو تمہارے مرنے کے بعد زندہ کر دیا تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

لغوی نکات:

ثُمَّ — یہ تراخی کے لئے ہے، ویسے یہ حرف عطف سے ہے۔ (پھر)

بَعَثْنٰكُمْ — بَعَثْنَا + كُمْ {ب ع ث} باب (ف) بَعَثَ، يَبْعَثُ بَعْثًا سے فعل ماضی جمع متکلم (فاعل) + كُمْ مفعول ہے۔ اس کا معنی اٹھانا، زندہ کرنا ہوتا ہے، اس سے يَوْمُ الْبَعْثِ۔ قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کا دن۔

تفسیری نکات: مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور اصل زندگی (جنت یا جہنم) کی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنی قدرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں جس طرح یہاں کیا کہ پہلے قوم موسیٰ علیہ السلام کو مار دیا پھر ان کو دوبارہ زندہ کر دیا تاکہ لوگ اللہ کا شکر ادا کریں۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا

وَ	ظَلَّلْنَا	عَلَىٰ + كُمْ	الْغَمَامَ	وَ	اَنْزَلْنَا
اور	سایہ کیا ہم نے	اوپر + تمہارے	بادلوں کا	اور	اتارا ہم نے
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم، فاعل	حرف جر + مجرور	مفعول	حرف عطف	فعل + فاعل

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط كُلُوْا مِنْ

عَلَىٰ + كُمْ	الْمَنَّ	وَ	السَّلْوٰى	كُلُوْا	مِنْ
اوپر + تمہارے	مَنْ	اور	سلویٰ کو	کھاؤ تم	سے
جار + مجرور	مفعول، معطوف علیہ	حرف عطف	معطوف	فعل امر جمع مذکر	حرف جر

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَ

طَيِّبٰتِ	مَا	رَزَقْنَا+كُمْ	وَ	مَا	ظَلَمُوْ+نَا	وَ
پاک (اجناس)	جو	رزق دیا ہم نے + تم کو	اور	نہیں	ظلم کیا انہوں نے + ہم پر	اور
مجرور	موصولہ	فعل ماضی، فاعل +مفعول	حرف عطف	نافیہ	فعل ماضی، فاعل +مفعول	حرف عطف

لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ {57}

لٰكِنْ	كَانُوْٓا	اَنْفُسَ+هُمْ	يَظْلِمُوْنَ
لیکن	تھے وہ	جانوں + اپنی پر	ظلم کرتے
استدراک	فعل ماضی + اسم	کَانُوْا کی خبر۔مضاف +مضاف الیہ مفعول بہ مقدم	فعل مضارع جمع مذکر غائب

بامحاورہ ترجمہ: اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من اور سلوی اتارا (اور کہا) کہ جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے، اس میں سے پاک چیزوں کو کھاؤ اور انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا لیکن وہ اپنی جانوں پر ہی ظلم وستم ڈھاتے تھے۔

لغوی نکات:

ظَلَّلْنَا {ظ ل ل} باب تفعیل. ظَلَّلَ. يُظَلِّلُ. تَظْلِيْلًا سے ماضی جمع متکلم (ہم نے سایہ فگن کردیا) اَلْغَمَامَ یہ ظَلَّلْنَا کا مفعول بنتا ہے۔ اسم جنس ہے جس کا معنی بادل ہوتا ہے۔ بادلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سَحَابٌ، عَارِضٌ، مُعْصِرَاتٌ، مُذْنٌ اور صَيِّبٌ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہر قسم کے بادل کو سَحَابٌ کہتے ہیں اور غَمَامٌ. غَمَّةٌ، ڈھانک لینا۔ وہ بادل ہے جو تہہ بہ تہہ ہوکر گاڑھا ہوجائے اور سورج کی روشنی کو زمین تک آنے سے روک دے۔

اَلْمَنَّ یہ اَنْزَلْنَا کا مفعول بنتا ہے۔ اصل معنی احسان وفضل ہوتا ہے کیونکہ بنی اسرائیل پر بڑا فضل تھا کہ مَنّ جیسی نعمت سے ان کو نوازا گیا۔ لیکن یہاں مراد اسم جنس ہے، وہ چیز جس میں حلوہ و مٹھاس ہو، یہ درخت یا پتھر پر اترتی تھی۔ امام شوکانی ﷫ فرماتے ہیں شبنم، شبنمی گوند جو آسمان سے درخت یا پتھر پر اترتی تھی۔

سَلْوٰى یہ سلا سے ہے جو چیز تسلی دے، پرندہ، جس کو (بٹیر) کہتے ہیں یا بٹیروں کی طرح تھا، اس کا شکار نہایت آسان تھا، اس کی اڑان نیچی ہوتی تھی اور بڑی آسانی سے شکار ہوجاتا تھا۔

كُلُوْا {ء ك ل} باب (ن) اَكَلَ، يَاْكُلُ سے فعل امر (اصل میں اُءْكُلُوْا تھا تعلیل کے بعد كُلُوْا ہوگیا) تم کھاؤ

طَيِّبٰتِ طَيِّبَةٌ کی جمع ہے، حالت جری، مفعول، پاک چیزیں، وہ چیز جو فی نفسہٖ حلال ہو اور اس کے حصول کے ذرائع بھی جائز اور حلال ہوں۔ رشوت، چوری، ڈاکہ اور غبن وغیرہ سے نہ حاصل کیا گیا ہو۔

مَا رَزَقْنٰكُمْ مَا موصولہ ہے اور رَزَقْنٰكُمْ {ر ز ق} باب (ن) سے ماضی۔ جمع متکلم + كُمْ ضمیر جمع مفعول (جو رزق دیا ہم نے تم کو)

وَمَا ظَلَمُوْنَا مَا نافیہ اور ظَلَمُوْنَا باب (ض) سے ماضی، فاعل (نا) مفعول (اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر) یعنی انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لٰكِنْ، استدراک کے لئے یعنی حقیقت کو جاننے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس سے پہلے نفی ہوتی ہے اور اس کے بعد میں اثبات ہوتا ہے۔ كَانُوْا فعل ناقص هُمْ اس کا اسم ہے اور اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسَ + هُمْ) مفعول مقدم ہے۔ نفس کی جمع ہے (روح / جان) یہ جملہ بن کر یعنی يَظْلِمُوْنَ فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے مل کر كَانُوْا کی خبر ہے۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی اور حدود خداوندی سے تجاوز خود اپنے اوپر ظلم کرنا ہے، اس سے عذاب الٰہی کا وقوع ظہور پذیر ہوسکتا ہے۔

تفسیری نکات: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے احسان یاد دلائے ہیں تاکہ ان کے پیش نظر اپنی گندی عادتوں کو چھوڑ کر صراط مستقیم کا راستہ اختیار کریں۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے رویت باری تعالیٰ کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کردی پھر موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو زندہ کردیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کو اللہ تعالیٰ سے غلط قسم کے مطالبے نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ پھر اس کی سزا بھی سخت ہے۔

ہم مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو جو صحیح سند کے ساتھ مل جائے، بلا چون و چرا اس کو تسلیم کریں اور اس میں خوامخواہ کی نکتہ چینی، دلیل بازی اور موشگافی پیدا نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے انسان کے اندر کٹ حجتی کی بری عادت پڑ جاتی ہے اور پھر انسان مختلف بہانوں سے عمل سے جی چراتا ہے اور صرف باتوں پر ہی اکتفا کرتا ہے۔

بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد چالیس سال تک جزیرہ نمائے سینا کے سنسان صحرا میں پریشان پھرتے رہے۔ سایہ نہ ہونے سے دھوپ سے گھبرا اٹھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کا سایہ کردیا اور خوراک کے لئے من وسلویٰ عطا فرمایا جو انہیں بغیر کسی مشقت کے حاصل ہوتی۔ پھر ان کو ذخیرہ سے منع کرنے کے باوجود انہوں نے ذخیرہ کرنا شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس سے نعمت آنا بند ہوگئی تو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے ممکن ہے کہ اسے ان نعمتوں سے محروم کردیا جائے۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا

[redacted]

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ

[redacted]

سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

[redacted]

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ {58}

[redacted]

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل کو جب کہا کہ اس بستی میں داخل ہوجاؤ اور جہاں سے چاہتے ہو کھلا کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوجاؤ اور ساتھ حِطَّةٌ کا لفظ بولو (گناہوں کی معافی مانگنا) جواباً ہم تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ دیں گے

لغوی نکات:

اُدْخُلُوْا {دخل} باب (ن) دَخَلَ، يَدْخُلُ دَخُوْلاً سے فعل امر جمع مذکر (داخل ہوجاؤ تم)

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ هٰذِهٖ اسم اشارہ قریب برائے مؤنث، اَلْقَرْيَةَ، مشارالیہ، یہ منصوب ظرفیت کی وجہ سے یا مفعول ہونے کی وجہ سے ہے، (اس بستی میں)

كُلُوْا {ء ك ل} باب (ن) اَكَلَ، يَاْكُلُ، سے فعل امر، جمع مذکر حاضر، (کھاؤ تم سب)

مِنْهَا مِنْ + هَا = هَا ضمیر تانیث، قَرْيَةَ (بستی) کی طرف راجع ہے، [اس (بستی) سے]

حَيْثُ (حَيْثُ) ظرف مکان ہے اور مبنی علی الضم ہے، یعنی اسکے آخری کلمے (ثُ) پر پیش تبدیل نہیں ہوتی۔ (جہاں سے، جس

جگہ سے)

شِئْتُمْ {ش ی ء} باب (ف) شَاءَ، يَشَاءُ (شَيْءٌ) یا (مَشِيْئَةٌ) سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، اصل میں شَيِئْتُمْ تھا (ی) پر زیر ہے، توی کا ثقل دور کرنے کے لئے ی کا کسرہ ماقبل کو دے کری کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا اور ش کے نیچے زیر دی گئی تا کہ معلوم ہو کہ یہاں اصل میں محذوف ی ہے، باقی رہ گیا شِئْتُمْ۔ (چاہنا)

رَغَدًا باب (س) رَغِدَ، يَرْغَدُ مصدر رَغَدًا ہے اور صفت مشبہ ہوکر استعمال ہوا ہے اور یہ رَاغِدٌ کی جمع بھی ہوسکتی ہے۔ جس طرح خَادِمٌ کی جمع خَدَمٌ ہوتی ہے، یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یا یہ كُلُوْا کی ضمیر سے حال ہورہا ہے۔ اس کا معنی خوب، کھلا، اچھی طرح، وسیع، بافراغت۔

الْبَابَ جمع اَبْوَابٌ ہے، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ الباب کو معرفہ لایا گیا یعنی خاص دروازہ یا بیت المقدس کا خاص دروازہ، پھاٹک جس کو آج کل باب حطہ کہتے ہیں۔

سُجَّدًا {س ج د} باب (ن) سے اسم فاعل، سَاجِدٌ کی جمع ہے۔ یہ منصوب اس لئے ہے کہ اُدْخُلُوْا کی ضمیر اَنْتُمْ سے حال واقع ہورہا ہے۔ بعض نے اس کا لغوی معنی تذلیل، انکسار، خشوع وخضوع اور بعض نے شرعی معنی مراد لیا ہے کہ سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے شہر میں داخل ہوجاؤ۔

قُوْلُوْا {ق و ل} باب (ن) (قَالَ، يَقُوْلُ) سے فعل امر، جمع مذکر (کہو تم)

حِطَّةٌ {ح ط ط} باب (ن) (حَطَّ، يَحُطُّ) حَطًّا، حَطَّ کا اصل معنی نازل ہونا، اوپر سے نیچے اترنا، بوجھ اتارنا، معاف کرنا اس سے فعل امر حُطَّ ہے یعنی حُطَّ عَنَّا ذُنُوْبَنَا ہمارے گناہوں کو معاف فرما ہے۔ یہ مرفوع ہے مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے۔ اصل تقدیر اس طرح ہے --- مَسْأَلَتُنَا۔ کہ ہمارا مسئلہ یہ ہے حِطَّةٌ۔ کہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ یہ حَطَّ۔ مبتدا+ خبر مل کر قُوْلُوْا کا مفعول بن جائے گا۔

نَغْفِرْ لَكُمْ {غ ف ر} باب (ض) غَفَرَ يَغْفِرُ سے مضارع، جمع متکلم، اس کا آخر (ر) مجزوم اس لئے ہے کہ جواب امر ہے (ہم معاف کردیں گے، ڈھانپ دیں گے) لَكُمْ، لَ اصل میں لِ ہے + كُمْ، (تمہارے لئے، تم کو)

خَطَايَا+ كُمْ خَطِيْئَةٌ {خ ط ء} اس کی جمع خَطَايَا ہے یہ نَغْفِرْ کا مفعول مضاف + كُمْ (مضاف الیہ)، تمہارے گناہ، لغزشیں، غلطیاں، بلا ارادہ سرزد ہونے والا گناہ ---

سَنَزِيْدُ سَ + نَزِيْدُ = سَ مضارع پر داخل ہوکر اس کو مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے (عنقریب)۔ نَزِيْدُ {ز ی د} باب (ض) زَادَ، يَزِيْدُ، مضارع جمع متکلم، (ہم زیادہ دیں گے)

الْمُحْسِنِيْنَ {ح س ن} باب افعال، اَحْسَنَ، يُحْسِنُ سے اسم الفاعل، جمع مذکر واحد مُحْسِنٌ، مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصبی ہے۔ اچھی طرح سے نیکی کرنے والا، احسان کرنے والا، یعنی اس حکم کی تعمیل پر تم میں سے جو گنہگار ہیں ان کی توبہ

قبول فرمائیں گے اور جو پہلے ہی نیک اور فرمانبردار ہیں، ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیں گے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے یہ پیغام دیا کہ میں ان کو بستی (اریحا) جو کہ دریائے اردن کے پار تھی اور کنعان کی زمین میں شمار ہوتی تھی، عطا کردوں گا۔ وہاں کھلے میوے کھانا لیکن شرط یہ ہے کہ جب اس بستی میں داخل ہونا ہے تو (پہلی شرط یہ ہے کہ) لفظ (حِطَّةٌ) (گناہوں کی معافی) کہنا اور (دوسری شرط یہ ہے کہ) سجدے کی حالت میں جانا ہے۔ ان دو کام کرنے سے ہم تمہارے سارے سابقہ گناہ وغلطیوں کو معاف کردیں گے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ

فَ+بَدَّلَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	قَوْلًا	غَيْرَ	الَّذِىْ
تو + بدل دیا	ان لوگوں نے	جنہوں نے ظلم کیا	بات کو	سوائے (خلاف)	اس کے جو
حرف + فعل ماضی	اسم موصول	ماضی جمع مذکر غائب	مفعول	مضاف	اسم موصول واحد مذکر

قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

قِيْلَ	لَ+هُمْ	فَ+اَنْزَلْنَا	عَلَى	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا
کہی گئی تھی	لئے + انکے (انہیں)	پھر + ہم نے اتارا	اوپر	ان لوگوں کے	جنہوں نے ظلم کیا تھا
ماضی مجہول	جار + مجرور	عطف + فعل ماضی + فاعل	حرف جار	اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی، جمع

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ع {59}

رِجْزًا	مِّنَ	السَّمَآءِ	بِ+مَا	كَانُوْا	يَفْسُقُوْنَ
سخت عذاب	سے	آسمان	بسبب +اس کے جو	وہ تھے	نافرمانی کرتے
مفعول اَنْزَلْنَا کا	حرف جار	مجرور	سببیہ + موصولہ	فعل ناقص هُمْ اسم	مضارع معلوم (ن) كَانُوْا کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: لیکن ان ظالموں نے اس (کلمہ) کو بدل دیا جو ان کو کہا گیا تھا (اور اس کی) بجائے اور کلمہ کہا تو ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے ان کے گناہوں کی وجہ سے سخت ترین عذاب بھیج دیا۔

لغوی نکات:

فَبَدَّلَ {ب د ل} باب تفعیل۔ بَدَّلَ، يُبَدِّلُ (تَبْدِيْلًا) تبدیل کرنا، بدل دینا، انہوں نے لفظ حِنْطَةٌ کہہ دیا بجائے حِطَّةٌ جس کا معنی گندم ہے۔ تو استغفاری کلمات کے بجائے تمسخرانہ انداز اپنا لیا۔

قِيْلَ {ق و ل} باب (ن) قَالَ، يَقُوْلُ (قَوْلًا) ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (کہی گئی تھی)

فَاَنْزَلْنَا فَ + اَنْزَلْنَا {ن ز ل} باب افعال، اَنْزَلَ، يُنْزِلُ فعل ماضی جمع متکلم (اتارنا، نازل کرنا)

رِجْزًا یہ اَنْزَلْنَا کا مفعول ہے اس لئے منصوب ہے، اس کا معنی عذاب، عقوبت، آسمانی آفت ہے

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ كَانُوْا (فعل ناقص) ہے، جب مضارع پر (كَانَ) داخل ہوا تو ماضی استمراری کا معنی پیدا کرتا ہے۔ يَفْسُقُوْنَ {ف س ق} باب (ن) فَسَقَ، يَفْسُقُ فِسْقٌ سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، (اطاعت سے نکل کر معصیت کی حد میں جانا، نافرمانی کرنا)۔

تفسیری نکات: جب یوشع علیہ السلام کے زمانے میں (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) انہوں نے اریحا شہر فتح کرلیا تو لوگوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی شروع کردی۔ حِطَّةٌ کی بجائے حِنْطَةٌ اور سجدے کی بجائے بچوں کی طرح گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے تو پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب آیا جس سے کافی قوم عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔

ان آیات میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میسر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ نہ کہ غرور وتکبر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع کردیں اور ڈھول باجے شروع کردیئے جائیں۔ اس سے قومیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

وَ	اِذِ	اسْتَسْقٰى	مُوْسٰى	لِ + قَوْمِ + هٖ
اور	جب	پانی مانگا (اللہ سے)	موسیٰ علیہ السلام نے	واسطے + قوم + اپنی کے
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی	فاعل	حرف جر + مضاف + مضاف الیہ

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ

فَ	قُلْنَا	اِضْرِبْ	بِ	عَصَا + كَ	الْحَجَرَ	فَ + اِنْفَجَرَتْ
تو	کہا ہم نے	مارو	ساتھ	لاٹھی کے + اپنی	پتھر کو	پس + پھوٹ پڑے
حرف عطف	فعل ماضی جمع متکلم + فاعل	امر حاضر	حرف جر	مضاف + مضاف الیہ	مفعول	حرف + فعل ماضی

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ

مِنْ + هُ	اثْنَتَا عَشْرَةَ	عَيْنًا	قَدْ	عَلِمَ	كُلُّ	اُنَاسٍ	مَشْرَبَ	هُمْ
سے + اس	بارہ (12)	چشمے	تحقیق	جان لیا	تمام	لوگوں نے	پانی پینے کی جگہ	اپنی
حرف جر + مجرور	عدد، ممیز	تمیز	تحقیقیہ	فعل ماضی	فاعل مضاف	مضاف الیہ	مفعول ظرف مضاف	مضاف الیہ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا

كُلُوْا	وَ + اشْرَبُوْا	مِنْ	رِّزْقِ	اللّٰهِ	وَ + لَا	تَعْثَوْا
کھاؤ تم	اور + پیو تم	سے	رزق	اللہ تعالیٰ کے	اور + نہ	پھرو تم
فعل امر جمع	عاطفہ + فعل امر جمع	حرف جر	مجرور مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ + ناہیہ	فعل نہی

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ {60}

فِي	الْأَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ
میں	زمین	فساد کرنے والے
حرف جر	مجرور	اسم فاعل (حال) جمع

بامحاورہ ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی کو پتھر پر ماریئے (جب مارا) تو اس سے بارہ (12) چشمے پھوٹ پڑے۔ تمام لوگوں نے اپنی پینے کی جگہ کو معلوم کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

لغوی نکات:

اِسْتَسْقٰی {س ق ی} باب استفعال، اِسْتَسْقٰی یَسْتَسْقِیْ، اِسْتِسْقَاء سے (فعل ماضی) اِسْتَسْقٰی باب استفعال ہونے کی وجہ سے طلب کا معنی پایا جاتا ہے، یہاں معنی یہ ہے قوم کے لئے پانی مانگا۔

الْحَجَرَ اسکی جمع اَحْجَارٌ آتی ہے۔ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی خاص پتھر مراد ہے۔ بعض کے ہاں یہ الف لام جنس کیلئے ہے جسکا معنی ہے کہ کوئی خاص پتھر نہ تھا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جس پتھر پر عصا مارتے اس میں سے چشمے ابل پڑتے۔

فَانْفَجَرَتْ فَا + اِنْفَجَرَتْ {ف ج ر} باب انفعال، اِنْفَجَرَ، یَنْفَجِرُ سے فعل ماضی واحد مونث غائب۔ امام راغب فرماتے ہیں اَلْفَجَرَ کا معنی کسی چیز کو وسیع طور پر پھاڑنے اور شق کردینے کے ہیں جس طرح کہتے ہیں فَجَرَ الْاِنْسَانُ السَّكْرَ ''انسان نے بند میں وسیع شگاف ڈال دیا۔ پانی کا خوب پھوٹ پڑنا، صبح کی روشنی بھی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتی ہے، اس لئے اس کو فجر کہتے ہیں۔

قرآن میں دوسری جگہ اِنْبَجَسَتْ آیا ہے۔ دونوں کا معنی ایک ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِنْبِجَاسٌ کسی تنگ جگہ سے بہہ نکلنے کا نام ہے اور اِنْفِجَارٌ میں تنگ جگہ ہو یا کشادہ۔

اثْنَتَا عَشْرَةَ اس کی رفعی حالت ہے اِنْفَجَرَتْ کا فاعل ہے۔ **عَيْنًا:** یہ تمیز یا معدود ہے۔ گیارہ سے لے کر انیس تک کے اعداد کا

معدود واحد کے صیغے میں آتا ہے اور منصوب ہوتا ہے۔ لفظ عَیْن مشترک ہے اس کے کئی معنی ہیں۔ قرینے کو دیکھ کر معنی متعین کردیا جاتا ہے (یہاں مراد 12- چشمے ہے)

اُنَاسٍ ایسی جمع ہے جسکا اسکے لفظ سے واحد نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک غیر لفظی واحد اِنسان ہے یا اِنْسٌ ہے مضاف الیہ (لوگوں)۔

مَّشْرَبَهُمْ مَشْرَبَ + هُمْ، باب (س) مرکب اضافی۔ مَفْعَلٌ کے وزن پر ظرف مکان ہے یعنی مَوْضِعَ شُرْبِهِمْ، (پانی پینے کی جگہ)۔

وَلَا تَعْثَوْا {ع ث ی} باب (ن) عَثِیَ یَعْثُوْ سے فعل نہی جمع مذکر حاضر، فساد میں شدت اور کثرت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ (نہ پھروتم)

مُفْسِدِیْنَ {ف س د} باب افعال، اَفْسَدَ یُفْسِدُ سے اسم فاعل جمع مذکر، حال کی وجہ سے حالت نصب (فساد پھیلانا)

تفسیری نکات: جب بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا کے لق و دق بیابان اور ریگستان میں پریشان پھرتے پھرتے ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی موجود نہ تھا۔ کافی تلاش وجستجو کے بعد پانی تک رسائی حاصل نہ ہوسکی۔ موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اپنی اس لاٹھی کو (جو موسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ ملی تھی اور اس کے بے شمار فوائد تھے، قرآن میں ہے، اس سے درختوں سے پتے جھاڑنا، اس کے مارنے سے سمندر میں راستہ بن جانا، اژدھا بن کر جادوگروں کے سانپ بچھو ہڑپ کرجانا)۔ پتھر پر مار۔ اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، ہر ایک نے اپنے گھاٹ سے پانی پیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ خشک جنگل میں ان کو پانی مہیا کیا۔ جبکہ ظاہری طور پر کوئی سبب اور سہارا نظر نہیں آرہا تھا۔

اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وفضل سے کھانا، پانی مہیا کرتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ اس سے مانگے اور اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم اور شفقت کرنے والی ذات ہے۔ انسان نافرمانی کرکے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور عذاب الٰہی کا نزول انسان کے اپنے غلط اعمال کے سبب آتا ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی

وَ	اِذْ	قُلْتُمْ	یَا	مُوْسٰی	لَنْ + نَصْبِرَ	عَلٰی
اور	جب	کہا تم نے	اے	موسیٰ علیہ السلام	ہرگز نہ + صبر کریں گے ہم	اوپر
حرف عطف	ظرف زمان	فعل ماضی + فاعل	حرف ندا	منادیٰ مرفوع	ناصب + مضارع جمع متکلم	جار

طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا

طَعَامٍ	وَّاحِدٍ	فَ + اُدْعُ	لَ + نَا	رَبَّ + كَ	یُخْرِجْ	لَ + نَا
کھانے	ایک کے	تو + دعا کریں آپ	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	نکالے وہ	لئے + ہمارے
مجرور موصوف	صفت	حرف + فعل امر	جار + مجرور	مفعول مضاف + مضاف الیہ	مضارع (افعال)	جار + مجرور

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا

مِنْ+مَا	تُنْۢبِتُ	الْاَرْضُ	مِنْ	بَقْلِ+هَا	وَ	قِثَّآءِ+هَا	وَ	فُوْمِ+هَا
سے+جو چیز	اگاتی ہے	زمین	سے	ترکاری+اس کی	اور	کھیرے ککڑی+اسکے	اور	لہسن+اس کا
حرف جار+موصولہ	مضارع	فاعل	جار	مضاف+مضاف الیہ (مجرور)	حرف عطف	مضاف+مضاف الیہ	حرف عطف	مضاف+مضاف الیہ

وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ

وَ	عَدَسِ+هَا	وَ	بَصَلِ+هَا	قَالَ	اَ	تَسْتَبْدِلُوْنَ	الَّذِیْ
اور	دال مسور+اس کی	اور	پیاز+اس کا	کہا (موسیٰ علیہ السلام) نے	کیا	تبدیل کرتے ہو تم	اس کو جو
حرف عطف	مضاف+اضاف الیہ	عاطفہ	مضاف+مضاف الیہ	فعل ماضی (فاعل)	استفہام	مضارع معلوم	اسم موصول

هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا

هُوَ	اَدْنٰى	بِ	الَّذِیْ	هُوَ	خَیْرٌ	اِهْبِطُوْا	مِصْرًا
وہ	گھٹیا ہے	بدلے	اس کے جو	وہ	بہتر ہے	اترو تم	کسی شہر میں
ضمیر منفصل	اسم تفضیل	جار	موصول	ضمیر منفصل	اسم تفضیل	فعل امر (ض)	مفعول بہ

فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ

فَ+اِنَّ	لَ+كُمْ	مَا	سَاَلْتُمْ	وَ	ضُرِبَتْ
پس+بے شک	لئے+تمہارے	جو	سوال کیا تم نے	اور	ماری گئی
جزائیہ+حرف مشبہ بالفعل	جار+مجرور	موصولہ	فعل ماضی جمع مخاطب (ف)	حرف عطف	ماضی مجہول

عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ

عَلٰى+هِمْ	الذِّلَّةُ	وَ	الْمَسْكَنَةُ	وَ	بَآءُوْ
اوپر+ان کے	ذلت	اور	محتاجی	اور	لوٹے وہ
جار+مجرور	نائب فاعل	حرف عطف	نائب فاعل	حرف عطف	فعل ماضی (ن)

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

بِ	غَضَبٍ	مِّنَ	اللّٰهِ	ذٰلِكَ	بِ	اَنَّ + هُمْ
ساتھ	غصے کے	سے	اللہ تعالیٰ	یہ	بسبب	بے شک + وہ
حرف جار	مجرور (مصدر)	حرف جار	مجرور	اسم اشارہ	حرف جار	حرف مشبہ بالفعل + انّ کا اسم

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

كَانُوْا	يَكْفُرُوْنَ	بِ	اٰيَاتِ	اللّٰهِ	وَ
تھے وہ	وہ انکار کرتے	ساتھ	آیات	اللہ تعالیٰ کی	اور
ماضی، فعل ناقص + اسم	فعل مضارع (ن)	حرف جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف عطف

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

يَقْتُلُوْنَ	النَّبِيّٖنَ	بِ	غَيْرِ	الْحَقِّ	ذٰلِكَ	بِ	مَا
قتل کرتے تھے وہ	انبیاء علیہم السلام کو	ساتھ	بغیر	حق کے	یہ (سب)	بسبب	اس کے
فعل مضارع جمع مذکر غائب (ن)	مفعول	جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	اسم اشارہ	جارہ	موصولہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ع {61}

عَصَوْا	وَّ	كَانُوْا	يَعْتَدُوْنَ
نافرمانی کی انہوں نے	اور	تھے وہ	زیادتی کرتے
فعل ماضی (ض)	حرف عطف	فعل ماضی فعل ناقص + اسم	فعل مضارع۔ جمع مذکر غائب باب افتعال

بامحاورہ ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار، ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز دے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ (نکمی) چیز طلب کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کسی شہر میں اتر جاؤ۔ جو تم نے مانگا ہے وہاں سے مل جائے گا اور ان پر ذلت و محتاجی مار دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات (نشانیوں) کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے۔

لغوی نکات:

اِذْ ظرف زمان ہے جو اُذْکُرْ فعل امر محذوف کا مفعول بنتا ہے (جس وقت)

یٰمُوْسٰی یَا حرف ندا ہے اور مُوْسٰی منادیٰ ہے۔ اس کی رفعی، نصبی، جری حالت ایک جیسی ہوتی ہے، مبنی ہے۔ اس کی حالت رفعی ہے کیونکہ منادیٰ مضاف نہیں ہے۔

لَنْ نَّصْبِرَ {ص ب ر} باب (ض) صَبَرَ یَصْبِرُ مضارع معلوم، جمع متکلم، (ر) پر زبر ہے کیونکہ پیچھے لَنْ ناصبۃ المضارع ہے۔ اس کا معنی (ہرگز نہ صبر کریں گے ہم)

طَعَامٍ وَّاحِدٍ موصوف، صفت اور پیچھے عَلٰی حرف جر کی وجہ سے جری حالت ہے۔ مرکب توصیفی ہے۔ ایک کھانا، مراد مَنٌّ و سَلْوٰی۔

فَادْعُ اُدْعُ، {د ع و} باب (ن) سے فعل امر واحد مذکر، اصل میں اُدْعُوْ بروزن اُنْصُرْ تھا، اس کا معنی تُو دعا کر۔

رَبَّكَ رَبَّ مضاف + كَ مضاف الیہ: یہ اُدْعُ کا مفعول ہے (اپنے رب سے)

یُخْرِجْ {خ ر ج} باب افعال، فعل مضارع، واحد مذکر غائب، اُدْعُ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے اس کا آخر (جْ) مجزوم ہے۔ اس کا معنی (نکالے وہ) (اللہ تعالیٰ)

مِمَّا اصل میں مِنْ + مَا تھا، (ن) کو (م) میں ادغام کر دیا، مَا موصولہ ہے (اس چیز سے)

تُنْبِتُ الْاَرْضُ {ن ب ت} باب افعال، اَنْبَتَ، یُنْبِتُ، اِنْبَاتًا، فعل مضارع واحد مؤنث غائب، اَرْضُ (زمین) مؤنث سماعی ہے اور فعل تُنْبِتُ کا فاعل ہے۔ اس لئے تُنْبِتُ واحد مؤنث لایا گیا ہے (اگاتا)

بَقْلِهَا (بَقْلِ) مضاف + (هَا) مضاف الیہ، (هَا) ضمیر واحد مؤنث کا مرجع (اَرْضُ) زمین ہے۔ بَقْلِ واحد ہے اس کی جمع بُقُوْلٌ اور اَبْقَالٌ آتی ہے، اَرْضٌ بَقِلَةٌ سبزی والی زمین۔ (ساگ۔ ترکاری وغیرہ) اَلْبَقَّال۔ سبزی فروش

فُوْمِهَا فُوْمِ + هَا۔ مرکب اضافی ہے۔ مراد لہسن ہے اور بعض نے اس کا معنی گندم کیا ہے۔ امام قرطبی کے قول کے مطابق اکثر مفسرین نے یہی معنی کیا ہے لیکن پہلا معنی زیادہ اہل علم نے کیا ہے۔ جس طرح امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے کانت منازلهم اذ ذاك ظاهر، فيها الفراديس والفومات والبصل، تو یہاں شعر میں فُوْم سے مراد لہسن لیا ہے (فتح القدیر)۔ المنجد میں ہے، لہسن، گیہوں، چنا، روئی، وہ چیز جس کی روٹی پک سکے۔ اس کی جمع فُوْمَان آتی ہے۔

عَدَسِهَا عَدَسِ + هَا: مضاف + مضاف الیہ: اس کا واحد عَدَسَةٌ ہے۔ حالت جر (مسور کی دال)

بَصَلِهَا بَصَلِ پیاز کو کہتے ہیں اس کا واحد بَصَلَةٌ ہے اور اَلْبَصَلَةُ لوہے کے خود کو بھی کہتے ہیں، جس طرح کہتے ہیں خَرَجُوْا كَاَنَّهُمْ الْاَصَلُ وَعَلٰی رُؤُسِهِمُ الْبَصَلُ: وہ لوگ نکلے گویا کہ ڈسنے والے سانپ ہیں اور ان کے سروں پر خود ہیں۔ تو یہاں اَصَلٌ، اَصَلَةٌ کی جمع ہے (زہریلا قسم کا سانپ)۔ قرآن میں بَصَلِ سے مراد پیاز ہے۔

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ اَ + تَسْتَبْدِلُوْنَ، ہمزہ استفہامیہ ہے، تَسْتَبْدِلُوْنَ: {ب د ل} باب استفعال، مضارع معلوم جمع مذکر مخاطب (کسی چیز کا

کسی دوسری چیز سے بدلنے کا مطالبہ کرنا)

اَدْنٰی {دن و} باب (ن) دَنَا يَدْنُوْ سے اسم تفضیل، مذکر، جس کا معنی قرب ہوتا ہے۔ یہاں مراد (حقیر چیز) جو کہ مَنْ و سَلْوٰی کے مقابلہ میں بہت ہی کم تر ہے۔

خَيْرٌ خَيْرٌ اسم تفضیل ہے، اصل میں اَخْيَرُ تھا، تعلیل کے بعد خَيْرٌ رہ گیا (بہت بہتر)۔

اِهْبِطُوْا {ہ ب ط} باب (ض) هَبَطَ يَهْبِطُ سے فعل امر جمع مذکر حاضر (اترنا/گرنا) قرآن میں ہے اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ (البقرۃ:74/2) بعض پتھر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر جاتے ہیں۔

مِصْرًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مخصوص مصر شہر مراد نہیں ہے بلکہ مصر اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے ہے وہ شہر جس کی حدبندی ہوچکی ہو لیکن امام شوکانی ﷫ کے ہاں موجودہ شہر مصر مراد ہے۔ علمیت اور تانیث موجود ہونے کے باوجود درمیانی کلمہ (ص) ساکن ہونے کی وجہ سے یہ لفظ منصرف ہے۔

ضُرِبَتْ {ض ر ب} باب (ض) ماضی مجہول واحد مؤنث غائب (لازم کردی گئی) ضَرَبَ کا معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر مارنا، یہ لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں مارنے سے مراد لازم کردی گئی۔ مسلط کر دی گئی۔

الذِّلَّةُ ذال پر زیر اور ۃ پر پیش معطوف علیہ ہے۔ ضُرِبَتْ کا نائب فاعل ہے (خواری و رسوائی)۔

وَالْمَسْكَنَةُ باب (ن) سے مصدر میمی ہے۔ اس کا عطف الذِّلَّةُ پر ہے اس لئے مرفوع ہے فقر و ناداری کو کہتے ہیں۔ جملے کا معنی یہ ہے کہ ان پر ذلت و مسکنت چپکا دی گئی، مسلط کردی گئی۔

بَآءُوْ {ب و ء} باب (ن) بَآءَ يَبُوْءُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، (لوٹنا) وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ (البقرۃ:61/2) (اس حال میں لوٹے کہ ان پر اللہ کا غصہ تھا)، یہ جملہ حال بن رہا ہے۔

ذٰلِكَ یہ اسم اشارہ ہے اس کا مشار الیہ، ذلت و مسکنت اور اللہ کا غضب ہے۔

بِاَنَّهُمْ بِ + اَنَّ + هُمْ: بِ سببیہ ہے اور اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور هُمْ اس کا اسم ہے۔ اس کا مرجع بنی اسرائیل ہے۔ (بسبب اس بات کے کہ یقیناً وہ تھے)

ذٰلِكَ بِمَا ذٰلِكَ، اسم اشارہ ہے، مکرر بیان کیا گیا ہے، ان پر ذلت وغیرہ کا سبب کیا تھا، بِمَا میں با سببیہ اور مَا مصدریہ یا موصولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کا قتلِ ناحق کا سبب کیا تھا، جو آگے بیان کیا جارہا ہے۔

عَصَوْا {ع ص ی} باب (ض) عَصٰى، يَعْصِىْ، مَعْصِيَةً سے ماضی معلوم جمع مذکر غائب عَصَوْا اصل میں عَصَيُوْا تھا، تعلیل کی گئی ی سے پہلے ص پر زبر ہے لہٰذا مطابقت کے اصول کے تحت یا کو الف سے بدل دیا اور پھر قاعدے کے مطابق الف کو گرا

دیا،عصٰوارہ گیا، (نافرمانی کرنا)

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ {ع د و} باب افتعال، اِعْتِدَاء، يَعْتَدِيْ سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، (زیادتی کرنا، حد سے تجاوز کرنا) كَانُوْا کے يَعْتَدُوْنَ پر داخل ہونے کی وجہ سے ماضی استمراری بن گئی ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل جزیرہ نما سینا میں من وسلویٰ کھا کھا کر اکتا گئے، حالانکہ یہ چیز ان کو بلامشقت حاصل ہورہی تھی۔ تو آخر تنگ آکر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ ہمیں مذکورہ خوراک کی بجائے آیت میں مذکورہ چیزیں دال، ترکاری، لہسن و پیاز وغیرہ ملنا چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قوم کو سمجھایا کہ تمہارا مطالبہ درست نہیں ہے لیکن پھر قوم کے اصرار پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور اس مسئلے کا حل بتایا جو کہ اس کے آگے آیت میں ذکر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کی نعمتیں اور احسانات کئے لیکن وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے۔ ان کو من وسلویٰ بطور خوراک بلامحنت و مشقت ملتا تھا۔ انہوں نے اس پر صبر نہ کیا بلکہ سبزیاں اور ترکاریاں مانگنے لگے۔ جن کا من وسلویٰ سے ادنیٰ درجہ ہے۔ ان کی اس ناشکری کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا ان پر غیظ وغضب نازل ہوا۔ ذلت، مسکنت اور حقارت ان کا مقدر ٹھہری۔ مئی 1949ء میں ریاست اسرائیل کے نام سے ان کی حکومت قائم ہوئی۔ مگر اس کا قیام بھی مغربی حکومتوں کے سہارے ہوا اور آج ان کی بقا بھی ان مغربی ممالک کے سہارے پر ہے۔ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت مسلط کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ذلت و رسوائی سے مزید دوچار کرے۔ آمین۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے، وہ قوم ذلیل و رسوا ہوجاتی ہے اور اس سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بقا اسی میں مضمر ہے کہ ان کی قدر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى

[redacted]

وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

[redacted]

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

وَ	عَمِلَ	صَالِحًا	فَ + لَ + هُمْ	اَجْرُ + هُمْ
اور	عمل کرے	نیک	تو + کیلئے + ان کے	اجر + ان کا
عاطفہ	فعل ماضی (س)	مفعول	حرف + جارہ + ضمیر جمع (خبر مقدم)	مضاف + مضاف الیہ (مبتدا موخر)

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

عِنْدَ	رَبِّ + هِمْ	وَ	لَا	خَوْفٌ	عَلَى + هِمْ
پاس	رب + ان کے	اور	نہ	کوئی خوف	اوپر + ان کے
ظرف، مضاف	مضاف الیہ + مضاف الیہ	عاطفہ	حرف نفی	مصدر (س) اسم لا	جار + مجرور لا کی خبر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ {62}

وَ	لَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
اور	نہ	وہ	غم کھائیں گے
عاطفہ	حرف نفی	ضمیر جمع مذکر اسم لا	فعل مضارع (س) خبر لا

بامحاورہ ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی، عیسائی، صابی ہوئے تو ان میں سے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں اجر (اچھا بدلہ) ہوگا اور ان پر کسی قسم کا غم وخوف نہ ہوگا۔

لغوی نکات:

اٰمَنُوْا {ء م ن} باب افعال، اٰمَنَ، یُؤْمِنُ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب، (ایمان لانا)

هَادُوْا باب هَادَ، یَهُوْدُ بروزن قَالَ یَقُوْلُ فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اس سے مراد جو لوگ طبقہ یہود میں داخل ہوئے خواہ بنی اسرائیل ہوں یا نہ ہوں۔ اصل میں ھاد کا معنی توبہ کرنا اور حق کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے: اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ کہ (اے اللہ) ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔

نَصَارٰی یہ نصران کی جمع ہے، فلسطین میں ایک قصبہ ناصرۃ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، اس قصبہ کی مناسبت سے عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ناصری کہتے ہیں اور آپ کو ماننے والوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے یعنی ناصرہ میں پیدا ہونے والے مسیح کی امت۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل ہیں، قرآن نے ان کے عقیدے کی تردید کی ہے۔ دیکھئے سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 73-74۔

صَابِئِیْنَ یہ صابی کی جمع ہے باب (ف) سے اسم فاعل جس کا معنی ہے اپنے دین کو چھوڑ دینے والا۔ اِنَّ کے اسم اَلَّذِیْنَ پر نصاریٰ اور اس (صَابِئِیْنَ) کا عطف ہے ان کی حالت نصبی ہے (اپنے دین سے منحرف ہونے والے) شروع میں عرب کے جاہل لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی کہتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا تھا جس طرح ایک سفر میں ایک مشرک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی کہا تھا۔

عَمِلَ صَالِحًا {ع م ل} باب (س) عَمِلَ، یَعْمَلُ، عَمَلاً، فعل ماضی، اس میں فاعل ھُوَ محذوف ہے، صَالِحاً مفعول ہے، اس سے وہ عمل صالح مراد ہے جو کہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو۔ خودساختہ عمل صالح معتبر نہ ہوگا۔

فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ ف، جزائیہ ہے اور لَھُمْ خبر مقدم ہے اور اَجْرُھُمْ مبتدا موخر ہے۔ یہ سارا جملہ اِنَّ کی خبر ہے یعنی ان کے لئے عنداللہ بہت بڑا اجر وثواب ہوگا۔

وَلَا خَوْفٌ خَوْفٌ، باب (س) کا مصدر لاَ کا اسم ہے جو کہ مبتدا بن رہا ہے اور عَلَیْھِمْ مرکب جاری ہے۔ یہ ثَابِتٌ کے متعلق ہوکر خبر ہوجائے گی۔ (ڈر)

یَحْزَنُوْنَ {ح ز ن} باب (س) مضارع معروف جمع مذکر غائب، غمگین ہونا، حزن کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے جبکہ خوف ماضی سے تعلق رکھتا ہے۔ (غمگین ہونا)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نام، خاندان، نسل کی بڑائی کی غلط فہمی کو دُور کردیا ہے اور نجات اخروی کا ایک عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی یہودی یا عیسائی یا صابی ہو کوئی مخصوص قوم یا نسل خاندانی عزت و امتیاز قابل اعتبار نہیں ہے بلکہ نجات کا مستحق وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر کامل یقین رکھتا ہو اور عمل صالح کرتا ہو۔ یہ دو اہم اصول ہیں جب اللہ تعالیٰ کو مانیں گے تو اس کے رسول کو بھی مانیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام رسول کے ذریعے سے حاصل ہوں گے اور کسی شخص کا آخرت پر ایمان لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ثواب و عذاب کو مانتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا یقین اعمال صالحہ کا متقاضی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح ہی نجات کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور صابیت کا محض دعویٰ نجات کا باعث نہیں ہے۔ اسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے نجات نہ ہوگی جب تک کلمے کے تقاضوں کے مطابق اعمال نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِیْثَاقَ + کُمْ	وَ	رَفَعْنَا	فَوْقَ + کُمْ
اور	جب	پکڑا ہم نے	پختہ عہد + تم سے	اور	اٹھایا ہم نے	اوپر + تمہارے
عاطفہ	ظرف زمان	فعل ماضی (فاعل)	مفعول مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ

الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

الطُّوْرَ	خُذُوْا	مَآ	اٰتَيْنَا	كُمْ	بِ	قُوَّةٍ
طور (پہاڑ کو)	پکڑو تم	جو	دیا ہم نے	تم کو	ساتھ	طاقت
مفعول	امر حاضر جمع مذکر	موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	مفعول	حرف جار	مجرور

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ {63}

وَ	اذْكُرُوْا	مَا	فِيْ + هٖ	لَعَلَّ	كُمْ	تَتَّقُوْنَ
اور	یاد کرو تم	جو	میں + اس	تاکہ	تم	پرہیز گار بن جاؤ
عاطفہ	فعل امر حاضر	موصولہ	جار + مجرور	حرف مشبہ بالفعل	لَعَلَّ کا اسم	فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (فاعل)(خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور ہم نے کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا دیا (اور کہا) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اسکو مضبوطی سے تھام لو اور جو (احکام) اس میں ہیں انکو یاد کرو (رکھو) تاکہ تم متقی (پرہیز گار) بن جاؤ۔

لغوی نکات:

اِذْ ظرف ہے جو مضاف ہے اور اس سے پہلے اُذْكُرُوْا (فعل امر محذوف) ہے اور اِذْ اس کا مفعول ہے۔

اَخَذْنَا {ء خ ذ} باب (ن) سے ماضی معروف جمع متکلم (پکڑنا، لینا، طے کرنا)

مِيْثَاقَكُمْ مِيْثَاق + كُمْ مرکب اضافی {و ث ق} باب (ض) وَثَقَ. يَثِقُ سے مصدر میمی ہے، اَخَذْنَا کا مفعول ہے۔ (پختہ عہد، قول وقرار، وہ کام جس پر قسم کھائی گئی ہو)

رَفَعْنَا {ر ف ع} باب (ف) سے فعل ماضی معروف، جمع متکلم + (نَا) فاعل، (بلند کرنا، اٹھانا، کسی چیز کو زمین سے بلند کرنا، اونچے مرتبہ پر بھی لفظ رَفَعَ استعمال ہوتا ہے)

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ فَوْقَ، ظرف مکان ہے جو کہ تَحْتُ اور اَسْفَل بمعنی نیچے کی ضد ہے۔ مبنی ہونے کی وجہ سے (ق) پر اصل میں پیش ہوتی ہے اور جب مضاف ہوجائے تو (ق) پر زبر آجاتی ہے جس طرح یہاں ہے اور اگر شروع میں مِنْ آجائے تو (ق) پر زیر آجاتی ہے۔ جیسے مِنْ فَوْقِكُمْ۔ الطُّوْرَ یہ رَفَعْنَا کا مفعول ہے: یہ مصر کے اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ اس کو جبل سینا بھی کہا جاتا ہے۔

خُذُوْا باب (ن) فعل امر حاضر، جمع مذکر، اصل میں أُأْخُذُوْا تھا، دوسرے ہمزہ کو خلاف قیاس گرایا۔ شروع والے ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی یا چونکہ دونوں ہمزوں کے ملنے سے جھٹکا پیدا ہوتا تھا اس لئے زبان کی روانی کی خاطر دونوں ہمزوں کو گرادیا باقی خُذُوْا رہ گیا۔ (پکڑو تم)

اٰتَیْنٰکُمْ اٰتَیْنَ + کُمْ، {ءت ی} باب (ض) سے فعل ماضی (جمع متکلم) مصدر، اِتْیَانٌ، (فعل، فاعل) اور کُمْ ضمیر جمع اس کا مفعول ہے یہ اٰتَیْنٰکُمْ ما موصولہ کا صلہ ہے (موصول + صلہ) مل کر خُذُوْا کا مفعول بنتا ہے۔

بِقُوَّةٍ بِ (حرف جر) قُوَّةٍ {ق و ی} باب (س) سے مصدر ہے، اصل میں قَوِیَةٌ تھا اور ی ایک کلمہ میں جمع ہوئیں، ی کو واؤ سے بدلا، پہلی و کا دوسری و میں ادغام کیا، واو کی مناسبت سے ق کو ضمہ (پیش) دی گئی قُوَّةٌ ہوگیا، (طاقت، مضبوطی)

اُذْکُرُوْا + فِیْهِ {ذ ک ر} باب (ن) فعل امر حاضر جمع، فِیْهِ (ہٖ) ضمیر کا مرجع کتاب ہے یعنی جو اس کتاب میں ہے اس کو یاد رکھو، اس کے احکامات پر عمل کرو۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ لَعَلَّ، حرف مشبہ بالفعل ہے اور کُمْ اس کا اسم ہے اور تَتَّقُوْنَ باب (افتعال فعل مضارع جمع مذکر مخاطب) جملہ فعلیہ ہونے کے بعد لَعَلَّ کی خبر بن گیا۔

تفسیری نکات: بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ وہ وقت یاد دلا رہے ہیں۔ جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے بار بار مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی مستند و معتبر کتاب دیں تاکہ ہم اس کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر ان سے پختہ عہد لیا۔ جب آسمان سے کتاب (تورات) اتاری گئی تو اسکے احکام کو بھاری سمجھتے ہوئے وہ عمل سے انحراف کرنے لگے اور پختہ عہد کی کوئی پاسداری نہ کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس صریح نافرمانی اور بغاوت کے سدباب کیلئے طور پہاڑ کو انکے سر پر کھڑا کر دیا اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ اس کتاب پر پابندی سے عمل کرو ورنہ تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائیگا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اب خلاف ورزی نہیں کرینگے۔ اس میں ہم مسلمانوں کے لئے یہ درس ہے کہ ہم بھی کتاب الٰہی قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑیں۔ اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور تقویٰ کی زندگی گزاریں۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارہ ناممکن ہے۔ مہلت تو مل سکتی ہے لیکن لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللہ، اللہ تعالیٰ کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

ثُمَّ	تَوَلَّیْتُمْ	مِّنْ	بَعْدِ	ذٰلِكَ	فَ	لَوْ	لَا	فَضْلُ	اللّٰهِ
پھر	پھر گئے تم	سے	پیچھے	اس کے	تو	اگر	نہ (ہوتا)	فضل	اللہ تعالیٰ (کا)
حرف تراخی	فعل ماضی	جار	مضاف	مضاف الیہ	حرف	شرط	نفی	مبتدا مضاف	مضاف الیہ/معطوف علیہ

عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ {64}

عَلَیْ + کُمْ	وَ	رَحْمَةُ + هٗ	لَ + کُنْتُمْ	مِّنَ	الْخٰسِرِیْنَ
پر + تم	اور	رحمت + اس کی	یقیناً + ہوجاتے تم	سے	گھاٹا پانے والوں
جار + مجرور	عاطفہ	مضاف + مضاف الیہ (معطوف)	لام تاکید + فعل ناقص + اسم	جار	اسم فاعل جمع۔ (کُنْتُمْ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: پھر تم اس کے بعد پھر گئے، تو اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو یقیناً تم گھاٹا پانے والے ہوجاتے۔

لغوی نکات:

تَوَلَّيْتُمْ {ول ی} باب تفعل سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر، اعراض اور انحراف کو کہتے ہیں، [منہ موڑنا]۔

لَوْلَا اس کو امتناعیہ کہتے ہیں [(یعنی) اگر (یہ) نہ ہوتا] تو اس طرح ہوتا، یہ لفظ لَوْ حرف شرط اور لاَ نافیہ سے مرکب ہے۔

فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ مرکب اضافی اور عَلَيْكُمْ مرکب جاری ہے جوکہ فَضْلٌ مصدر کے متعلق ہے اور یہ جملہ لَوْلاَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ معطوف علیہ ہے اور رَحْمَتُهُ مرکب اضافی ہوکر معطوف ہے۔ یہ معطوف علیہ اور معطوف مل کر مبتدا بن جاتا ہے اور اس کی خبر محذوف (حَاضِرٌ) ہے۔ اس طرح یہ جملہ شرطیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت خاص تمہارے شامل حال نہ ہوتی۔

لَكُنْتُمْ (لَ + كُنْتُمْ) لام تاکید کا ہے جوکہ جواب شرط میں آیا ہے، جملے میں مزید تاکید پیدا کررہا ہے، {تم یقیناً (خسارہ پانے والوں سے) ہوجاتے]۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار تھے اور ان کی طرف سے شکر کی بجائے ناشکری ہوتی رہی۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کتاب کا مطالبہ کیا جو تورات کی شکل میں پورا ہوا لیکن انہوں نے ان عہدوں کو توڑ دیا جو کتاب کے سلسلہ میں کئے گئے تھے۔ یہاں پر بنی اسرائیل سے کہا جارہا ہے کہ اگر ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و رحمت نہ ہوتی تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجاتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کو نقصان سے بچاتا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

وَ	لَ + قَدْ	عَلِمْتُمْ	الَّذِيْنَ	اعْتَدَوْا	مِنْ + كُمْ
اور	یقیناً + تحقیق	جان لیا تم نے	ان لوگوں کو	جنہوں نے زیادتی کی	سے + تم
عاطفہ	تاکید در تاکید	فعل ماضی (فاعل)	اسم موصول (مفعول)	فعل ماضی جمع مذکر	جار + مجرور

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

فِيْ	السَّبْتِ	فَ + قُلْنَا	لَ + هُمْ	كُوْنُوْا
(کے بارے) میں	ہفتہ	تو + کہا ہم نے	لیے + ان کے	ہوجاؤ تم
جار	مجرور	حرف + فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	جار + مجرور	فعل امر جمع مذکر فعل ناقص اَنْتُمْ اسکا اسم

قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ج {65}

قِرَدَةً	خٰسِئِیْنَ
بندر	دھتکارے ہوئے
کَانَ کی خبر (موصوف)	صفت حال

بامحاورہ ترجمہ: اور یقیناً بے شک تم کو ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

لغوی نکات:

لَقَدْ (لَ + قَدْ) لَ تاکید کا ہے اور قَدْ بھی ماضی پر داخل ہو کر تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے، یہ تاکید در تاکید ہے (یقیناً یقیناً)۔

اعْتَدَوْا {ع د ی} باب افتعال سے ماضی، اصل میں اِعْتَدَیُوْا تھا، ی پر ضمہ (پیش) بھاری تھا، ضمہ (پیش) کو ہٹا دیا تو (ی) ساکن ہوگئی جبکہ (د) پہلے ہی ساکن تھی پھر (ی) کو اجتماع ساکین کی وجہ سے گرا دیا، اور (د) ساکن رہ گئی اور اِعْتَدَوْا بن گیا، [حق سے تجاوز کرنا]۔

فِي السَّبْتِ مرکب جاری، سَبْتِ کا اصل معنی (قطع کرنا) ہے، ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن ہے جس کا نام ہفتہ ہے جو جمعہ کے بعد آتا ہے۔ یہودی لوگ اس دن اپنے کاروبار چھوڑ دیتے تھے، اس لئے اس روز کا دوسرے کاروباری ایام سے رشتہ کٹ گیا، یہ دن ان کی عبادت کے لئے ہوگیا۔

قِرَدَةً یہ جمع ہے اور اس کی واحد قِرْدٌ ہے۔ قِرَدَةً، کُوْنُوْا کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ [بندر]

خٰسِئِیْنَ {خ س ء} باب (ف) سے اسم فاعل جمع مذکر، کُنْتُمْ کی ضمیر اَنْتُمْ سے حال ہے یا قِرَدَةً کی صفت ہے [ذلیل وخوار ہونے والے]۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار سے منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی عدولی کی، نہ مانا، تو اللہ تعالیٰ نے خلاف ورزی کرنے والوں کو ذلیل بندر بنا دیا۔ بعض دفعہ اللہ کا حکم بطور آزمائش ہوتا ہے، صبر کا دامن چھوٹ جانے کی وجہ سے انسان عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بہرحال نعمت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہئے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا

فَ	جَعَلْنَا	هَا	نَكَالًا	لِّمَا
پس	بنایا ہم نے	[illegible]	[illegible]	[illegible]
حرف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	جار + مجرور [illegible]

بَیْنَ یَدَیْہَا وَمَا خَلْفَہَا

[illegible]	وَ مَا	خَلْفَ	هَا
[illegible]	[illegible]	پیچھے	ان کے
[illegible]	اور [illegible]	مضاف	مضاف الیہ

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ {66}

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے (بندر بن جانے والی) اس (قوم) کو اس زمانے کے موجود اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے باعث عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے باعث نصیحت بنایا۔

لغوی نکات:

جَعَلْنَاهَا جَعَلْنَا + هَا باب (ف) سے فعل ماضی۔ نَا ضمیر جمع متکلم (فاعل) هَا ضمیر واحد مؤنث مفعول، (جو زیادتی کرنے والی) اس (قوم) یا اس کی (سزا) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ [بنایا ہم نے اس (سزا) کو]

نَکَالًا {ن ک ل} باب (ض) سے مصدر (سزا جو عبرت ناک ہو)۔

مَا بَیْنَ یَدَیْہَا مَا بمعنی مَنْ ہے اور بَیْنَ ظرف ہے جو کہ مبنی علی الفتح ہے یعنی یہ اس طرح کا مبنی ہے کہ اس کے آخر میں زبر (َ) ہوگی معنی [درمیان] (یَدَیْہَا) یَدٌ کا تثنیہ حالت جری، لفظی معنی (جو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان مراد آگے) اور بامحاورہ معنی [جو اس کے سامنے (موجود) ہے] یہ خَلْفٌ کی ضد ہے، بَیْنَ یَدَیْہَا، اس کا استعمال ظرف زمان اور مکان دونوں طرح ہوتا ہے۔ ظرف زمان کی صورت میں اس کا معنی اس وقت کے موجود لوگ اور ظرف مکان کی صورت میں اس کا معنی آگے یا سامنے ہوتا ہے۔ یہاں ظرف زمان کا معنی مراد ہے۔

خَلْفَہَا خَلْفَ + هَا۔ خَلْفَ بھی ظرف زمان اور مکان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، یہاں مضاف ہے اور ظرف زمان والا معنی ہے۔ هَا (ضمیر / مضاف الیہ)، [اس (سزا یافتہ قوم) کے بعد میں آنے والے)]۔

مَوْعِظَةً {و ع ظ} باب (ض) وَعَظَ یَعِظُ سے اسم مصدر، [نصیحت] وہ نصیحت جس میں مخاطب کو ڈرایا جائے۔ خلیل نحوی کا قول ہے کہ کسی شخص کو بھلائی کی یاددہانی اس طرح کرائی جائے کہ اس کے دل پر اثر ہو۔

تفسیری نکات: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یقیناً بہت بڑے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ سزا کے لئے انسانوں کی صورت کا مسخ ہونا اور بندر بن جانا ایک بڑا عذاب ہے۔ انسان کو سابقہ اقوام پر مسلط کئے گئے، عذاب اور اس کے سبب سے ڈرنا چاہئے تاکہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ

وَ	اِذْ	قَالَ	مُوْسٰی	لِ+قَوْمِ+ہٖ	اِنَّ	اللّٰہَ
اور	جب	کہا	موسیٰ علیہ السلام نے	واسطے+قوم+اپنی کے	یقیناً	اللہ تعالیٰ
عاطفہ	ظرف زمان	فعل ماضی	فاعل	جار+مجرور مضاف+مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم

يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ

يَاْمُرُ	كُمْ	اَنْ	تَذْبَحُوْا	بَقَرَةً
حکم دیتا ہے	تم کو	یہ کہ	ذبح کرو تم	گائے کو
فعل مضارع (ن) اِنَّ کی خبر	مفعول	حرف ناصبہ	فعل مضارع (فاعل)	مفعول

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ

قَالُوْٓا	اَ	تَتَّخِذُ	نَا	هُزُوًا	قَالَ
انہوں نے کہا	کیا	پکڑتا ہے تو	ہم کو	مذاق	کہا (موسیٰ علیہ السلام نے)
فعل ماضی (فاعل)	ہمزہ استفہام	فعل مضارع (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	فعل ماضی (فاعل)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ {67}

اَعُوْذُ	بِ+اللّٰہِ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ	الْجٰهِلِيْنَ
میں پناہ پکڑتا ہوں	ساتھ+اللہ کے	یہ کہ	ہو جاؤں میں	سے	جاہل لوگوں
فعل مضارع واحد متکلم (فاعل)	جار+مجرور	ناصبہ المضارع	مضارع واحد متکلم (فاعل)	حرف جار	اسم فاعل (جاہل کی جمع) مجرور

بامحاورہ ترجمہ: جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تو قوم نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مذاق کررہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں جاہل

ہوجاؤں (تمہیں مذاق کرکے)

لغوی نکات:

اِذْ — ظرف زمان ہے جوکہ فعل محذوف کا مفعول ہوتا ہے۔ (تم یاد کرو اس ۔۔۔۔ وقت کو)

تَذْبَحُوْا — {ذ ب ح} باب (ف) سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، اصل میں تَذْبَحُوْنَ تھا اس سے پہلے اَنْ ناصبۃ المضارع آنے کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا ''کہ'' [تم ذبح کرو]

بَقَرَةً — جمع (بَقَرٌ اور بَقَرَاتٌ) ہے، تَذْبَحُوْا کا مفعول ہے۔ بَقَرَةٌ کی (ۃ) پر تنوین تنکیر (نکرہ) کے لئے ہے کہ کوئی گائے لے کر ذبح کرو، خاص نہیں ہے۔

هُزُوًا — {ھ ز و} باب (ف) سے مصدر بمعنی اسم مفعول، یہ تَتَّخِذُوْا کا دوسرا مفعول ہے، (مذاق)

اَعُوْذُ — {ع و ذ} باب (ن) سے مضارع واحد متکلم، ماضی مضارع، عوذ یعوذ۔ تعلیل کے بعد، (عَاذَ، يَعُوْذُ) (میں پناہ پکڑتا/ مانگتا ہوں)

اَنْ اَكُوْنَ — اَنْ ناصبۃ المضارع ہے، اَكُوْنَ افعال ناقصہ میں سے ہے {ك و ن} باب (ن) ماضی مضارع (كَانَ، يَكُوْنُ)، اَنْ (ناصبۃ المضارع) کی وجہ سے فعل مضارع اَكُوْنَ کے (ن) پر زبر ہے، اَنَا اس کا اسم ہے (یہ کہ ہوجاؤں میں)

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ — مرکب جاری ہے، جَاهِلِيْنَ (مجرور) باب (س) ماضی مضارع (جَهِلَ، يَجْهَلُ) سے اسم الفاعل جَاهِلٌ، جمع جَاهِلُوْنَ جری حالت جَاهِلِيْنَ ہے [جہالت اختیار کرنے والے، بے وقوف بننا/ ہونا، نادان لوگ]، جہالت یہ ہے کہ انسان حق کے علم سے ناآشنا ہو۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہوا، بسیار کوشش کے باوجود قاتل نہ مل سکا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کرو، بنو اسرائیل گائے کو انتہائی مقدس مانتے تھے جس طرح ہندو کے ہاں گائے مقدس ہے، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ ہم سے مذاق کررہے ہیں۔ کہ قتل اور گائے کے ذبح میں کیا تعلق ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ''کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں'' میں مذاق نہیں کررہا، اگر ایسا کروں گا تو جاہلوں میں سے ہوجاؤں گا کیونکہ مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

قَالُوْا	اُدْعُ	لَ + نَا	رَبَّ + كَ	يُبَيِّنْ	لَ + نَا
انہوں نے کہا	تو دعا کر	لئے + ہمارے	رب + اپنے (سے)	بیان کرے وہ	لئے + ہمارے
فعل ماضی جمع (فاعل)	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع	جار + مجرور

مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا

اِنَّ + هَا	يَقُوْلُ	اِنَّ + هٗ	قَالَ	هِيَ	مَا
بے شک + (وہ)	فرماتا ہے وہ (اللہ)	یقیناً + وہ (اللہ)	کہا اس (موسیٰ علیہ السلام) نے	وہ (گائے)	کیا (کیسی)
حرف مشبہ بالفعل+ضمیر تانیث اسم	فعل مضارع (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل+اسم	فعل ماضی (فاعل)	ضمیر مؤنث خبر	استفہامیہ مبتدا

بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ

ذٰلِكَ	بَيْنَ	عَوَانٌ	بِكْرٌ	لَا	وَ	فَارِضٌ	لَا	بَقَرَةٌ
ان کے	درمیان	درمیانی (عمر میں)	کنواری	نہ (ہو)	اور	بوڑھی	نہ ہو	گائے
مضاف الیہ	مضاف	صفت مشبہ	معطوف	نافیہ	عاطفہ	اسم فاعل (صفت) معطوف علیہ	نافیہ	موصوف

فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ {68}

تُؤْمَرُوْنَ	مَا	فَ + اِفْعَلُوْا
تمہیں حکم دیا جارہا ہے	جو	پس (تو) + تم کرو
فعل مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب	موصولہ	عاطفہ + فعل امر جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کر کہ وہ ہمیں وضاحت کرے کہ اس (گائے) کی حقیقت کیا ہے؟ تو کہا (موسیٰ علیہ السلام نے) کہ وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھڑی۔ اس کے درمیان جوان عمر کی ہو تمہیں جو حکم دیا جارہا ہے (اس کو) کرو۔

لغوی نکات:

يُبَيِّنْ {ب ی ن} باب تفعیل سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، جواب امر کی وجہ سے حالت جزم میں ہے۔ (بیان، وضاحت کرنا)۔

فَارِضٌ {ف ر ض} باب (ن) فَرَضَ يَفْرُضُ سے اسم فاعل۔ حالت رفع [بوڑھی / عمر رسیدہ]

بِكْرٌ {ب ك ر} باب (س) بَكِرَ يَبْكَرُ سے صفت مشبہ، مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ہے۔ اس کی جمع اَبْكَار [کنواری] جس نے بچہ نہ جنا ہو۔

عَوَانٌ {ع و ن} باب (ن) سے صفت مشبہ اس کی جمع عُوْنٌ ہے، اصل میں عُوُن۔ و۔ پر پیش ہے لیکن و کو تخفیفاً ساکن کیا گیا، [درمیانی عمر] عورتوں اور مویشیوں میں جو درمیانی عمر کی ہو۔

تُؤْمَرُوْنَ {ء م ر} باب (ن) اَمَرَ، یَاْمُرُ سے مضارع مجہول، جمع مذکر مخاطب، [تم حکم دیے گئے ہو]

تفسیری نکات: بنی اسرائیل اپنی گندی عادت کے مطابق موسیٰ علیہ السلام سے پھر سوال کرنے لگے کہ اللہ سے اس گائے کی حقیقت بیان کروا دیں تو اللہ نے جواب دیا کہ وہ گائے نہ بہت بوڑھی ہو اور نہ بالکل بچی ہو بلکہ درمیانی عمر کی جوان ہو۔ اب تم کو جو حکم دیا جارہا ہے اس پر عمل کریں، ٹال مٹول نہ کریں۔ درس یہ ہے کہ اللہ کے احکام میں سختی سے کام نہیں لینا چاہئے، بس اللہ کا حکم بغیر کسی حیل وحجت کے ماننا چاہئے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

قَالُوا	ادْعُ	لَ + نَا	رَبَّ + كَ	يُبَيِّنْ	لَ + نَا
انہوں نے کہا	دعا کر تو	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	وہ (اللہ) بیان کرے	لئے + ہمارے
فعل ماضی (فاعل)	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع مجزوم	جار + مجرور

مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا

مَا	لَوْنُ + هَا	قَالَ	اِنَّ + هٗ	يَقُوْلُ	اِنَّ + هَا
کیسا ہو	رنگ + اس کا	اس نے کہا	یقیناً + وہ (اللہ)	فرماتا ہے (اللہ)	بے شک + وہ
استفہامیہ (مبتدا)	مضاف + مضاف الیہ (خبر)	فعل ماضی	حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل مضارع (ن)	حرف مشبہ بالفعل + اسم

بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ {69}

بَقَرَةٌ	صَفْرَاۗءُ	فَاقِعٌ	لَوْنُ + هَا	تَسُرُّ	النّٰظِرِيْنَ
گائے	زرد رنگ کی ہو	خوب گہرا ہو	رنگ + اس کا	خوش کردے	دیکھنے والوں کو
اِنَّ کی خبر موصوف	صفت نمبر 1	صفت نمبر 2 اسم فاعل	مضاف + مضاف الیہ فَاقِعٌ کا فاعل ہے	فعل مضارع (فاعل)	اسم فاعل جمع مذکر (مفعول)

بامحاورہ ترجمہ: (بنی اسرائیل کہنے لگے) کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے دعا کر کہ وہ ہمیں بتا دیں کہ اس (گائے) کا رنگ کیسا ہو، تو جواب ملا کہ اس کا رنگ زرد ہو، خوب گہرا ہو، دیکھنے والوں کو خوش کردے۔

لغوی نکات:

لَوْنُهَا — لَوْنُ + هَا۔ لَوْنُ، مفرد مضاف۔ اس کی جمع اَلْوَانٌ ہے + مضاف الیہ (مضاف + مضاف الیہ مل کر خبر ہوئی، ۔مَا۔ استفہامیہ مبتدا کی) [اسکا رنگ]

صَفْرَاۗءُ — {ص ف ر} فَعْلَاءُ کے وزن پر اَصْفَرُ مونث سے صفت مشبہ ہے، غیر منصرف ہے اور بَقَرَةٌ کی صفت ہے۔ [زرد رنگ]

فَاقِعٌ {ف ق ع} باب (ن) (ف) سے اسم فاعل ہے، بَقَرَۃٌ کی دوسری صفت ہے، لَوْنُهَا، مرکب اضافی۔ یہ لَوْنُهَا فَاقِعٌ اسم فاعل کا فاعل بنتا ہے، [گہرا ہو اس کا رنگ]

تَسُرُّ {س ر ر} باب (ن) سَرَّ یَسُرُّ سے مضارع معلوم واحد مؤنث غائب، [خوش کردے وہ (گائے)]

النّٰظِرِیْنَ {ن ظ ر} باب (ن) نَظَرَ، یَنْظُرُ سے اسم فاعل جمع مذکر، حالت نصب (مفعول) [دیکھنے والوں کو]

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کثرت سوال میں مشہور تھے اور سوال بھی احمقانہ کرتے تھے۔ کہنے لگے اچھا یہ پوچھے کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہو؟ تو فرمایا کہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کردے۔ ان کے ہر مطالبے کو پورا کیا گیا کہ چلو اب اس صفت کی حامل گائے تلاش کرو۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

قَالُوا	ادْعُ	لَ + نَا	رَبَّ + كَ	يُبَيِّنْ	لَ + نَا
انہوں نے کہا	تو دعا کر	لئے + ہمارے	رب + اپنے سے	وہ بیان کرے	لئے + ہمارے
فعل ماضی جمع مذکر	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور	مفعول مضاف + مضاف الیہ	فعل مضارع مجزوم	جار + مجرور

مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ

مَا	هِيَ	اِنَّ	الْبَقَرَ	تَشٰبَهَ	عَلٰى + نَا
کیسی (ہو)	وہ	یقیناً	گائے	مشتبہ ہوگئی ہے	پر + ہم
استفہام (مبتدا)	ضمیر تانیث (خبر)	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم	فعل ماضی (مفاعلہ) اِنَّ کی خبر	جار + مجرور

وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ {70}

وَ	اِنَّآ	اِنْ	شَاۗءَ	اللّٰهُ	لَ + مُهْتَدُوْنَ
اور	یقیناً ہم	اگر	چاہا	اللہ تعالیٰ (نے)	یقیناً + ہدایت پانے والے ہیں
عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم	حرف شرط	فعل ماضی	فاعل	اسم فاعل جمع مذکر (اِنَّ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمارے لئے وضاحت کرے کہ یہ گائے کیسی ہو کیونکہ گائے ہم پر متشابہ ہوچکی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم یقیناً ہدایت پانے والے ہوں گے۔

لغوی نکات:

ادْعُ {د ع و} باب (ن) دَعَا، یَدْعُوْا سے فعل امر واحد مذکر ہے (تو دعا کر)

مَا هِیَ	مَا استفہامیہ، مبتدا اور ھِیَ خبر [کیسی ہو وہ (گائے)] ذبح کرنے کے لئے۔
الْبَقَرَ	(واحد) اسم جنس، [گائے، بیل] اس کی جمع بَقَرَاتٌ ہے۔ مذکر اور مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن نے واحد کے لئے بَقَرَۃٌ بھی استعمال کیا ہے جوکہ مؤنث ہے اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے (رَ) پر زبر ہے اور بَقَرَ کا لغوی معنی [زمین کو پھاڑنا] ہے، (گائے اور بیل ہل کے ذریعے زمین کو پھاڑتے ہیں)
تَشٰبَهَ	{ش ب ہ} باب تفاعل فعل ماضی، واحد مذکر غائب، [ایک دوسرے سے مشابہ ہونا]
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ	یہ جملہ معترضہ ہے اور شرطیہ ہے اس کا جواب شرط یا تو لَمُهْتَدُوْنَ ہے یا محذوف ہے جوکہ (فَهٰذَا اٰیَتُنَا حَاصِلَةٌ) ہے۔ [اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا]
شَآءَ	{ش ی ء} باب (ف) شَیَاً، یَشْیَاُ سے فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب۔ اس کی تعلیل کی اور عین کلمہ (ی) کو (الف) سے تبدیل کر دیا شَآءَ، یَشَآءُ، شَیْئًا، بن گیا۔ [چاہنا]
لَمُهْتَدُوْنَ	لَ + مُهْتَدُوْنَ، لَ تاکید کے لئے ہے اور مُهْتَدُوْنَ {ہ د ی} باب افتعال، اِهْتَدٰی، یَهْتَدِیْ سے اسم فاعل جمع مذکر۔ اس کا واحد اصل میں مُهْتَدِیٌ کی جمع مُهْتَدِیُوْنَ تھا۔ تعلیل کی (ی) پر ضمہ ثقیل، وہ منتقل کر کے دال کو دیا پھر (ی) اور واوٗ (و) دونوں ساکن ہوگئیں لہٰذا (ی) کو گرا دیا کیونکہ دال پر پیش واوٗ کی مطابقت کی وجہ سے ہے، مُهْتَدُوْنَ ہوگیا (اِنَّا کی خبر ہے) [ہدایت پانے والے]

تفسیری نکات: اگر انسان غلطی کرے تو اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ غفور رحیم ہے لیکن اگر اللہ اس پر رحم فرمائے لیکن انسان جواب رحمت کے سلسلہ میں لایعنی سوال کرنا شروع کر دے تو یہ اس کی بدبختی ہے اور مسئلے میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے اور سختی در سختی شروع ہو جاتی ہے جوکہ عمل کے مسئلے میں بہت بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔ جبکہ دین میں آسانی اچھی چیز ہے۔

قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ

قَالَ	اِنَّ + هٗ	یَقُوْلُ	اِنَّ + هَا	بَقَرَةٌ	لَا	ذَلُوْلٌ
کہا (موسیٰ علیہ السلام نے)	یقیناً + وہ	فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ)	یقیناً + وہ	گائے ہو	نہ	ہو کام کرنے والی
فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + اسم	فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل + اسم	موصوف	حرف نفی	صفت نمبر 1

تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَةٌ

تُثِیْرُ	الْاَرْضَ	وَ	لَا	تَسْقِی	الْحَرْثَ	مُسَلَّمَةٌ
(جو) پھاڑتی ہو	زمین کو	اور	نہ	پانی پلاتی ہو	کھیتی کو	بے عیب (ہو)
فعل مضارع (ھی فاعل)	مفعول	عاطفہ	حرف نفی	فعل مضارع (ھی فاعل)	مفعول	اسم مفعول واحد مونث

لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ

لَّا	شِيَةَ	فِ+هَا	قَالُوا	الْئٰنَ	جِئْتَ
نہ(ہو)	(کوئی) داغ	میں+اس	انہوں نے کہا	اب	تو لایا ہے
نفی	لا کا اسم	جار+مجرور (لا کی خبر)	فعل ماضی (فاعل) (ن)	ظرف زمان	فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (ض)

بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ {71} ع

بِا+الْحَقِّ	فَ+ذَبَحُوْ+هَا	وَ	مَا	كَادُوْا	يَفْعَلُوْنَ
کے ساتھ+حق	تو+ذبح کیا انہوں نے+اس (گائے) کو	اور	نہیں	قریب (تھے)	(کہ) وہ کرتے
جار+مجرور	حرف+فعل ماضی (فاعل)+مفعول	حرف عطف	نافیہ	(افعال مقاربہ) فعل ماضی جمع	فعل مضارع جمع

بامحاورہ ترجمہ: (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہو جو جوتی ہوئی نہ ہو کہ زمین کو پھاڑتی ہو (ہل چلاتی ہو) اور نہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو، صحیح و سالم ہو، اس میں کسی قسم کا داغ نہ ہو، وہ بولے اب آپ نے سچ بات کہی ہے لیکن وہ اسطرح کرنے کو تیار نہ تھے۔

لغوی نکات:

ذَلُوْلٌ {ذ ل ل} باب (ن) سے فَعُوْلٌ کے وزن پر اسم واحد مبالغہ اور جمع ذُلُلٌ ہے۔ یہ (بَقَرَةٌ) کی صفت اول ہے۔ [مسخر یا ماتحت ہوکر کام پر جتا ہونا] (کھیتی باڑی کے لئے ہل چلانے کے کام آئے)۔

تُثِيْرُ {ث و ر} (باب افعال)، اَثْوَرَ، يُثْوِرُ، مصدر (اِثْوَارٌ/ اِثَارٌ) اِثْوَرَةٌ سے تعلیل کے بعد استعمالی حالت، اَثَارَ، يُثِيْرُ، مصدر اِثَارٌ، تُثِيْرُ فعل مضارع، واحد مؤنث غائب، اس میں ضمیر هِیَ فاعل ہے جو گائے کی طرف لوٹتی ہے یہ جملہ لَاذَلُوْلٌ کی تفسیر ہے، [زراعت و کاشتکاری کے لئے زمین کو کھودنا، پھاڑنا]

تَسْقِي {س ق ی} باب (ض) سَقٰى، يَسْقِيْ، سے فعل مضارع، واحد مؤنث غائب [پلانا، پانی پلانا]

مُسَلَّمَةٌ {س ل م} باب تفعیل سے اسم مفعول واحد مونث یہ بَقَرَةٌ کی صفت ہے۔ اسی لئے مرفوع ہے۔ [صحیح سالم، بے عیب]

لَا شِيَةَ شِيَةَ۔ باب (ض) وَشٰى يَشِيْ۔ بر وزن وَعَدَ يَعِدُ۔ عِدَةٌ کی طرح ف کلمہ (د) محذوف ہے اور اس کے عوض آخر میں ۃ آئی ہے۔ یہ لاَ کا اسم ہے۔ [داغ دھبہ]

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے سادہ حکم میں سوال و جواب کے ذریعے بہت سی مشکلات پیدا کر لی تھیں کہ گائے کیسی ہو؟ جواب ملا کہ کھیتی باڑی کے کام نہ آئی ہو اور نہ ہی کھیتوں کو پانی پلانے کا اس سے کام لیا گیا ہو ہر قسم کے عیب سے صحیح سالم ہو، کسی قسم کا داغ دھبہ بھی اس میں نہ ہو۔ تمام سوالوں کے جواب کے بعد اس کام کرنے کو تیار ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے احکامات میں تکلف نہیں کرنا چاہئے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا

نَفْسًا	قَتَلْتُمْ	اِذْ	وَ
ایک جان کو	قتل کیا تم نے	جب	اور
مفعول	فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (فاعل) (ن)	ظرف زمان	حرف عطف

فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

مَا	مُخْرِجٌ	اللّٰهُ	وَ	فِیْ+هَا	فَ+اِدّٰرَءْتُمْ
جو	نکالنے والا ہے	اللہ تعالیٰ	اور	میں+اس (قتل میں)	پھر+تم ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے
موصولہ	اسم فاعل (خبر)	مبتدا	حرف عطف	جار+مجرور	فعل ماضی (فاعل)

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ج {72}

كُنْتُمْ+تَكْتُمُوْنَ
تھے تم + چھپاتے
فعل ناقص ماضی (اسم) +فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (کُنْتُمْ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: (وہ وقت یاد کرو) جب تم (اے بنی اسرائیل) نے ایک جان کو قتل کر کے آپس میں ایک دوسرے پر (قتل) ڈالنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری چھپی ہوئی باتوں کو (نکالنے) ظاہر کرنے والا ہے۔

لغوی نکات:

قَتَلْتُمْ {ق ت ل} باب (ن) قَتَلَ، يَقْتُلُ سے فعل ماضی، جمع مذکر حاضر، (قتل کرنا، مار ڈالنا)

فَادّٰرَءْتُمْ ف عاطفہ اور اِدّٰرَءْتُمْ {د ر ء} باب (تفاعل) (مصدر تَدَارُءٌ) ہے۔ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا، بروزن اِفَّاعَلْتُمْ فعل ماضی، جمع مذکر مخاطب۔ تخفیف کے لئے (ت) کو دال سے بدل کر پہلے سے موجود دال میں ادغام کر دیا اور شروع میں ابتدائے سکون کی وجہ سے ہمزہ وصلی لایا گیا [تم ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے] (جھگڑے میں بات (جرم) کو ایک دوسرے پر ڈالنا)

مُخْرِجٌ {خ ر ج} باب افعال، اَخْرَجَ، يُخْرِجُ، اِخْرَاجٌ سے اسم الفاعل، واحد مذکر، حالت رفع [نکالنے والا، باہر نکالنے والا، ظاہر کرنے والا]

مَا كُنْتُمْ مَا موصولہ ہے اور كُنْتُمْ فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (افعال ناقصہ) سے ہے اور اس کا اسم اَنْتُمْ ہے۔ [جو تھے تم]

تَكْتُمُوْنَ {ک ت م} باب (ن) کَتَمَ، یَکْتُمُ، کَتْمًا و کِتْمَانًا سے مضارع معلوم، جمع مذکر مخاطب، یہ کُنْتُمْ کی خبر ہے اور پھر یہ صلہ بنتا ہے مَا موصولہ کا، موصول صلہ، یہ سارا جملہ مل کر مُخْرِجٌ کا مفعول ہے۔ اور مُخْرِجٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل (ھُوَ) اور مفعول سے مل کر لفظ اللہ کی خبر ہوئی [چھپانا، پردہ ڈالنا] (جس کو تم چھپاتے تھے) اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

تفسیری نکات: سابقہ آیات میں ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہو گیا، قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ مشتبہ افراد ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے۔ اصل قاتل کو پہچاننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا اور وہ جس بات کو چھپاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا ظاہر کرنا چاہا تاکہ ان کے پوشیدہ قاتل کو ظاہر کیا جائے اور وہ بخوبی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور وہ جب بھی چاہے اس کو ظاہر کر سکتا ہے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ

بَعْضِ + هَا	بِ	اِضْرِبُوْ + هُ	قُلْنَا	فَ
بعض حصے کے + اس (گائے) کے	ساتھ	مارو تم + اس کو	ہم نے کہا	تو (پھر)
مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	حرف جار	فعل امر جمع، فاعل + مفعول	فعل ماضی (فاعل) (ن)	عاطفہ

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ

يُرِیْ + كُمْ	وَ	الْمَوْتٰى	اللّٰهُ	يُحْيِ	كَذٰلِكَ
وہ دکھاتا ہے + تم کو	اور	مُردوں کو	اللہ تعالیٰ	زندہ کرتا ہے	اسی طرح
فعل مضارع (فاعل) + مفعول اول	عاطفہ	مفعول	فاعل	فعل مضارع (افعال)	کلمہ تشبیہ

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ {73}

تَعْقِلُوْنَ	لَعَلَّ + كُمْ	آیَاتِ + هٖ
غور و فکر کرو	تاکہ + تم	نشانیاں + اپنی
فعل مضارع، جمع مذکر مخاطب لَعَلَّ کی خبر	کلمہ ترجی + اسم	مضاف + مضاف الیہ (مفعول ثانی)

بامحاورہ ترجمہ: اور ہم (اللہ تعالیٰ) نے (بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کے بعد) کہا (حکم دیا) کہ اس گائے کے بعض حصے کو (یعنی گوشت کو مقتول کے جسم کے ساتھ مارو) لگاؤ (تو اس طرح تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا) اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتا ہے

اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

لغوی نکات:

فَقُلْنَا فَ + قُلْنَا [ق و ل] باب (ن) فعل ماضی جمع متکلم [ہم نے کہا]

اضْرِبُوْهُ {ض ر ب} باب (ض) سے فعل امر (جمع مذکر حاضر) + ہٗ ضمیر متصل، واحد مذکر غائب۔ مفعول۔ تم مارو (لگاؤ) + اس کو

بِبَعْضِهَا بِ + بَعْضِهَا۔ بِ حرف جر + بَعْضِ + هَا۔ مرکب اضافی [اس کے بعض حصے کے ساتھ]

كَذٰلِكَ كَ حرف تشبیہ ہے اور ذٰلِكَ اسم اشارہ ہے دو کو ایک کر دیا ہے [اس طرح]

يُحْيِي {ح ی ی} باب (افعال) اَحْيَىَ، يُحْيِيُ اِحْيَاءً، تعلیل کے بعد اَحْىٰ، يُحْيِىْ سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب۔ (زندہ کرنا)

الْمَوْتٰى {م و ت} اَلْمَوْتٰى، مَيِّتٌ کی جمع ہے، حالت نصبی۔ مفعول (مُردوں کو)

يُرِيْكُمْ يُرِیْ + كُمْ، {ر ء ی} باب افعال، (اَرْاَیَ، يُرْئِيُ) تعلیل کے بعد (اَرٰی، يُرِیْ) سے فعل مضارع] واحد مذکر غائب (دکھانا) + كُمْ ضمیر متصل۔ مفعول [وہ (اللہ) تمہیں دکھاتا ہے]

تَعْقِلُوْنَ {ع ق ل} باب (ض) فعل مضارع، جمع مذکر مخاطب (تفکر و تدبر سے کام لینا)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل نے قاتل کا پتہ لگانے کے لئے جب بالآخر گائے ذبح کر لی جس کی تفصیل سابقہ آیات میں گزر چکی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے مرحلے کے لئے حکم دیا کہ گائے کے جسم کے ایک ٹکڑے کو مقتول کے جسم کے ساتھ لگاؤ (مارو) جب گوشت کے ایک ٹکڑے کو مقتول کے ساتھ لگایا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بول کر کہا کہ مجھے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جیسے طریقوں سے (بھی) اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور اپنی جاندار مخلوق کو مار کر زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائے گا اللہ پر یہ مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تم (انسانوں) کو اپنی قدرت کے نظارے دکھاتا رہتا ہے تاکہ تم اپنی عقل سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کر کے کامیابی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کھول کھول کر یہ باتیں بیان فرما رہا ہے کہ لوگ عقل و سمجھ سے کام لیں اور عبرت پکڑیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

ثُمَّ	قَسَتْ	قُلُوْبُ + كُمْ	مِنْ	بَعْدِ	ذٰلِكَ
پھر	سخت ہو گئے	دل + تمہارے	سے	بعد	اس کے
حرف عطف	فعل ماضی واحد مؤنث غائب	فاعل مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مجرور/مضاف	مضاف الیہ

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ؕ

ف	هِيَ	كَ + الْحِجَارَةِ	أَوْ	أَشَدُّ	قَسْوَةً
تو	وہ (دل)	مانند + پتھروں کے	یا	زیادہ / سخت	سختی میں
تعلیلیہ	اسم ضمیر (مبتدا)	حرف جر + مجرور (خبر)	عاطفہ	اسم تفضیل مبتدا محذوف کی خبر	تمیز (منصوب)

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

وَ	إِنَّ	مِنَ	الْحِجَارَةِ	لَ + مَا	يَتَفَجَّرُ	مِنْ + هُ
اور	یقینا	سے	پتھروں	یقینا + جو	پھوٹ بہتی ہیں	سے + اُس
حالیہ	حرف مشبہ بالفعل	حرف جر	مجرور (إنّ کی خبر مقدم)	کلمہ تاکید + موصولہ	مضارع واحد مذکر غائب	حرف جر + مجرور

الْأَنْهٰرُ ؕ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا

الْأَنْهٰرُ	وَ	إِنَّ	مِنْ + هَا	لَ + مَا
نہریں	اور	بے شک	سے + اس	یقینا + جو
فاعل	عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل	جار + مجرور (خبر مقدم)	کلمہ تاکید + اسم موصول۔ إنّ کا اسم مؤخر

يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

يَشَّقَّقُ	فَ	يَخْرُجُ	مِنْ	هُ	الْمَآءُ	وَ
پھٹ جاتے ہیں	تو	نکلتا ہے	سے	اس	پانی	اور
مضارع، واحد مذکر غائب (فاعل هُوَ (مستتر))	عاطفہ	مضارع (ن)	جار	مجرور	فاعل	عاطفہ

إِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

إِنَّ	مِنْ + هَا	لَ + مَا	يَهْبِطُ	مِنْ	خَشْيَةِ	اللّٰهِ
یقینا	سے + اس	یقینا + جو	گرتا ہے	سے	ڈر	اللہ کے
حرف مشبہ بالفعل	جار + مجرور (خبر مقدم)	کلمہ تاکید + إنّ کا اسم مؤخر	فعل مضارع	جار	مجرور / مضاف	مضاف الیہ

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ {74}

وَ	مَا	اللّٰهُ	بِ	غَافِلٍ	عَنْ	مَا	تَعْمَلُوْنَ
اور	نہیں ہے	اللہ تعالیٰ	ساتھ	بے خبر	سے	اس (جو)	تم کرتے ہو
عاطفہ	کلمۂ نفی مشابہ بلیس	مَا کا اسم	حرف جر (زائد)	اسم فاعل مجرور خبر مَا	حرف جر	مجرور موصولہ	مضارع جمع مذکر حاضر

بامحاورہ ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ سو وہ پتھر جیسے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت اور بے شک بعض پتھروں سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں اور بے شک بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور یقیناً بعض پتھر اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ جو تم عمل کرتے ہو اس سے بے خبر نہیں ہے۔

لغوی نکات:

قَسَتْ {ق س و} باب (ن) ماضی واحد مؤنث غائب، اس کا فاعل قُلُوْبُکُمْ ہے، قَلْبٌ کی جمع مکسر، غیر عاقل ہونے کی وجہ سے فعل قَسَتْ واحد مؤنث استعمال ہوا ہے (سخت ہونا)

اَشَدُّ {ش د د} اسم تفضیل اصل میں اَشْدَدُ بروزن (اَفْعَلُ) تھا۔ (دال) کا (دال) میں ادغام کیا گیا اَشَدُّ ہوا۔ مبتدا محذوف (هِیَ) کی اَشَدُّ خبر ہے (زیادہ سخت)

قَسْوَۃً مصدر ہے، یہاں بطور تمیز استعمال ہوا ہے تاکہ سختی کی شدت کو ظاہر کیا جائے [اَشَدُّ قَسْوَۃً، یعنی (سختی میں بہت زیادہ) (پتھروں سے بھی سخت)

یَتَفَجَّرُ {ف ج ر} (تَفَعُّلٌ) (تَفَجَّرَ، یَتَفَجَّرُ) سے فعل مضارع، واحد مذکر غائب (پھٹ کر جاری ہوجانا / چل نکلنا) (دلوں کی سختی کے مقابلے میں پتھروں کے سخت ہونے کے باوجود ان کی نرمی کو نمایاں کیا گیا ہے)۔

یَشَّقَّقُ {ش ق ق} (تَفَعُّلٌ) سے ماضی مضارع (تَشَقَّقَ، یَتَشَقَّقُ) سے فعل مضارع واحد مذکر غائب (ت) کو (ش) سے بدل کر شین کا (ش) میں ادغام کر دیا گیا اور اس طرح (ش) پر بھی شد آ گئی، تو یَشَّقَّقُ بن گیا اور باب تفعل لازم ہوتا ہے اس لئے معنی ہوگا (پھٹ جانا)

فَیَخْرُجُ فَ + یَخْرُجُ (ف، عاطفہ + یَخْرُجُ {خ ر ج} (ن) سے مضارع، واحد مذکر غائب (تو نکلتا ہے)

یَهْبِطُ {ہ ب ط} (ض) هَبَطَ، یَهْبِطُ سے فعل مضارع + فاعل هُوَ ضمیر ہے جو کہ اَلْحَجَرُ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (گرنا، اوپر سے نیچے گرنا)

خَشْیَۃِ {خ ش ی} (س) سے مصدر خَشْیَۃِ۔ حالت جر (ڈر، خوف، ہیبت) خَشْیَۃٌ، اس خوف کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تعظیم ملی ہوئی ہو۔ یعنی جس سے ڈرا جائے اس کی عظمت کا بھی خوب علم ہو۔ اسی لئے فرمایا گیا "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ

الْعُلَمٰٓؤُا"، اللہ تعالیٰ سے اس کے عالم بندے ہی (حقیقی معنوں میں) ڈرتے ہیں"۔

بِغَافِلٍ (بِ)، حرف جر زائد + (غَافِلٍ) {غ ف ل} باب (ن) سے اسم الفاعل ہے، اور مَا کی خبر ہے۔ اس کی جمع غَافِلُوْنَ ہے (بے خبر)

تَعْمَلُوْنَ {ع م ل} باب (س) (عَمِلَ، يَعْمَلُ) سے فعل مضارع جمع مذکر حاضر (عمل کرنا)

تفسیری نکات: اس آیت مبارکہ میں اللہ نے بنو اسرائیل کی سنگ دلی کو اجاگر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اس سے کچھ بھی مخفی نہیں اگر کوئی سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے بچ کر وہ کوئی عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہ ہوگا تو یہ اس کی اپنی بھول ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن دونوں کا جاننے والا ہے۔

اس واقعہ کے مطالعہ سے چند چیزیں سامنے آتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی قائل نہ تھی یا شک میں مبتلا تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے قاتل کے بارے میں انکشاف کرنے کا تضحیکی مطالبہ کیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور کلیم اللہ ہونے کے باوجود اس قتل کی واردات کرنے والے کو جانتے نہ تھے یعنی وہ غیب نہیں جانتے تھے اور پھر قاتل بھی اتنا بااثر تھا کہ اس کے بارے میں انکشاف کسی محیر العقول اور زبردست طریقے سے ہی کیا جاتا تاکہ اس انکشاف سے نہ صرف قاتل بلکہ اس کے اثر سے اس کے بنی اسرائیلی حواری بے بس ہوجائیں اور کوئی حیل و حجت نہ کرسکیں۔ اس قدر لاجواب اور بے مثل انکشاف کے بعد بھی بنی اسرائیل کی قوم نے اللہ کے احکام کا مذاق اڑایا۔ اگرچہ اس قتل کی بابت پہلے ان میں آپس میں اختلاف اور جھگڑا بھی ہوا تھا جیسے کہ گزشتہ آیت نمبر 72 میں فَادّٰرَءْتُمْ کے لفظ سے عیاں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف کرنے کے بعد انہوں نے منہ پھیر لیا۔

اور اس آیت 74 میں ان کی بری عادتوں کو اجاگر کرنے اور ان کو سرزنش کرنے کے لئے ارشاد ہوا کہ ان کے دل پتھر ہوگئے۔ پتھروں والی سختی ان میں سما گئی، بلکہ پتھروں کی سختی کو بھی انہوں نے شرما دیا، ماند کردیا۔ حالانکہ پتھروں میں بعض وہ پتھر بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں، جگہ جگہ چشمے پھوٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح پتھروں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ادراک اور سمجھ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (الحشر: 21/59)

"اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوجاتا"

آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ جو تم کرتے ہو، اس سے اللہ غافل نہیں۔ انسان کے ہر عمل کو اللہ جانتا ہے۔ اگر کوئی سمجھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہا ہے تو درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا

یُّؤْمِنُوْا	اَنْ	فَ + تَطْمَعُوْنَ	أَ
وہ ایمان لے آئیں گے	کہ	پس + تم امید رکھتے ہو	کیا
مضارع منصوب (افعال)	مصدریہ ناصبۃ المضارع	حرف + مضارع جمع مذکر حاضر (ف)	ہمزہ استفہامیہ

لَکُمْ وَ قَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ

یَسْمَعُوْنَ	مِنْ + هُمْ	فَرِیْقٌ	کَانَ	قَدْ	وَ	لَ + کُمْ
وہ سنتے تھے	سے + ان میں	ایک گروہ	تھا	یقیناً	حالانکہ	لئے + تمہارے
فعل مضارع (فاعل) کَانَ کی خبر	جار+مجرور	کَانَ کا اسم	فعل ناقص ماضی	حرف تحقیق	حالیہ	جار + مجرور

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا

مَا	بَعْدِ	مِنْ	یُحَرِّفُوْنَ + هٗ	ثُمَّ	كَلَامَ + اللّٰهِ
جو	بعد	سے	وہ بدل ڈالتے + اس کو	پھر	کلام + اللہ کا
موصولہ	مجرور	جار	فعل مضارع (فاعل) + مفعول	عاطفہ تراخی	مضاف +مضاف الیہ (مفعول)

عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ {75}

یَعْلَمُوْنَ	هُمْ	وَ	عَقَلُوْ + هٗ
وہ جانتے ہیں	وہ	حالانکہ	انہوں نے سمجھ لیا + اس کو
فعل مضارع، فاعل (خبر)	مبتدا	حالیہ	فعل ماضی، فاعل (ض) + مفعول بہ

بامحاورہ ترجمہ: پھر کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے (یعنی ایمان کے سلسلہ میں تمہاری بات مان لیں گے) حالانکہ ان میں سے ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا ہے پھر وہ اسے سمجھ لینے کے بعد اس کو بدل ڈالتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ (کہ اس طرح نہیں کرنا چاہیے)

لغوی نکات:

اَفَتَطْمَعُوْنَ [(أ) ہمزہ استفہامیہ + فَ (عاطفہ) + تَطْمَعُوْنَ] {ط م ع} باب (ف) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر حاضر | (کیا) + تو + تم امید رکھتے ہو | (کیا تمہیں توقع ہے)

اَنْ + یُّؤْمِنُوْا [اَنْ + یُؤْمِنُوْا] {ء م ن} باب (افعال) (اٰمَنَ یُؤْمِنُ) سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب۔ شروع میں (اَنْ) مصدریہ ناصبۃ المضارع ہے اس لئے یُؤْمِنُوْنَ کا (ن) اعرابی گر گیا (کہ وہ ایمان لے آئیں گے)

کَانَ فعل ناقص، ماضی، واحد مذکر غائب، (ہے / تھا)

فَرِیْقٌ اسم جمع ہے بمعنی طائفہ، کان کا اسم ہے اسی لئے مرفوع ہے، (جماعت، گروہ)

مِنْهُمْ (مِنْ + هُمْ) هُمْ ضمیر یہود کی طرف لوٹ رہی ہے (اُن میں سے)

یَسْمَعُوْنَ {س م ع} باب (س) فعل مضارع جمع مذکر غائب (وہ سنتے ہیں)

یُحَرِّفُوْنَهٗ (یُحَرِّفُوْنَ + هٗ) {ح ر ف} باب (تفعیل) (حَرَّفَ، یُحَرِّفُ، تَحْرِیْفٌ) سے مضارع، جمع مذکر غائب + هٗ ضمیر متصل (مفعول) (کلام اللہ) کی طرف لوٹ رہی ہے (کسی چیز کو اس کی جگہ سے عمداً بدل دینا، لفظاً یا معنیً) یہ تحریف ہے جو کہ حرام ہے۔

عَقَلُوْهُ (عَقَلُوْ + هُ) {ع ق ل} باب (ض) سے فعل ماضی جمع مذکر غائب + هُ (ضمیر) مفعول ہے جو کلام اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے (سمجھنا)

وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ [وَ حالیہ + هُمْ ضمیر منفصلہ (برائے معنی حصر) + یَعْلَمُوْنَ] {ع ل م} باب (س) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، هُمْ مبتدا اور یَعْلَمُوْنَ خبر ہے یہ جملہ اسمیہ ہے۔ [اور (حال یہ ہے کہ) وہ (خوب) جانتے ہیں]

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ تمہاری خواہش تو یہ ہے کہ یہ لوگ (یہودی) ایمان لے آئیں حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کتاب الٰہی میں تحریف کرتے ہیں اپنے مطلب کے لئے اس میں تبدیلی کرتے ہیں کلام الٰہی کو سننے سمجھنے کے باوجود اس میں تحریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس طرح جو لوگ کتاب اللہ یا سنت (حدیث) میں اپنے مذہب کی خاطر تبدیلی کرتے ہیں وہ بھی ان یہودیوں کی طرح ہیں۔ جو سخت ترین گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ

الَّذِیْنَ	لَقُوْا	اِذَا	وَ
ان لوگوں سے جو	وہ ملتے ہیں	جب	اور
اسم موصول مفعول	فعل ماضی (بمعنی مضارع) (فاعل)	ظرف زمان (شرطیہ)	عاطفہ

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا

اِذَا	وَ	اٰمَنَّا	قَالُوْٓا	اٰمَنُوْا
جب	اور	ہم ایمان لائے	کہتے ہیں	وہ ایمان لائے
اسم ظرف زمان	عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	فعل ماضی (فاعل)

خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

قَالُوْٓا	بَعْضٍ	اِلٰى	بَعْضُ + هُمْ	خَلَا
وہ کہتے ہیں	بعض (دوسرے)	طرف	بعض لوگ + ان کا	وہ علیحدہ ہوتے ہیں
فعل ماضی معنی مضارع	مجرور	حرف جر	فاعل مضاف + مضاف الیہ	فعل ماضی

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

عَلٰى + كُمْ	اللّٰهُ	فَتَحَ	بِ + مَا	تُحَدِّثُوْنَ + هُمْ	أَ
پر + تم	اللہ نے	ظاہر کر دیا	اس کے متعلق + جو	تم بتا دیتے ہو + ان کو	کیا
حرف جر + مجرور ضمیر (متصل)	فاعل	فعل ماضی	جار + مجرور (موصولہ)	فعل مضارع، فاعل + ضمیر (مفعول)	ہمزہ استفہامیہ

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ

عِنْدَ	بِ + ہٖ	لِ + يُحَآجُّوْ + كُمْ
نزدیک (پاس)	ساتھ (ذریعے) + اس کے	(تاکہ) + وہ جھگڑا کریں حجت بنا کر + تم سے
اسم ظرف (زمان) مضاف	حرف جر + مجرور ضمیر متصل	حرف جر + فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل) + مفعول

رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ {76}

تَعْقِلُوْنَ	فَ + لَا	اَ	رَبِّ + كُمْ
تم عقل کرتے ہو	تو + نہیں	کیا	رب + تمہارے کے
فعل مضارع + فاعل	عاطفہ + حرف نفی	ہمزہ استفہامیہ	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: اور جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب ان کے بعض، بعض کی طرف علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان (مسلمانوں) کو بتا دیتے ہو؟ وہ جو اللہ نے تم پر ظاہر کیا ہے تاکہ وہ اس کی بنا پر تمہارے رب کے سامنے تم پر (حجت قائم کر کے) جھگڑا کریں، کیا تم نہیں سمجھتے۔

لغوی نکات:

لَقُوْا {ل ق ی} باب (س) فعل ماضی جمع مذکر غائب، اصل میں لَقِيُوْا تھا، (ی) کا ضمہ (پیش) (ق) کو منتقل کیا پھر (ی)

اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، باقی رہ گیا لَقُوْا، اس سے پہلے اِذَا آنے کی وجہ سے معنیٰ مضارع میں ہوگیا (جب)+ وہ ملتے ہیں)

اٰمَنُوْا {أ م ن} باب (افعال) سے ماضی جمع مذکر غائب۔ (جو ایمان لائے)

قَالُوْٓا {ق و ل} باب (ن) قَالَ یَقُوْلُ (قَوَلَ، یَقْوُلُ) سے قَوَلَ کی تعلیل کی (و) کو مطابقت کے اصول کے تحت (یعنی اس سے قبل ق پر زبر کی مطابقت کی وجہ سے) (و) کو الف سے بدل دیا (جس کی جمع) قَالُوْا ہے (فعل ماضی جمع مذکر غائب) (کہتے ہیں)

اٰمَنَّا {أ م ن} باب (افعال) اٰمَنَ، یُؤْمِنُ سے فعل ماضی جمع متکلم (ہم ایمان لائے)

خَلَا {خ ل و} باب (ن) خَلَوَ، یَخْلُوُ سے مطابقت کے اصول کے تحت تعلیل کے بعد خَلَاَ فعل ماضی واحد مذکر غائب لیکن شروع میں اِذَا کی وجہ سے ترجمہ مضارع میں ہوگا (وہ علیحدہ/ تنہا ہوتا ہے) یہاں سیاق و سباق کی وجہ سے ترجمہ جمع میں ہوگا [اور جب (وہ تنہا ہوتے ہیں)]

بَعْضُهُمْ بَعْضُ (مضاف)+ هُمْ ضمیر مضاف الیہ۔ یہ فعل خَلَاَ کا فاعل ہے (ان میں سے بعض)

قَالُوْٓا یہاں خَلَاَ سے پہلے آنے والے لفظ "اِذَا" ہی کی وجہ سے معنیٰ مضارع میں ہوگا (وہ کہتے ہیں)

تُحَدِّثُوْنَهُمْ {ح د ث} باب (تفعیل) (حَدَّثَ، یُحَدِّثُ) سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب + هُمْ ضمیر (مفعول) جو لوٹ رہی ہے، مسلمانوں کی طرف (تم ان کو بتاتے ہو، بیان کرتے ہو)

فَتَحَ {ف ت ح} باب فَتَحَ، یَفْتَحُ سے فعل ماضی واحد مذکر غائب [اس نے (کھول دیا/ ظاہر کر دیا)]

لِیُحَآجُّوْكُمْ لِ + یُحَآجُّوْ + کُمْ [لِ (لام کَیْ/ ناصبۃ المضارع) + یُحَآجُّوْ + کُمْ] {ح ج ج} باب (مفاعلہ) بغیر ادغام حَاجَجَ، یُحَاجِجُ (ادغام کے ساتھ) حَآجَّ، یُحَآجُّ) (مُحَاجَّةٌ) سے مضارع جمع مذکر غائب ہے۔ اصل یُحَآجُّوْنَ تھا لیکن یہاں آخر میں (ن) گرا ہوا ہے۔ کیونکہ ماقبل (لِ) (لام کَیْ) ہے + کُمْ ضمیر مفعول ہے جو یہودیوں کی طرف لوٹ رہی ہے [تاکہ وہ (مسلمان) جھگڑا کریں/ حجت قائم کریں تمہارے (یہودیوں کے) اوپر]

عِنْدَ مفعول فیہ (اسم ظرف مکان) مضاف/ بمعنیٰ قریب ہے۔ (پاس/ نزدیک)

رَبِّكُمْ رَبِّ + کُمْ۔ رَبِّ مضاف الیہ اور کُمْ کی طرف مضاف ہے اور کُمْ مضاف الیہ ہے (تمہارے رب کے)

تَعْقِلُوْنَ {ع ق ل} باب (ض) سے مضارع جمع مذکر حاضر (اَنْتُمْ فاعل ہے) (تم عقل کرتے/ سمجھتے ہو)

تفسیری نکات: بعض یہودیوں کی مکارانہ چال یہ ہے کہ جب وہ جو اہل ایمان کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب وہ دوسری طرف اپنے یہودیوں کے پاس جاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حقائق یعنی محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے برحق رسول ہونے اور قرآن مجید کے نزول کے متعلق تمہاری کتابوں میں بیان کر دیئے ہیں وہ حقائق مسلمانوں کو نہ بتایا کرو۔ ورگرنہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہماری طرف سے تسلیم شدہ اعترافات اور حقائق کو ہمارے خلاف حجت بنا کر پیش کریں گے۔ ان کے علماء اپنی ذاتی خواہشات کی خاطر تاویلیں کر کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے میں لگے رہتے تھے جس طرح ہمارے بعض مسلمان بھائی احادیث صحیحہ کی تاویل کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے مذہب کی کمزوری پر پردہ ڈال کر لوگوں کو قرآن وحدیث کی طرف نہ آنے دیں۔

اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

اَ	وَ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ
[illegible]	اور	نہیں	وہ جانتے	کہ (یقیناً)	اللہ تعالیٰ
ہمزہ استفہامیہ	عاطفہ	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل	اَنَّ کا اسم

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ {77}

يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ	وَ	مَا	يُعْلِنُوْنَ
جانتا ہے وہ	جو	وہ چھپاتے ہیں	اور	جو	وہ ظاہر کرتے ہیں
فعل مضارع (اَنَّ کی خبر)	موصولہ/مفعول بہ	فعل مضارع (فاعل)	عاطفہ	موصولہ	فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے وہ (بات) جو وہ چھپاتے ہیں اور وہ جو ظاہر کرتے ہیں۔

لغوی نکات:

يَعْلَمُوْنَ {ع ل م} باب (س) (عَلِمَ، يَعْلَمُ) سے مضارع جمع مذکر غائب (وہ جانتے ہیں)

يُسِرُّوْنَ {س ر ر} باب (افعال) (اَسْرَرَ، يُسْرِرُ) ادغام کے عمل کے بعد (اَسَرَّ، يُسِرُّ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (وہ چھپاتے ہیں)

يُعْلِنُوْنَ {ع ل ن} باب (افعال) اَعْلَنَ، يُعْلِنُ سے مضارع جمع مذکر غائب (وہ ظاہر کرتے ہیں)

تفسیری نکات: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ① اللہ تعالیٰ ہر پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو خوب جانتا ہے اور اس حقیقت کو یہ یہودی وغیرہ بھی جانتے ہیں ② اللہ تعالیٰ کے فرامین میں تبدیلی کرنا سنگین جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور عذاب کا موجب بنتا ہے ③ منافقت کرنا جہنم میں جانے کا سبب بنتا ہے۔ ④ حق کو چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ

وَ	مِنْ + هُمْ	اُمِّيُّوْنَ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	الْكِتٰبَ	اِلَّآ
اور	سے + ان میں	اَن پڑھ ہیں	نہیں	جانتے وہ	کتاب کو	مگر
عاطفہ	جار + مجرور۔خبر مقدم	مبتدا مؤخر	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)	مفعول	حرف استثنا

اَمَانِيَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ {78}

اَمَانِيَّ	وَ	اِنْ	هُمْ	اِلَّا	يَظُنُّوْنَ
آرزوئیں	اور	نہیں	وہ	مگر	گمان کرتے
مستثنٰی	حرف عاطفہ	نافیہ بمعنی مَا	ضمیر جمع مذکر	حرف استثنا	فعل مضارع جمع مذکر غائب (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: اور ان میں سے بعض ان پڑھ ہیں جو کتاب (الٰہی) کا کوئی علم نہیں رکھتے۔ سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور یہ محض گمان میں پڑے ہوئے ہیں۔

لغوی نکات:

اُمِّيُّوْنَ اُمّی کی جمع اُمِّیُّوْنَ ہے مادہ اُمّ ہے {ا م م} اُمّی اس کو کہتے ہیں جو نہ لکھ سکتا ہو اور نہ ہی لکھے ہوئے کو پڑھ سکے۔ اُمّ اصل میں ماں کو کہتے ہیں یعنی جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ لکھ نہیں سکتا اسی طرح یہ جاہل شخص کی صفت ہے یہودی عرب والوں کو اُمّی اس لئے کہتے تھے کہ وہ ان پڑھ قوم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اُمّی اس لئے کہ آپ اُمِّیُّوْنَ کے ایک فرد تھے یا آپ نے کسی مخلوق کی شاگردی کر کے علوم متعارفہ حاصل نہیں کئے تھے، البتہ بواسطہ وحی الٰہی آپ کو وہ علوم حاصل ہوئے جو پہلے یا بعد میں کسی کو حاصل نہ ہوئے نہ ہوں گے۔

الْكِتٰبَ مخصوص کتاب یہاں مراد ''توراۃ'' ہے۔

اَمَانِيَّ جمع ہے اس کا واحد اُمْنِیَۃٌ ہے مادہ {م ن ی} ہے، یہ غیر منصرف ہے اس لئے آخر میں تنوین نہیں آئی، باب تفعّل تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی اس سے ہے (خواہش کرنا، دلی خواہشات)

اِنْ حرف شرط ہے لیکن یہاں مَا نافیہ کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اِلاَّ ہے۔ (اگرچہ)

يَظُنُّوْنَ {ظ ن ن} باب (ن) مضارع جمع مذکر غائب، ظَنٌّ سے پہلے اگر اِنْ آجائے تو ظَنَّ بمعنی وہم و شک ہوتا ہے، جس طرح یہاں ہے اور اگر ظَنٌّ کے بعد اَنَّ آئے تو بمعنی یقین ہوتا ہے اور اگر بمعنی وہم و خیال ہو تو ظَنٌّ کے بعد اَنْ آتا ہے۔ قرآن میں دونوں طرح ہے اسی طرح ظَنَّ بمعنی تہمت اور گمان غالب بھی آیا ہے۔

تفسیری نکات: یہودیوں کا ایک طبقہ اُمّی (جاہل) تھا جسکو کتاب اللہ کے بارے میں علم ہی نہ تھا کہ وہ کیا ہے محض جھوٹی آرزوؤں کے سہارے پر وہ زندگی گزار رہے تھے کہ ہم نے جنت میں جانا ہے، یہ انکی خام خیالی تھی۔ اگرچہ عام مشہور یہ ہے کہ اُمّی عرب قوم تھی، قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ (اللہ وہ ذات ہے جس نے اَن پڑھوں میں (رسول) مبعوث فرمایا)۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ق

فَ	وَیْلٌ	لِ + الَّذِیْنَ	یَکْتُبُوْنَ	الْکِتٰبَ	بِ + اَیْدِیْ + هِمْ
تو	ہلاکت ہے	لئے + اُن کے	(جو) لکھتے ہیں	کتاب کو	ساتھ + ہاتھوں + اپنوں کے
عاطفہ	مبتدا	جار + اسم موصول مجرور	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	مفعول ہے	جار + مضاف + مضاف الیہ (مجرور)

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ

ثُمَّ	یَقُوْلُوْنَ	هٰذَا	مِنْ	عِنْدِ + اللّٰهِ	لِ + یَشْتَرُوْا	بِ + هٖ
پھر	وہ کہتے ہیں	یہ	سے	پاس، طرف + اللہ تعالیٰ کے	تا کہ + خریدیں وہ	ساتھ + اسکے
عاطفہ تراخی	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	اسم اشارہ	جار	مضاف + مضاف الیہ	لام تعلیل + فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار + مجرور

ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ

ثَمَنًا	قَلِیْلًا	فَ	وَیْلٌ	لَ + هُمْ	مِنْ + مَا	کَتَبَتْ
قیمت	تھوڑی	تو	ہلاکت ہے	لئے + ان کے	(اس) سے + (جو)	لکھا
موصوف	صفت (مفعول)	عاطفہ	مبتدا	(خبر) جار + مجرور	جار + (موصول) مجرور	فعل ماضی

اَیْدِیْهِمْ وَ وَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ {79}

اَیْدِیْ + هِمْ	وَ	وَیْلٌ	لَ + هُمْ	مِنْ + مَا	یَکْسِبُوْنَ
ہاتھوں نے + ان کے	اور	ہلاکت ہے	لئے + ان کے	(اس) سے + جو	وہ کماتے ہیں
مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور (خبر)	جار + مجرور موصول	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: تو ان لوگوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تا کہ اس کے بدلہ میں (دنیا کی) تھوڑی قیمت خریدیں تو ان کے لئے ہلاکت ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں اور اس پر

بھی خرابی ہے جو وہ کماتے ہیں (معاوضہ لیتے ہیں)

لغوی نکات:

وَيْلٌ {و ی ل} یہ اسم مرفوع ہے۔ (مبتدا)، اس لفظ میں انتہا درجہ کی تہدید پائی جاتی ہے (ہلاکت و بربادی)

يَكْتُبُوْنَ {ک ت ب} باب (ن) فعل مضارع معلوم جمع مذکر غائب (وہ لکھتے ہیں)

بِاَيْدِيْهِمْ بِ + اَيْدِيْ + هِمْ، يَدٌ کی جمع اَيْدِيْ ہے، مؤنث ہے، یہ اُن اسماء میں سے ہے جن کا لام کلمہ محذوف ہوتا ہے۔ (اپنے ہاتھوں سے)

هٰذَا اسم اشارہ واحد، اس کا مشار الیہ (جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں)

لِيَشْتَرُوْا لِ + يَشْتَرُوْا {ش ر ی} باب افتعال سے مضارع جمع مذکر غائب، اصل میں يَشْتَرِيُوْنَ تھا۔ شروع میں لام تعلیل کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا پھر ی پر ضمہ ثقیل تھا، اس کو نقل کر کے ماقبل کو دیا پھر ی کو واؤ سے بدلا، دو واؤں کا التقائے ساکنین ہوگیا پہلی کو گرا دیا، يَشْتَرُوْا ہوگیا۔ (خریدنا)

ثَمَنًا قَلِيْلًا ثَمَنٌ کی جمع اَثْمَانٌ (موصوف) + قَلِيْلًا، صفت۔ موصوف صفت ملکر يَشْتَرُوْا کا مفعول ہوا۔ (تھوڑی قیمت)

تفسیری نکات: یہود دنیا کے منافع وفوائد کے لئے تورات میں تحریف سے کام لیتے۔ دنیا کی معمولی قیمت کے عوض لوگوں کو غلط فتوے صادر کرتے تو اللہ کی طرف سے ان پر سخت وعید نازل کی گئی کہ جو ہاتھ سے لکھتے ہیں اور جو کماتے ہیں ان سب کے لئے وَيْلٌ بربادی ہے۔ ہمارے لئے اس میں درس عبرت ہے کہ اگر ہم بغیر علم کے لوگوں کو غلط فتوے دیں گے یا اللہ تعالیٰ کے احکام کو دنیاوی مفاد کی خاطر بدلیں گے تو ہمارے لئے بھی ایسی ہی وعید ہے جو کہ جہنم میں جانے کا سبب بنے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا

وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ

وَ	قَالُوْا	لَنْ	تَمَسَّ + نَا	النَّارُ	اِلَّآ	اَيَّامًا	مَّعْدُوْدَةً
اور	کہا انہوں نے	ہرگز نہ	چھوئے گی + ہم کو	آگ	مگر	چند دن	گنتی کے
عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	ناصبۃ المضارع	فعل مضارع + مفعول مقدم	فاعل (موخر)	حرف استثنا	مستثنیٰ، موصوف	صفت

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

قُلْ	اَ + تَّخَذْتُمْ	عِنْدَ + اللّٰهِ	عَهْدًا
کہہ دیجئے	کیا + پکڑا تم نے، لے رکھا ہے	(پاس) ہاں + اللہ کے	کوئی عہد (وعدہ)
امر حاضر واحد	استفہام + فعل ماضی (فاعل)	ظرف مضاف + مضاف الیہ	مفعول

فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ

ف+لَنْ	یُّخْلِفَ	اللّٰهُ	عَهْدَ+هٗ	اَمْ
تو+ہرگز نہ	خلاف ورزی کرے گا	اللہ	عہد کی+اپنے	یا
عاطفہ+ناصبہ المضارع	فعل مضارع (افعال)	فاعل	مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	حرف عطف

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ {80}

تَقُوْلُوْنَ	عَلَى	اللّٰهِ	مَا	لَا	تَعْلَمُوْنَ
کہتے ہو تم	اوپر	اللہ کے	جو	نہیں	جانتے ہو تم
فعل مضارع (فاعل)	حرف جار	مجرور	موصولہ یا موصوفہ	نافیہ	فعل مضارع، جمع مذکر حاضر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: انہوں (یہودیوں) نے کہا کہ ہم کو جہنم کی آگ چند مخصوص ایام کے علاوہ نہیں چھوئے گی، تو اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو فرما دیجئے کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم اللہ پر وہ چیز کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

لغوی نکات:

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ لَنْ ناصبۃ المضارع ہے اور تَمَسَّنَا {م س س} باب (ف) فعل مضارع، نفی مؤکد بلَن، واحد مؤنث غائب، (نَا) ضمیر جمع متکلم مفعول مقدم اور اَلنَّارُ مؤنث سماعی اس کا فاعل مؤخر ہے، (ہرگز ہم کو آگ نہ چھوئے گی)

اَیَّامًا یَوْمٌ کی جمع ہے اَیَّامًا اصل میں اَیْوَامٌ تھا واؤ کو ی بنایا اور یاء کو ی میں ادغام کر دیا، اَیَّامٌ ہو گیا بوجہ ظرف منصوب موصوف (کئی دن) اور مَعْدُوْدَةً، باب (ن) اسم مفعول واحد مؤنث (عدد) اس کی جمع مَعْدُوْدَاتٌ ہے صفت۔ (گنتی شمار)

لَنْ یُّخْلِفَ {خ ل ف} باب افعال، مضارع نفی تاکید بلن، واحد مذکر غائب منصوب بوجہ لَنْ (ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا اللہ تعالیٰ)

تفسیری نکات: بنی اسرائیل اپنے آپ کو اللہ کے لاڈلے اور محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بے شمار انعام کئے تھے اور اس بنیاد پر انہوں نے بے شمار باتیں گھڑ لی تھیں کہ اوّل تو ہم نے جہنم میں جانا نہیں ہے اور اگر اللہ آگ (جہنم) میں ڈالے گا، تو اُتنے دن جتنے دن انہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی پھر وہ نکال دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے ان کے ساتھ کوئی عہد کیا ہوا ہے یا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی طرف سے ایسی باتیں گھڑ لیتے ہیں جس کا ان کو بھی علم نہیں،

یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ

بَلٰى	مَنْ	كَسَبَ	سَيِّئَةً	وَّ	اَحَاطَتْ	بِ+ہٖ
کیوں نہیں	جس نے	کمائی	کوئی برائی	اور	گھیر لیا	ساتھ اس کے
حرف جواب	مبتدا، شرط	فعل ماضی (فاعل)	مفعول بہ	عاطفہ	فعل ماضی (مؤنث)	جار مجرور

خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ {81}

خَطِيْٓئَتُ + هٗ	فَ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ + النَّارِ	هُمْ	فِيْ + هَا	خٰلِدُوْنَ
خطاؤں نے + اس کی	تو	یہی لوگ	والے + آگ	وہ	میں + اس	ہمیشہ رہنے والے
مضاف+مضاف الیہ (فاعل)	جزاء	مبتدا	مضاف+مضاف الیہ (خبر)	مبتدا	جار+ مجرور	اسم فاعل جمع مذکر (رفع) خبر

بامحاورہ ترجمہ: کیوں نہیں جس نے کوئی برائی کمائی اور اس کو اس کی غلطیوں نے گھیر لیا، تو یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

بَلٰى — حرف ایجاب یعنی ایسا حرف استفہام جس کے ذریعے گزشتہ بیان کردہ حقیقت کا پرزور اثبات ہو اور اس کے مقابلے میں آگے بیان ہونے والے الفاظ میں اس کی مزید تقویت دی گئی ہو۔ (کیوں نہیں؟)

كَسَبَ — {ک س ب} باب (ض) كَسَبَ يَكْسِبُ سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب (کمائی کرنا، کسی چیز کا ارتکاب کرنا)

اَحَاطَتْ — {ح و ط} باب (افعال) ماضی واحد مؤنث غائب (گھیر لیا، احاطہ کرنا)

خَطِيْٓئَتُهٗ — (خَطِيْٓئَتُ + هٗ) مرکب اضافی، اس کی جمع خَطَايَا ہے، اَحَاطَتْ کا فاعل ہے، غلطیاں، قصور، گناہ)

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ — هُمْ ضمیر مستتر جمع مبتدا۔ اور خَالِدُوْنَ۔ باب (ن) اسم فاعل جمع مذکر۔ (حالت رفع) (خبر) یہ جملہ اسمیہ ہوا (وہ ہی اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں (خاص طور پر یہودیوں) کے اس قسم کے ان دعوؤں کی تردید کی ہے کہ وہ عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے بھی نجات حاصل کر سکتے ہیں یا پھر چند روز دوزخ میں رہنے کے بعد آخرکار وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ ان کے اس گمان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیت نمبر 80 میں کھول کر بیان

کر دیا ہے۔ یہاں فرمایا کہ برائی (شرک، گناہ) نے جن لوگوں کو گھیر لیا ہے، وہی جہنم میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

الصّٰلِحٰتِ	عَمِلُوْا	وَ	اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ	وَ
نیک (اچھے)	انہوں نے عمل کیے	اور	ایمان لائے	جو لوگ	اور
مفعول بہ	فعل ماضی (جمع) (فاعل) (س)	عاطفہ	فعل ماضی (جمع) (فاعل)	اسم موصول مبتدا	مستانفہ

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ {82}

خٰلِدُوْنَ	فِيْ+هَا	هُمْ	الْجَنَّةِ	اَصْحٰبُ	اُولٰٓئِكَ
ہمیشہ رہیں گے	میں + اس	وہ	جنت	والے	وہی
اسم الفاعل جمع مذکر (ن) (خبر)	جار + مجرور	ضمیر مبتدا	مضاف الیہ (خبر)	مضاف	اسم اشارہ بعید (مبتدا)

بامحاورہ ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے وہ لوگ ہی جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لغوی نکات:

اَلَّذِيْنَ — اسم موصول جمع مذکر۔ (مبتدا) وہ لوگ

عَمِلُوْا — {ع م ل} باب (س) سے فعل ماضی جمع مذکر غائب جملہ بن کر (خبر) ہوئی۔ (عمل کرنا)

خٰلِدُوْنَ — {خ ل د} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر حالت رفع۔ ھُمْ۔ کی خبر ہے۔ (ہمیشہ رہنے والے)

تفسیری نکات: پہلے مشرکوں، یہودیوں کا تذکرہ تھا۔ اس آیت میں اہل ایمان اور صالح اعمال سے متصف لوگوں کا تذکرہ ہے کہ یہ گروہ جنتی ہے اور یہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

تَعْبُدُوْنَ	لَا	بَنِيْ+اِسْرَآءِيْلَ	مِيْثَاقَ	اَخَذْنَا	اِذْ	وَ
تم عبادت کرو	نہ	بنی اسرائیل (سے)	پختہ عہد	ہم نے لیا	جب	اور
فعل مضارع (فاعل)	حرف نفی	مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	مفعول بہ	فعل ماضی (فاعل)	ظرف زمان	مستانفہ

اِلَّا اللّٰهَ ۚ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی

اِلَّا	اللّٰهَ	وَ	بِ + الْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا	وَّ	ذِی
مگر	اللہ کی	اور	ساتھ + والدین کے	احسان کرنا	اور	والوں (سے)
حرف استثناء	مفعول بہ	عاطفہ	حرف جار + مجرور (معطوف علیہ)	مفعول مطلق	عاطفہ	مضاف

الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا

الْقُرْبٰى	وَ	الْيَتٰمٰى	وَ	الْمَسٰكِيْنِ	وَ	قُوْلُوْا
قرابت	اور	یتیموں (سے)	اور	محتاجوں (سے)	اور	تم کہو
مضاف الیہ (معطوف نمبر1)	عاطفہ	معطوف نمبر2	عاطفہ	معطوف نمبر3	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل)(ن)

لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

لِ + النَّاسِ	حُسْنًا	وَّ	اَقِيْمُوْا	الصَّلٰوةَ	وَ
سے + لوگوں	اچھی بات	اور	تم قائم کرو	نماز کو	اور
جار + مجرور	مفعول	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل) (افعال)	مفعول بہ	عاطفہ

اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

اٰتُوْا	الزَّكٰوةَ	ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ
تم دو	زکوۃ کو	پھر	تم پھر گئے
فعل امر جمع مذکر (فاعل) (افعال)	مفعول بہ	حرف عطف	فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (فاعل) (تفعل)

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ {83}

اِلَّا	قَلِيْلًا	مِنْ + كُمْ	وَ	اَنْتُمْ	مُّعْرِضُوْنَ
سوائے	کم (تھوڑے)	سے + تم	حالانکہ	تم	پہلو تہی کرنے والے، اعراض کرنیوالے
حرف استثناء	مستثنیٰ	جار + مجرور	حالیہ	مبتدا	اسم فاعل جمع مذکر/خبر

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور حسن سلوک کرنا ماں باپ سے، قرابت داروں سے (بھی) اور یتیموں اور مسکینوں سے (بھی) اور (یہ کہ) تم لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا (لیکن اس کے بعد تم (اس سے) پھر گئے سوائے (تھوڑوں) کے اور تم تو ہو ہی پہلو تہی کرنے والے۔

لغوی نکات:

وَاِذْ — وَ + اِذْ، وَ۔مُسْتَانفہ نئی بات کے آغاز کے لئے + اِذْ (اسم ظرف زمان) اس سے قبل فعل امر اُذْکُرْ (محذوف ہے) اور یہ اِذْ اُس کا مفعول ہے، (یاد کرو) اس وقت کو۔

اَخَذْنَا — {ء خ ذ} باب (ن) اَخَذَ یَاْخُذُ سے ماضی جمع متکلم (ہم نے لیا) (پکڑا)

مِیْثَاقَ — {و ث ق} باب (ض) وَثَقَ یَثِقُ سے اسم الہ یا مصدر اس کی جمع مَوَاثِیْقَ ہے مضاف (مفعول) (پختہ عہد یا مضبوط عہد)

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ — (مرکب اضافی) بَنِیْ کی جمع (بَنُوْنَ) پچھلے لفظ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں بَنِیْنَ اور اگلے لفظ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے جمع کا (ن) حذف ہوگیا۔ (بنی اسرائیل سے)

لَا تَعْبُدُوْنَ — {ع ب د} باب (ن) سے فعل مضارع منفی، جمع مذکر حاضر (تم عبادت نہ کرو)

بِالْوَالِدَیْنِ — بِا + الْوَالِدَیْنِ، والد کا تثنیہ، حالت جر (والدین کے ساتھ)

اِحْسَانًا — {ح س ن} باب (افعال) فعل امر محذوف اَحْسِنُوْا کا مفعول مطلق بنتا ہے۔ (احسان کرنا)

ذِی الْقُرْبٰی — ذی + الْقُرْبٰی ذِیْ اسمائے ستہ سے مضاف + اَلْقُرْبٰی فُعْلٰی کے وزن پر باب (ک) سے مصدر۔ مضاف الیہ (قرابت والوں)

یَتٰمٰی — یتیم کی جمع ہے حالت جر کیونکہ اس کا عطف اَلْوَالِدَیْنِ پر ہے، جس بچے (نابالغ) کا باپ فوت ہوجائے وہ یتیم ہوتا ہے۔

قُوْلُوْا — {ق و ل} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر حاضر، (تم کہو)

حُسْنًا — {ح س ن} باب (ک) سے مصدر مفعول ہے، یہاں صفت ہے جب کہ اس کا موصوف محذوف ہے، اَیْ قَوْلًا حَسَنًا۔ اچھے انداز سے / اچھی بات (یعنی لوگوں سے اچھی بات کہو)

اَقِیْمُوا — {ق و م} باب (افعال) سے فعل امر جمع مذکر حاضر، (تم قائم کرو)۔ یعنی پڑھو۔ (نماز کو)

اٰتُوا — {ء ت ی} باب (افعال) اٰتٰی یُؤْتِیْ سے تعلیل کے بعد اٰتِیْ یُؤْتِیْ سے فعل امر جمع مذکر۔ (دو تم)

الزَّکٰوۃَ — {ز ک و} باب (ن) زَکَا یَزْکُوْ سے مصدر۔ مفعول، (بڑھنا، نشوونما پانا) مراد زکوٰۃ دو

مُّعْرِضُوْنَ — {ع ر ض} باب (اِفعال) سے اسم الفاعل مُعْرِضٌ کی جمع مُعْرِضُوْنَ، حالت رفع خبر، (اِعراض کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان (بنی اسرائیل) سے مضبوط عہد لیا تھا کہ تم نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اس طرح قرابت داروں سے اور یتیوں و مسکینوں سے بھی اچھا سلوک کرنا ہے اور لوگوں سے بھی اچھی بات کہنا ہے اور نماز قائم کرنا ہے اور زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہے لیکن عہد کرنے کے باوجود یہ لوگ اِعراض کر گے منہ

پھیر لیا تو یہ بڑا گناہ ہے کہ عہد کیا جائے اور پھر اس کو توڑا جائے اور یہی احکام ہماری شریعت میں بھی ہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا نماز قائم کرنا زکوۃ دینا ہمیں بھی ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِیْثَاقَ + کُمْ	لَا	تَسْفِکُوْنَ
اور	جب	ہم نے لیا	پختہ عہد + تم سے	نہیں	تم بہاؤ گے
مستانفہ	ظرف زمان (مفعول)	فعل ماضی + فاعل	(مفعول بہ) مضاف+مضاف الیہ	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ض)

دِمَآءَکُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ

دِمَآءَ + کُمْ	وَ	لَا	تُخْرِجُوْنَ	اَنْفُسَ + کُمْ
خونوں کو + اپنے	اور	نہ	تم نکالوں گے	جانوں کو + اپنی
مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	حرف عطف	حرف نفی	فعل مضارع جمع مذکر، فاعل	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ {84}

مِّنْ	دِیَارِ + کُمْ	ثُمَّ	اَقْرَرْتُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَشْهَدُوْنَ
سے	گھروں + اپنے	پھر	تم نے اقرار کیا	اور	تم (خود)	گواہی دیتے ہو
حرف جار	مجرور۔ مضاف + مضاف الیہ	حرف عطف	فعل ماضی، فاعل	حالیہ	مبتدا	فعل مضارع جمع مذکر حاضر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم اپنوں کے خون نہ بہاؤ گے اور نہ اپنوں کو ان کے وطنوں (گھروں) سے نکالو گے، پھر تم نے اقرار کیا اور تم (اس بات پر) گواہ ہو۔

لغوی نکات:

لَا تَسْفِکُوْنَ — لَا + تَسْفِکُوْنَ {س ف ک} باب (ض) سَفَکَ یَسْفِکُ سے (مضارع / منفی) جمع مذکر حاضر (نہ بہانا)

لَا + تُخْرِجُوْنَ {خ ر ج} باب (افعال) اَخْرَجَ یُخْرِجُ سے (فعل مضارع / منفی) جمع مذکر حاضر (تم نہ نکالو گے)

مِّنْ دِیَارِکُمْ — (مِنْ + دِیَارِ + کُمْ) (مِنْ حرف جر، دِیَارِ مجرور مضاف + کُمْ مضاف الیہ) دِیَارِ، دَارٌ کی جمع ہے۔ (گھروں۔ وطنوں)

اَقْرَرْتُمْ — {ق ر ر} باب (افعال) اَقَرَّ یُقِرُّ (اِقْرَارٌ) ماضی جمع مذکر حاضر (اقرار کرنا)

تَشْهَدُوْنَ {ش ہ د} باب (س) فعل مضارع جمع مذکر حاضر (فاعل) (گواہ ہونا)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک اور عہد شکنی کی بات کر رہے ہیں کہ ان سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ اپنے ہی لوگوں کا خون نہ بہائیں اور نہ ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالیں۔ پھر انہوں نے اقرار بھی کر لیا کہ ہاں ہم نے وعدہ کیا تھا اور اس بات پر گواہی بھی دی تھی لیکن پھر ان لوگوں نے وعدہ توڑ دیا تو وعدہ توڑنا اللہ کے ہاں بہت سنگین جرم ہے اللہ اس کے بارے میں ضرور پوچھیں گے۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

ثُمَّ	اَنْتُمْ	هٰٓؤُلَآءِ	تَقْتُلُوْنَ	اَنْفُسَ + كُمْ	وَ
پھر	تم	وہی ہو جو	تم قتل کرتے ہو	لوگوں (کو) + اپنے	اور
حرف عاطفہ	مبتدا	بدل	فعل مضارع (فاعل) (خبر)	مضاف+مضاف الیہ (مفعول بہ)	عاطفہ

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ

تُخْرِجُوْنَ	فَرِيْقًا	مِنْ + كُمْ	مِنْ	دِيَارِ + هِمْ
تم نکالتے ہو	ایک گروہ کو	میں سے + تمہارے (اپنے)	سے	گھروں + ان کے
فعل مضارع (فاعل) (افعال)	مفعول بہ	حرف جر + مجرور	حرف جر	مضاف+مضاف الیہ (مجرور)

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ

تَظٰهَرُوْنَ	عَلٰى + هِمْ	بِ	الْاِثْمِ	وَ	الْعُدْوَانِ
تم آپس میں چڑھ دوڑتے ہو	پر + اُن	ساتھ / سے	گناہ	اور	سرکشی کے
فعل مضارع (فاعل)	جار + مجرور	جار	مجرور (معطوف علیہ)	حرف عطف	معطوف

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ

وَ	اِنْ	يَاْتُوْ + كُمْ	اُسٰرٰى	تُفٰدُوْ + هُمْ	وَ
اور	اگر	وہ آئیں + تمہارے پاس	قیدی بن کر	تم بدلہ دے کر چھڑاتے ہو + اُن کو	حالانکہ
عاطفہ	حرف شرط	فعل مضارع، فاعل + مفعول بہ	حال	فعل مضارع، فاعل+مفعول بہ	حالیہ

هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

هُوَ	مُحَرَّمٌ	عَلَىٰ + كُمْ	اِخْرَاجُ + هُمْ
وہ	حرام کیا گیا	پر + تم	نکالنا + ان کا
مبتدا	خبر ۔ اسم مفعول	جار + مجرور ، (خبر مقدم)	مضاف + مضاف الیہ (مبتدا مؤخر)

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

اَ	فَ + تُؤْمِنُوْنَ	بِ + بَعْضِ + الْكِتٰبِ
کیا	تو + تم ایمان لاتے ہو	ساتھ + بعض (حصہ) + کتاب کے
ہمزہ استفہام	عاطفہ + فعل مضارع (فاعل) (افعال)	حرف جر + (مجرور) مضاف + مضاف الیہ

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ

وَ	تَكْفُرُوْنَ	بِ	بَعْضٍ	فَ	مَا	جَزَآءُ
اور	تم کفر کرتے ہو	ساتھ	بعض (حصہ) کے	تو	نہیں، کیا	سزا
عاطفہ	فعل مضارع (فاعل) (ن)	جار	مجرور	مستانفہ	حرف نفی	مبتدا (مضاف)

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ

مَنْ	يَّفْعَلُ	ذٰلِكَ	مِنْ + كُمْ	اِلَّا	خِزْيٌ
جو	کرے	یہ	سے + تم	مگر	رسوائی
موصولہ، مضاف الیہ	مضارع (ف)	اسم اشارہ (مفعول بہ)	جار + مجرور	حرف استثناء	مستثنیٰ خبر مبتدا ۔ جزاء کی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ

فِي	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	يُرَدُّوْنَ
میں	زندگی	دنیا	اور	دن	قیامت کے	وہ لوٹائے جائیں
جار	مجرور / موصوف	صفت	عاطفہ	مفعول فیہ (مضاف)	مضاف الیہ	مضارع مجہول (نائب فاعل)

اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اِلٰٓی	اَشَدِّ	الۡعَذَابِ	وَ	مَا	اللّٰهُ	بِ + غَافِلٍ
طرف	سخت	عذاب کی	اور	نہیں	اللہ	ساتھ + بے خبر
جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حالیہ	حرف (نفی)	اسم ما	جار + مجرور

عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ {85}

عَنۡ	مَّا	تَعۡمَلُوۡنَ
سے	(اُس سے) جو	تم کرتے ہو
جار	مجرور۔ موصولہ	فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں تو تم ان کا فدیہ دے کر چھڑاتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام قرار دیا گیا تھا، کیا تم کتاب کے کچھ حصہ پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصہ کو نہیں مانتے لہٰذا تم سے جو ایسا کرے گا تو اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

لغوی نکات:

هٰٓؤُلَآءِ — ضمیر متصل بطور کلمہ حصر (وہی لوگ ہو)

تُخۡرِجُوۡنَ — {خ ر ج} باب (افعال) مضارع جمع مذکر حاضر (نکالنا)

تَظٰهَرُوۡنَ — {ظ ہ ر} باب (تفاعل) بلحاظ صیغہ اصل میں تھا تَتَظَاهَرُوْنَ، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، ایک "تا" گر گئی، صلہ عَلٰی ہے معنی ہوا ایک دوسرے کے خلاف مدد کرنا۔

الۡعُدۡوَانِ — {ع د و} باب (ن) سے مصدر سماعی (و) عاطفہ کی وجہ سے۔اِثْمِ کی طرح حالت جر میں ہے۔ (ظلم و زیادتی کرنا)

اِنۡ يَّاۡتُوۡكُمۡ — اِن + یَاتُو + کُمْ {ء ت ی} (ض) اَتٰی یَاْتِیْ فعل مضارع مجزوم جمع مذکر غائب۔ حالت جزم اِن کی وجہ سے، (آنا)

اُسٰرٰى — جمع (واحد اَسِیْرٌ، باب (ض) سے مصدر (قیدی/گرفتار)

تُفٰدُوۡهُمۡ — (تُفٰدُوْ + هُمْ) {ف د ی} باب (مفاعلۃ) فَادٰی یُفَادِی سے مضارع حالت جزم جواب شرط، (فدیہ دینا) بدلہ دے کر

چھڑوانا (تم فدیہ دے کر ان کو چھوڑاتے ہو)

مُحَرَّمٌ {ح ر م} باب (تفعیل) حَرَّمَ یُحَرِّمُ سے اسم المفعول، مُحَرَّمٌ کی دو ترکیبیں ہوسکتی ہیں یا تو خبر مقدم ہو اور اِخْرَاجُهُمْ (جو آگے آ رہا ہے) مبتدا مؤخر ہو یا محرم مبتدا ہو اور اِخْرَاجُهُمْ نائب فاعل جو خبر کے قائم مقام ہو۔ (ممنوع، حرام کیا گیا)

اِخْرَاجُهُمْ (اِخْرَاجُ + هُمْ) {خ ر ج} (افعال) اَخْرَجَ یُخْرِجُ سے مصدر اِخْرَاجُ (مضاف + هُمْ ضمیر/ مضاف الیہ) (حالت رفع)، (ان کا نکالنا)

اَفَتُؤْمِنُوْنَ (اَ + فَ + تؤْمِنُوْنَ) + (ا) (استفہامیہ) فَ + تُؤْمِنُوْنَ {ء م ن} باب (افعال) اٰمَنَ یُؤْمِنُ سے مضارع جمع مذکر حاضر (تو کیا تم ایمان لاتے ہو؟)

خِزْیٌ {خ ز ی} باب (س) سے مصدر۔ حالت رفع۔ خبر یا جزاء سے بدل ہے (ذلت/ رسوائی)

الْحَیٰوۃِ {ح ی ی} باب (س) سے مصدر سماعی، اصل میں حَیِیَۃٌ تھا دوسری یاء کو الف سے بدلہ، حَیَاۃٌ ہوا۔ (زندگی)

الدُّنْیَا {د ن و} باب (ن) دَنَا یَدْنُوْ سے اسم تفضیل مؤنث، مذکر اَدْنٰی ہے، فُعْلٰی کے وزن پر۔ (دنیا)

یُرَدُّوْنَ {ر د د} باب (ن) سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب (وہ لوٹائے جائیں)

تفسیری نکات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی دور میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے تھے یہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ یہ قبیلے قبل از اسلام انصار (مشرکین) کے دو مختلف قبیلوں کے بھی حلیف تھے۔ قبائل کی جنگوں میں یہ اپنے اپنے حلیف قبیلے کی مدد کر کے قتل و غارت لوٹ مار کرتے کچھ کو ان کے گھروں اور علاقوں سے نکال دیتے اور بعض کو قیدی بھی بنا لیتے۔ بعد میں خود ہی فدیہ دے کر ان کی رہائی کرا دیتے۔ تورات میں ان کے ایسے فعل کو حرام قرار دیا گیا تھا لیکن ان پر کوئی اثر نہ تھا۔ انہوں نے تو اپنی شریعت کو پامال کر رکھا تھا اور احکام الٰہی کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اس کردار اور ان کے انجام کو پیش نظر رکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم آج کے مسلمان اگر انکار کر رہے ہیں تو پھر ہمیں بھی اپنے لئے ویسے ہی انجام کا انتظار کرنا چاہئے جیسا بنی اسرائیل کا ہوا یا پھر جلد از جلد تائب ہوکر ایمان صادق کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر عمل کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح پائیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا	الْحَيٰوةَ	الدُّنْيَا	بِ + الْاٰخِرَةِ	فَ	لَا
یہی/ وہی ہیں	وہ لوگ جو	خریدا انہوں نے	زندگی	دنیا کی	بدلے + آخرت کے	تو	نہیں
مبتدا	اسم موصول جمع	فعل ماضی + فاعل	موصوف	صفت (مفعول)	جار + مجرور	حرف عطف	حرف نفی

يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ {86} ؏

يُخَفَّفُ	عَنْ+هُمْ	الْعَذَابُ	وَ	لَا	هُمْ	يُنْصَرُوْنَ
ہلکا کیا جائے گا	سے+ان	عذاب	اور	نہ	وہ	مدد کیے جائیں گے
مضارع مجہول	جار+مجرور	نائب فاعل	عاطفہ	نافیہ	ضمیر جمع (مبتدا)	مضارع مجہول جمع مذکر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی خرید لی۔ اب نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

لغوی نکات:

اِشْتَرَوْا {ش ر ی} باب (افتعال) سے ماضی جمع مذکر غائب، (خریدا انہوں نے)، خریدنے والے کو مشتری کہتے ہیں اور شَرٰیَ کا معنی بیچنے کے ہیں یہ بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے اگرچہ مادہ ایک ہے لیکن فعل کے باب کے فرق سے معنی میں تبدیلی ہوگی۔

لَا یُخَفَّفُ {خ ف ف} باب تفعیل سے مضارع مجہول منفی، اس کا نائب فاعل اَلْعَذَابُ ہے، (ہلکا کرنا)

تفسیری نکات: جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی اور دین کو دنیوی فائدوں کے لئے قربان کر دیا اور آخرت کے بے بہا ثواب اور نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی عارضی لذتوں کے پیچھے پڑ گئے، انہوں نے اُخروی فلاح کے بدلے دنیا کا عارضی آرام خرید لیا۔ انکے لئے آخرت میں سخت ترین عذاب ہے اور معاف ہونا تو کجا اس عذاب میں کسی قسم کی تخفیف بھی نہ ہوگی اس لئے انسان کو اللہ کی رحمت اور نیک عمل ہی کام دیں گے، وہی کرنے چاہئیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ

وَ	لَ+قَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	الْكِتٰبَ	وَ	قَفَّيْنَا	مِنْ
اور	یقیناً+یقیناً	دی ہم نے	موسیٰ علیہ السلام کو	کتاب	اور	پیچھے لگایا ہم نے	سے
عاطفہ	حرف تاکید+حرف تاکید	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول ثانی	عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	حرف جار

بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ

بَعْدِ+هٖ	بِ+الرُّسُلِ	وَ	اٰتَيْنَا	عِيْسٰى	ابْنَ+مَرْيَمَ	الْبَيِّنٰتِ	وَ
بعد+اس کے	ساتھ+رسولوں کے	اور	دی ہم نے	عیسیٰ علیہ السلام	بیٹے+مریم کے (کو)	واضح نشانیاں	اور
مضاف+مضاف الیہ	جار+مجرور	عاطفہ	فعل ماضی	مفعول (1) موصوف	صفت مضاف+مضاف الیہ	مفعول (2)	عاطفہ

اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ

اَیَّدْنَا + هُ	بِ + رُوْحِ	الْقُدُسِ	اَ	فَ + كُلَّمَا	جَآءَ + كُمْ
ہم نے قوت دی + اس کو	ساتھ + روح	پاک کے	کیا	پھر + جب بھی	آیا + تمہارے پاس
فعل ماضی، فاعل + مفعول	جار + مضاف	مضاف الیہ، مجرور	ہمزہ استفہامیہ	عاطفہ + حرف شرط	فعل + مفعول

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

رَسُوْلٌ	بِ + مَا	لَا	تَهْوٰۤى	اَنْفُسُ + كُمْ	اسْتَكْبَرْتُمْ
کوئی رسول	ساتھ + اس چیز کے	نہیں	چاہتی تھیں	جانیں (دل) + تمہارے	تکبر کیا تم نے
فاعل	جار + موصولہ	نافیہ	فعل مضارع	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	فعل مضارع (فاعل)

فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ ؗ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ {87}

فَ	فَرِیْقًا	كَذَّبْتُمْ	وَ + فَرِیْقًا	تَقْتُلُوْنَ
تو	ایک گروہ (کو)	جھٹلایا تم نے	اور + ایک گروہ (کو)	تم قتل کرتے ہو
عاطفہ	مفعول مقدم	فعل ماضی (فاعل)	عاطفہ + مفعول مقدم	فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو کھلی نشانیاں دی اور روح القدس کے ساتھ اس کی مدد کردی تو جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول کوئی حکم لے کر آیا جس کو تم نہیں چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا اور (اس کے بعد) ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے۔

لغوی نکات:

الْكِتٰبَ یہ اٰتَیْنَا فعل کا مفعول ثانی ہے۔ جب کہ اس کا پہلا مفعول موسیٰ علیہ السلام ہے۔ کتاب سے مراد تورات ہے۔

قَفَّیْنَا {ق ف ی} باب تفعیل قَفّٰی یُقَفِّیْ سے ماضی جمع متکلم (یکے بعد دیگر بھیجنا، پیچھے لگانا)

الْبَیِّنٰتِ بَیِّنَةٌ کی جمع ہے اور جمع مونث سالم مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس حالت میں بھی مجرور ہے کیونکہ جمع مونث سالم کی حالت نصبی وجری کسرہ کے ساتھ ہے، (روشن واضح دلیلیں)

اَیَّدْنٰهُ {ء ی د} باب تفعیل مصدر تَاْیِیْدٌ سے فعل ماضی، جمع متکلم + (هُ) ضمیر مفعول (مدد کرنا، قوت دینا، تائید کرنا)

رُوْحُ الْقُدُسِ مرکب اضافی یہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جس طرح رَجُلُ صِدْقٍ ہے یہاں بھی اَلْقُدُسُ (پاکی) روح کی صفت ہے پاک وقدس روح۔ اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں، اسی کو محقق مفسرین نے ترجیح دی ہے۔

اَفَكُلَّمَا أ + فَ + كُلَّمَا ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور (ف) عاطفہ ہے، (كُلَّمَا) یہ خود تو ظرف نہیں ہے لیکن ظرف کے قائم مقام ہے اور یہ تکرار کے لئے استعمال ہوتا ہے، كُلَّمَا کے بعد اکثر فعل ماضی آتا ہے۔ (جب بھی، ہر وقت)

لَا تَهْوٰٓى {ہ و ی} باب (س) مضارع منفی واحد مؤنث غائب، (خواہش کی طرف نفس کا مائل ہونا)

اِسْتَكْبَرْتُمْ {ک ب ر} باب (استفعال) ماضی جمع مذکر حاضر، (تم نے تکبر کیا)، غرور کیا، یعنی ایمان لانے اور پیغمبروں کی اتباع سے تکبر کیا۔

فَرِيْقًا {ف ر ق} مفعول مقدم ہے اور فعل + فاعل بعد میں ہے جو کہ اِسْتَكْبَرْتُمْ ہے (گروہ، جماعت)

كَذَّبْتُمْ (ک ذ ب) باب (تفعیل) كَذَّبَ يُكَذِّبُ سے فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، (جھٹلانا)

تفسیری نکات: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتاب تورات دی اور ان کے بعد انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ برابر جاری رہا جن میں مشہور انبیاء داؤد، زکریا، یحییٰ علیہم السلام اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام یہ نبی بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں اس کے بعد نبوت بنو اسماعیل کی طرف چلی گئی۔ اس خاندان میں خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوا اور نہ ہوگا۔ (عیسیٰ بن مریم (سن عیسوی سیدنا عیسیٰ السلام کے نام سے جاری ہے) ملک شام میں ناصریہ آپ کا آبائی وطن ہے اسی لئے ان کو مسیح ناصری کہا جاتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم کہنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ ایک بشر ہی تھے معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں تھے معجزانہ طور پر بن باپ کے پیدا ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے انجیل دی اور ان کو جبرائیل علیہ السلام کی خاص تائید ونصرت حاصل رہی۔ بنی اسرائیل نے بعض انبیاء علیہم السلام کو قتل کر دیا اور بعض کی تکذیب کر دی۔ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوپر آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اس میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سب احکام پر عمل کریں اور بعض احکام کو ماننا اور بعض نہ ماننا اسلام کی روح کے خلاف ہے وگرنہ یہ یہود جیسا عمل ہوگا جو قابل مواخذہ ہوگا۔

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ

وَ	قَالُوْا	قُلُوْبُ + نَا	غُلْفٌ	بَلْ	لَعَنَ	هُمْ	اللّٰهُ
اور	انہوں نے کہا	دل + ہمارے	پردے (میں ہیں)	بلکہ	لعنت کی	ان پر	اللہ نے
مستانفہ	فعل ماضی (فاعل)	مبتدا مضاف+مضاف الیہ	صفت مشبہ جمع / خبر	حرف اِضراب	فعل ماضی	مفعول مقدم	فاعل مؤخر

بِکُفۡرِہِمۡ فَقَلِیۡلًا مَّا یُؤۡمِنُوۡنَ {88}

یُؤۡمِنُوۡنَ	مَّا	قَلِیۡلًا	فَ	ہِمۡ	کُفۡرِ	بِ
وہ ایمان لاتے ہیں	جو	تھوڑے	تو	ان کے	کفر	بسبب
فعل مضارع، جمع مذکر	زائد تاکید کیلئے	مصدر محذوف اِیْمَانًا کی صفت	حرف عطف	مضاف الیہ	مجرور/مضاف	حرف جار

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے کہا کہ ہمارے دل تو غلاف میں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی ہے سو بہت کم ایمان لاتے ہیں۔

لغوی نکات:

قُلُوْبُنَا قُلُوْبُ + نَا، {ق ل ب} قَلْبٌ کی جمع مکسر قلوب ہے، مرکب اضافی۔ حالت رفع۔ مبتدا، (ہمارے دل)

غُلْفٌ {غ ل ف} یہ اَغْلَفُ کی جمع ہے۔ ایسا پردہ جس کی وجہ سے قوت سماعت متاثر ہو ''قرآن مجید کی باتیں ہم تک نہیں پہنچ سکتیں'' (بقول ان کے) اور بعض کے نزدیک یہ غِلَافٌ کی جمع ہے۔ وہ چیز جو غلاف میں بند ہو۔ اس صورت میں ان کا مدعا یہ ہے کہ ہمارے دل علوم و معارف کے گنجینے اور مخزن ہیں لہٰذا ہمیں قرآن جیسے علم کی ضرورت نہیں ہے۔

بَلْ یہ حرف اضراب ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقت یہ نہیں ہے جو یہ (کافر) کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کی مسلسل نافرمانی اور کفر کی وجہ سے ان پر لعنت مسلط ہوگئی۔ لفظ بَلْ کے ذریعے سابقہ جملے کی نفی کرکے اس کے بعد اصل حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ (بلکہ)

قَلِیْلًا {ق ل ل} یہ اِیْمَانًا محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور فعل پر مقدم ہے یعنی کم لوگ ہیں (جو ایمان لاتے ہیں)

تفسیری نکات: جب یہودیوں کو قرآن حق کی طرف دعوت دی جاتی تو کہتے کہ ہمارے دل اس دعوت کو قبول کرنے کے سلسلے میں بند ہیں ہمیں اس حق کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عذر کی حقیقت بتا دی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کفر اور مسلسل نافرمانی کی وجہ سے ان پر یہ لعنت ڈال دی گئی اور ان پر وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ

اللّٰهِ	عِنۡدِ	مِّنۡ	كِتٰبٌ	هُمۡ	جَآءَ	لَمَّا	وَ
اللہ کے	پاس	سے	کتاب	ان کے پاس	آئی	جب	اور
مضاف الیہ	ظرف مضاف	حرف جر	فاعل مؤخر موصوف	مفعول مقدم	فعل ماضی	شرطیہ	عاطفہ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ

مُصَدِّقٌ	لِ + مَا	مَعَ + هُمْ	وَ	كَانُوْا	مِنْ
تصدیق کرنے والا	اس کی + جو	ساتھ + ان کے	اور	وہ تھے	سے
اسم فاعل (صفت)	حرف جر + موصولہ	ظرف مضاف + مضاف الیہ	عاطفہ	فعل ماضی ناقص (اسم کانَ)	حرف جر

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

قَبْلُ	يَسْتَفْتِحُوْنَ	عَلَى	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
پہلے	وہ فتح طلب کرتے	اوپر	ان لوگوں (کے)	جنہوں نے کفر کیا
مجرور (مبنی علی الضم)	فعل مضارع، جمع مذکر (فاعل)	حرف جر	اسم موصول جمع	فعل ماضی (فاعل)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ

فَ + لَمَّا	جَآءَ	هُمْ	مَّا	عَرَفُوْا	كَفَرُوْا	بِ + هٖ
تو + جب	آیا	ان کے پاس	جو	پہچانا انہوں نے	کفر کیا انہوں نے	ساتھ + اس کے
عاطفہ + حرف شرط	فعل ماضی	مفعول مقدم	فاعل ۔ موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	فعل ماضی (فاعل)	جار + مجرور

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ {89}

فَ + لَعْنَةُ	اللّٰهِ	عَلَى	الْكٰفِرِيْنَ
تو + لعنت ہو	اللہ کی	اوپر / پر	کافروں کے
عاطفہ + (مبتدا) مضاف	مضاف الیہ	جار	مجرور، جمع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: جب اِن (یہودیوں) کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب (قرآن) آئی جو اس کتاب کو سچا بتاتی ہے جو ان کے پاس (تورات) ہے اور پہلے وہ (اس کے آنے کے انتظار میں رہتے اور اسی طرح) کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ (رسول) آ گیا جس کو پہچانتے تھے تو اس کے منکر ہو گئے تو انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

لغوی نکات:

کِتٰبٌ — موصوف + مُصَدِّقٌ۔ صفت۔ یہ موصوف صفت مل کر جَاءَهُمْ کا فاعل ہے۔ (ایسی کتاب جو تصدیق کرنے والی ہے)

کَانُوْا — کَانُوْا {ک و ن} افعال ناقصہ ہے۔ فعل ماضی جمع مذکر ہے هُمْ اس کا اسم ہے اور یَسْتَفْتِحُوْنَ خبر ہے۔

مِنْ قَبْلُ — قَبْلُ۔ اسم ظرف مبنی علی الضم ہے۔ ظرف مکان اور زمان دونوں کے لئے اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو (مبنی عَلَی الضَّم) (ـُ) (پیش) پر مبنی ہوگا۔ اس لئے یہاں (مِنْ) حرف جر نے عمل نہیں کیا۔

یَسْتَفْتِحُوْنَ — {ف ت ح} باب (استفعال) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب ہے۔ جب مضارع سے پہلے کَانَ آجائے تو مضارع ماضی استمراری کا معنی دیتا ہے (وہ فتح ونصرت کی دعا کرتے تھے)

کَفَرُوْا — {ک ف ر} باب (ن) فعل ماضی جمع مذکر غائب، (انہوں نے انکارکیا)

بِهٖ — بِ + ہٖ۔ جار مجرور (ساتھ اس کے) ہٖ ضمیر کا مرجع مَا عَرَفُوْا (انہوں نے جو پہچانا ہے)

الْکٰفِرِیْنَ — کافر کی جمع ہے، اسم الفاعل ہے (جری حالت ہے) (ال) لام جنس کیلئے ہے یعنی تمام کافروں پر (اللہ کی لعنت ہو)

تفسیری نکات: جب یہودیوں کا فریق مخالف سے مقابلہ ہوتا تو وہ ''منتظر'' یعنی آنے والے نبی کے حوالے سے نصرت و فتح کی دعا مانگا کرتے تھے لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کردیا اور کافر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں پر لعنت کردی۔ تو جو شخص حق کو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کردے وہ عذاب ولعنت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ

بِئْسَ	مَا	اشْتَرَوْا	بِ + ہٖ	اَنْفُسَ + هُمْ
بری ہے	جو	بیچا انہوں نے	بدلے + اس کے	جانوں کو + اپنی
ماضی، فعل ذم	موصولہ	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	جار + مجرور	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ

اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا

اَنْ	یَّکْفُرُوْا	بِ + مَا	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	بَغْیًا
یہ کہ	وہ کفر کریں	ساتھ + اس چیز کے جو	اتاری	اللہ نے	بغاوت کرتے ہوئے
ناصبہ	فعل مضارع مجزوم (فاعل) (ن)	جار + موصولہ مجرور	ماضی (افعال)	فاعل	مفعول لہ

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

اَنْ	يُّنَزِّلَ	اللّٰهُ	مِنْ	فَضْلِ+هٖ	عَلٰى	مَنْ	يَّشَآءُ
یہ کہ	اُتارتا ہے	اللہ	سے	فضل+اپنے	اوپر	جس کے	چاہتا ہے
ناصبۃ المضارع	مضارع (تفعیل)	فاعل	حرف جر	مضاف+مضاف الیہ (مجرور)	حرف جار	موصولہ	مضارع

مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ

مِنْ	عِبَادِ+هٖ	فَ	بَآءُوْ	بِ	غَضَبٍ	عَلٰى	غَضَبٍ
سے	بندوں+اپنے	تو	لوٹے وہ	ساتھ	غصے کے	اوپر	غصے کے
حرف جر	مجرور، مضاف+مضاف الیہ	عاطفہ	ماضی (ن)	حرف جر	مجرور	حرف جار	مجرور

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ {90}

وَ	لِ+اَلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ	مُّهِيْنٌ
اور	واسطے+کافروں کے	عذاب	رسوا کرنے والا
عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت (مبتدا مؤخر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ چیز بہت بری ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کوفروخت کردیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ (کتاب) کا انکارکردیا (محض) بغاوت کرتے ہوئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل (خاص) نازل کرتا ہے (تو اس حقیقت کوتسلیم نہ کرنے کی وجہ سے) غضب بالائے غضب کے وہ مستحق ہوگئے اور کافروں کیلئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

لغوی نکات:

بِئْسَ {ب ء س} باب (س) یہ "افعال ذم" سے فعل ماضی ہے۔ اسکی گردان نہیں ہے، اصل میں بَئِسَ تھا (سَمِعَ) کے وزن پر تو عین کلمہ کی اتباع میں اسکے فَا کلمہ کو (زیر) (کسرہ) دیا گیا پھر تخفیفاً عین کلمہ کو ساکن کردیا گیا۔ تو بِئْسَ رہ گیا (برا ہے)

+مَا موصولہ ہے بمعنی اَلَّذِیْ ہے اور یہ بِئْسَ کا فاعل ہے [بری ہے (وہ چیز)]

اِشْتَرَوْا {ش ر ی} باب افتعال ماضی۔ جمع مذکر غائب (فاعل) (انہوں نے خریدا)

اَنْ يَّكْفُرُوْا (اَنْ) ناصبۃ المضارع ہے اور یَکْفُرُوْا: {ک ف ر} (ن) (مضارع) جمع مذکر غائب اَنْ کی وجہ سے یَکْفُرُوْنَ کا ن گرگیا (یہ کہ وہ کفر کریں)

بَغْيًا {ب غ ی} (ض) بَغٰى يَبْغِيْ (بَغْيًا) مصدر ہے: (يَكْفُرُوْا کا مفعول لہ ہے) (بغاوت کرنا، سرکشی کرنا، حسد کرنا)

يُنَزِّلَ {ن ز ل} تفعیل، مضارع واحد مذکر غائب، شروع میں اَنْ ہے، اس لئے مضارع کا آخر منصوب ہے (اتارتا ہے)

يَّشَآءُ {ش ی ء} (ف) شَاءَ يَشَاءُ شَيْئًا، سے فعل مضارع اصل میں يَشْيَءُ تھا ی کی حرکت ماقبل (پہلے حرف) کو دے کری کو الف (ا) سے بدل دیا، يَشَاءُ بن گیا۔

عِبَادِهٖ {ع ب د} (ن) عَبْدٌ کی جمع عِبَادِ ہے مضاف + هٖ ضمیر مضاف الیہ (مجرور) (اپنے بندوں) (سے)

فَبَآءُوْا ف عاطفہ، {ب و ء} (ن) بَاءَ يَبُوْءُ مصدر بَوْءٌ، سے ماضی جمع مذکر غائب (فاعل)، (وہ لوٹے)، یہ لفظ عموماً شر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

غَضَبٍ {غ ض ب} (س) غَضِبَ يَغْضَبُ سے اسم مصدر، حالت جر، (غصہ)

لِلْكٰفِرِيْنَ لِ + اَلْكَافِرِيْنَ: {ك ف ر} (ن) كَافِرٌ کی جمع جری حالت، كَافِرِيْنَ، اسم فاعل (مرکب جاری) [کافروں کے لئے]

مُّهِيْنٌ {ھ و ن} باب افعال سے اسم فاعل عَذَابٌ کی صفت (ذلیل کرنے والا/رسوا کرنے والا)

تفسیری نکات: یہود حد درجہ خود غرض، حاسد، ضدی قوم ثابت ہوئی، وہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر احکام الٰہی کو بدلنے میں ذرا شرم محسوس نہ کرتے اور ہر نعمت کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور آخری نبی پہچاننے کے باوجود انکار کرنے لگے۔ ان میں حسد کی یہ آگ بھڑک اٹھی کہ نبوت بنی یعقوب علیہ السلام سے نکل کر بنی اسماعیل علیہ السلام میں کیوں منتقل ہوگئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبوت و رسالت کی عطا تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔ ان کے اس انکار کی پاداش میں دنیا میں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور آخرت میں بھی کافروں کے لئے رسوا کرنے والا سخت عذاب ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ

وَ	اِذَا	قِيْلَ	لَ + هُمْ	اٰمِنُوْا	بِ + مَا
اور	جب	کہا جاتا ہے	واسطے + ان کے	تم ایمان لاؤ	ساتھ + (اس کے) جو
عاطفہ	حرف شرط	ماضی مجہول (ن)	جار + مجرور	فعل امر جمع (فاعل) (افعال)	جار + موصولہ (مجرور)

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ

اَنْزَلَ	اللّٰهُ	قَالُوْا	نُؤْمِنُ	بِ + مَا	اُنْزِلَ
اتارا	اللہ نے	کہتے ہیں	ہم ایمان لاتے ہیں	ساتھ + جو	اتاری گئی
فعل ماضی (افعال)	فاعل	فعل ماضی (فاعل)	فعل مضارع جمع متکلم (فاعل) (افعال)	جار + موصولہ مجرور	ماضی مجہول

عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ق

وَرَآءَ + هٗ	بِ + مَا	يَكْفُرُوْنَ	وَ	عَلٰى + نَا
پیچھے + اس کے	ساتھ + (اس کے) جو	وہ کفر کرتے ہیں	اور	اوپر + ہمارے
مضاف + مضاف الیہ (مَا کا صلہ)	جار + مجرور (موصولہ)	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ن)	عاطفہ	جار + مجرور

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ط

مَعَ + هُمْ	لِ + مَا	مُصَدِّقًا	الْحَقُّ	هُوَ	وَ
ساتھ + اُن کے ہے	واسطے + (اس کے) جو	تصدیق کرنیوالا ہے	سچ ہے	وہ	اور (حالانکہ)
مضاف + مضاف الیہ	جار + موصولہ مجرور	حال	خبر	مبتدا	عاطفہ / حالیہ

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ

مِنْ	اَنْۢبِيَآءَ + اللّٰهِ	تَقْتُلُوْنَ	فَ + لِمَ	قُلْ
سے	نبیوں کو + اللہ کے	تم قتل کرتے ہو	تو + کیوں	کہہ دیجئے
حرف جر	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل) (ن)	عاطفہ + حرف استفہام	فعل امر

قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ {91}

مُّؤْمِنِيْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	قَبْلُ
ایمان لانے والے	ہو تم	اگر	پہلے
اسم فاعل جمع، (خبر)	فعل ماضی ناقص + اسم	حرف شرط	مجرور مبنی علی الضم

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب (قرآن) پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی ہے اور جو اسکے علاوہ ہے وہ نہیں مانتے حالانکہ وہی حق ہے اسکی تصدیق کرنے والا ہے جو انکے پاس (کتاب) ہے۔ تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم ایمان دار ہو تو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کیوں کرتے تھے۔

لغوی نکات:

اِذَا حرف شرط ہے جو ماضی پر داخل ہو کر اس کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے (جب)

قِيْلَ	{ق و ل} (ن) قَالَ يَقُوْلُ (قَوْلًا) سے ماضی مجہول (إذَا کی وجہ سے معنی مضارع میں ہے)، (کہا جاتا ہے)
اٰمِنُوْا	{ء م ن} (افعال) اٰمَنَ يُؤْمِنُ سے فعل امر حاضر ءَاٰمِنْ سے تعلیل کے بعد (اٰمِنْ) سے جمع اٰمِنُوْا، (تم ایمان لاؤ)
يَكْفُرُوْنَ	{ك ف ر} (ن) مضارع جمع مذکر غائب (وہ کفر کرتے ہیں)
وَرَآءَهٗ	(وَرَاءَ + هٗ) وَرَاء اسم ظرف زمان و مکان (مضاف) + ہ ضمیر (مضاف الیہ) مذکر و مونث کے لئے مساوی ہے۔ وَرَاءَ ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کبھی ضمیر اور کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن میں دونوں طرح ہے بمعنی (پیچھے، علاوہ + اس کے)
الْحَقُّ	{ح ق ق} (ن/ض) سے مصدر ہے (هُوَ کی خبر ہے) جو چیز واقعہ کے مطابق ہو۔ (سچ اور حق ہے)
مُصَدِّقًا	{ص د ق} باب تفعیل سے اسم فاعل، حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے، (تصدیق کرنے والا ہے)
مَعَهُمْ	(مَعَ + هُمْ) لفظ مَعَ اسم ظرف ہے جو مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے، اس کا مضاف الیہ کبھی اسم ضمیر جس طرح یہاں ہے اور کبھی اسم ظاہر کی شکل میں، اس سے پہلے مَا موصولہ ہے جس کا صلہ محذوف ہے جو تورات ہے۔ (ساتھ + اُن کے)
فَلِمَ	(فَ + لِمَ) فَ جزائیہ ہے جو جواب شرط پر دلالت کرتی ہے، (شرط محذوف ہے اِنْ كُنْتُمْ كَذٰلِكَ۔ فَلِمَ) لِمَ حرف استفہام ہے، کیوں، کس لئے۔ (ساتھ / پاس + ان کے)
تَقْتُلُوْنَ	{ق ت ل} (ن) مضارع جمع مذکر مخاطب (تم قتل کرتے ہو) یہاں مضارع ماضی کے معنی میں ہے یعنی (قَتَلْتُمْ) (قتل کرتے تھے)
اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ	(مرکب اضافی ہے)، {ن ب ء} باب تفعیل سے اسم الفاعل نَبِيٌّ کی جمع مکسر اَنْبِيَاءَ ہے یہ تَقْتُلُوْنَ کا مفعول ہے (اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو)
كُنْتُمْ	كَانَ کی گردان میں فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے، اَنْتُمْ اس میں اسکا اسم ہے، (تم ہو)
مُّؤْمِنِيْنَ	{ء م ن} باب (افعال) سے اسم فاعل جمع مذکر (نصبی حالت) کیونکہ كُنْتُمْ کی خبر ہے۔ (ایمان لانے والے)

تفسیری نکات: جب یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاؤ تو بہانہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو تورات کو مانتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں تورات کو بھی نہیں مانتے تورات کے احکام کو جھٹلاتے ہیں اور اس سے گھناؤنا جرم کہ وہ اللہ کے نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا ہے کہ اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اپنی کتابوں (سابقہ الہامی کتابوں) پر ایمان رکھتے ہو تو پھر نبیوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ یہاں پر ان کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاؤ جو اپنے سے پہلے تمہیں بھیجی ہوئی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہے۔ تو جو اس کتاب (قرآن) کو نہیں مانتا گویا کہ وہ سابقہ کسی کتاب کو نہیں مانتا۔ جس طرح ایک نبی کی تکذیب سے تمام انبیاء کی تکذیب لازم آتی ہے، اسی طرح قرآن کو نہ ماننے کی شکل میں دیگر آسمانی کتب کی تکذیب لازم آتی ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ

ثُمَّ	الْبَيِّنٰتِ	بِ	مُّوْسٰى	كُمْ	جَآءَ	لَ + قَدْ	وَ
پھر	واضح نشانیوں کے	ساتھ	موسیٰ علیہ السلام	تمہارے پاس	لایا	یقیناً + یقیناً	اور
عاطفہ	مجرور	جار	فاعل مؤخر	مفعول مقدم	ماضی	برائے تاکید کلام (حرف تحقیق)	عاطفہ

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ {92}

ظٰلِمُوْنَ	اَنْتُمْ	وَ	بَعْدِ + هٖ	مِنْ	الْعِجْلَ	اتَّخَذْتُمْ
ظلم کرنے والے	تم	اور	پیچھے + اس کے	سے	بچھڑے کو	تم نے پکڑا (معبود بنایا)
اسم فاعل (خبر)	مبتدا	حالیہ	مجرور / مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مفعول	فعل ماضی (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: (اے یہودیو!) تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح نشانیاں لے کر آئے اور پھر اس کے بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا لہٰذا تم ظالم لوگ ہو۔

لغوی نکات:

لَقَدْ (لَ+قَدْ) (لَ) تاکید کلام کیلئے استعمال ہوتا ہے اور قَدْ تحقیق کلام کیلئے دونوں میں تاکید در تاکید کا معنی پایا جاتا ہے جیسے (یقیناً یقیناً)

بِالْبَيِّنٰتِ (بِ + اَلْبَيِّنٰتِ) مرکب جاری ہے، اَلْبَيِّنَةُ کی جمع "اَلْبَيِّنَاتِ" (مجرور) (واضح نشانیاں، یعنی معجزات اور صحیفے)

اتَّخَذْتُمْ {ء خ ذ} باب (افتعال) فعل ماضی / جمع مذکر مخاطب + فاعل (تم نے پکڑ لیا / بنالیا) یعنی معبود بنالیا۔

الْعِجْلَ {ع ج ل} اسم ہے اِتَّخَذَ کا مفعول ہے، حالت نصب۔ (بچھڑا)

ظٰلِمُوْنَ {ظ ل م} باب (ض) اسم فاعل، ظَالِمٌ کی جمع ہے، حالت رفع (خبر) (ظلم کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کر کے ان کی سابقہ روش اور نافرمانیوں کو یاد دلا رہے ہیں، لہٰذا ان کو فرمایا! موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کئی معجزے لے کر آئے تاکہ تم راہ ہدایت اور توحید اختیار کر لو لیکن بجائے ایمان لانے کے اور توحید اپنانے کے تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی اور ظالم بن گئے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

رَفَعْنَا	وَ	كُمْ	مِيْثَاقَ	اَخَذْنَا	اِذْ	وَ
بلند کیا ہم نے	اور	تم سے	پختہ اقرار	پکڑا ہم نے	جب	اور
فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	عاطفہ	مضاف الیہ	(مفعول) مضاف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	ظرف	عاطفہ

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ

فَوْقَ + كُمْ	الطُّوْرَ	خُذُوْا	مَا	اٰتَيْنَا	كُمْ
اوپر + تمہارے	طور پہاڑ کو	تم پکڑو	جو	ہم نے دیا	تم کو
ظرف، مضاف + مضاف الیہ	مفعول	فعل امر جمع (فاعل) (ن)	موصولہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول

بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا

بِ + قُوَّةٍ	وَ	اسْمَعُوْا	قَالُوْا	سَمِعْنَا
ساتھ + قوت کے	اور	تم سنو	انہوں نے کہا	ہم نے سنا
جار + مجرور	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	فعل ماضی جمع مذکر	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)

وَعَصَيْنَا ق وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

وَ	عَصَيْنَا	وَ	اُشْرِبُوْا	فِيْ	قُلُوْبِ	هِمُ	الْعِجْلَ
اور	ہم نے نافرمانی کی	اور	پلائے گئے وہ	میں	دلوں	ان کے	بچھڑے کی محبت
عاطفہ	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	عاطفہ	ماضی مجہول	جار	مضاف	مضاف الیہ (مجرور)	مفعول

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ

بِ	كُفْرِ	هِمْ	قُلْ	بِئْسَ	مَا	يَاْمُرُ	كُمْ	بِ + هٖ
بسبب	کفر کے	ان کے	کہہ دیجئے	برا ہے	جو	حکم کرتا ہے	تم کو	ساتھ + اس کے
جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	فعل امر	فعل ذم	موصولہ	فعل مضارع	مفعول (مقدم)	جار + مجرور

اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ {93}

اِيْمَانُ + كُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
ایمان + تمہارا	اگر	ہو تم	ایمان لانے والے
(فاعل مؤخر) مضاف + مضاف الیہ	حرف شرط	فعل ناقص + اسم	اسم فاعل + جمع مذکر، حالت نصبی (کُنْتُمْ کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: جب ہم نے تم (یہود) سے پختہ عہد لیا اور تمہارے اوپر پہاڑ کو اٹھایا (اور کہا) کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور سنو (ہدایت کی بات) تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے۔ لیکن ہم نافرمانی کریں گے تو ان کے اسی کفر (انکار) کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی گئی تو آپ ان سے کہہ دیں کہ "تمہارا" ایمان جس چیز کا تمہیں حکم دیتا ہے، وہ بہت بری ہے۔ اگر ایمان (خالص) رکھتے ہو (تو اس طرح کی حرکت نہ کرو)

لغوی نکات:

مِيثَاقَكُمْ (مِيثَاق + كُمْ) مرکب اضافی ہے۔ مِيثَاق کا مادہ {و ث ق} اسم آلہ یا مصدر ہے، اس کی جمع مَوَاثِيْقُ ہے۔ (مفعول ہے) (پختہ عہد، قول وقرار جس پر قسم کھائی جائے۔ پختگی اور مضبوطی پیدا کرنے کا ذریعہ)۔

رَفَعْنَا {ر ف ع} باب (ف) فعل ماضی جمع متکلم (ہم نے بلند کیا)

فَوْقَكُمْ فَوْقَ + كُمْ (مرکب اضافی) فَوْقَ یہاں مضاف ہے اور یہ اسم ظرف ہے اوپر کو کہتے ہیں + كُمْ مضاف الیہ (تمہارے اوپر)

الطُّوْرَ رَفَعْنَا کا مفعول ہے اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

خُذُوْا {ء خ ذ} باب (ن) فعل امر (جمع مذکر) (تم پکڑو)

بِقُوَّةٍ (بِ + قُوَّةٍ) (مرکب جاری) (طاقت / مضبوطی کے ساتھ)

اسْمَعُوْا {س م ع} باب (س) فعل امر جمع مذکر، (تم سنو) (اطاعت کرو) سننا اطاعت کا سبب ہے

عَصَيْنَا {ع ص ی} باب (ض) عَصٰی يَعْصِيْ فعل ماضی جمع متکلم (ہم نے نافرمانی کی) یہاں معنی ہے (کریں گے)

أُشْرِبُوْا {ش ر ب} باب افعال سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب (وہ پلائے گئے) یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت گہری ہوگئی۔ لفظ شراب بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے کسی کی محبت یا بغض دل میں سرایت کر جائے تو یہ لفظ بولتے ہیں۔

الْعِجْلَ {ع ج ل} (مفعول یہ ہے) اصل میں حُبَّ الْعِجْلِ تھا۔ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ رکھ دیا (بچھڑے کی محبت)

بِئْسَمَا اصل میں (بِئْسَ + مَا) ہے مَا موصولہ ہے اور بِئْسَ افعال ذم سے ہے۔ یہ حرف بطور ماضی مستعمل ہوتا ہے (برا ہے وہ جو)

يَأْمُرُكُمْ {ء م ر} (ن) اَمَرَ يَأْمُرُ سے فعل مضارع + كُمْ ضمیر متصل مفعول (وہ تم کو حکم کرتا ہے)

إِيْمَانُكُمْ {ء م ن} باب افعال سے (اِيْمَانٌ) مصدر ہے جو یہاں مضاف + كُمْ مضاف الیہ۔ يَأْمُرُكُمْ کا فاعل ہے۔ (تمہارا ایمان)

إِنْ حرف شرط ہے۔ (اگر)

مُّؤْمِنِيْنَ {ء م ن} باب (افعال) سے اسم الفاعل جمع مذکر حالت نصب۔ اِنْ کی خبر ہے۔ اصل میں شرط بعد میں اور بِئْسَمَا جزاء پہلے ہے۔ (اصل عبارت اس طرح ہے اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَبِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖ اِيْمَانُكُمْ)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو بنی اسرائیل کے سروں کے اوپر اٹھا کر ان سے پختہ عہد لیا کہ جو احکام ہماری طرف سے تم پر نازل ہوں گے، ان پر کاربند رہنا اور احکام کو غور سے سننا۔ تو کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی ہے اور ان کے اس کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت پیدا کردی گئی۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو ایمان دار سمجھتے تھے حالانکہ وعدہ کی خلاف ورزی، بچھڑے کی پوجا اور دیگر احکام الٰہی سے انحراف اور ان کے موجودہ ایمان یعنی باطل عقائد نے ان کو بری حرکات میں ملوث کردیا اور اگر ان میں ایمان صحیح ہوتا تو وہ ایسی حرکات نہ کرتے۔ اگر انسان میں اللہ کی نافرمانی آ جائے تو یہ عدم ایمان کی نشانی ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

الْاٰخِرَةُ	الدَّارُ	لَ + كُمْ	كَانَتْ	اِنْ	قُلْ
آخرت کا	گھر	لئے + تمہارے	ہے	اگر	کہہ دے
صفت (كَانَتْ کا اسم)	موصوف	جار + مجرور	فعل ماضی ناقص	حرف شرط	فعل امر حاضر (ن)

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

النَّاسِ	دُوْنِ	مِّنْ	خَالِصَةً	اللّٰهِ	عِنْدَ
لوگوں کے	سوائے / علاوہ	سے	خاص طور پر	اللہ تعالیٰ کے	پاس
مضاف الیہ (مجرور)	ظرف / مضاف	(حرف جر)	اسم فاعل حال (مونث) (كَانَتْ کی خبر)	مضاف الیہ	ظرف مضاف

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ {94}

صٰدِقِيْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	الْمَوْتَ	تَمَنَّوُا	فَ
سچے	ہو تم	اگر	موت کی	تم تمنا کرو	تو
اسم فاعل جمع مذکر (خبر)	فعل ناقص+اسم	حرف شرط	مفعول	فعل امر حاضر جمع (فاعل)	حرف

بامحاورہ ترجمہ: آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے ہاں آخرت کا گھر باقی لوگوں کے علاوہ خالص تمہارے لئے ہی ہے تو (پھر) موت کی تمنا کر کے دیکھو، اگر تم سچے ہو۔

لغوی نکات:

كَانَتْ {ک و ن} باب (ن) سے فعل ماضی ناقص واحد مونث غائب۔ (ہے)

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ (مرکب توصیفی) اور یہ کَانَتْ کا اسم ہے۔ اَلدَّارُ مؤنث سماعی ہے جو یہاں معرفہ ہے اسی لئے اَلْاٰخِرَۃُ اس کی صفت مؤنث آئی ہے، (آخرت کا گھر)

خَالِصَةً {خ ل ص} (ن) سے اسم فاعل واحد مونث یا یہ عَافِيَةٌ کی طرح مصدر ہے۔ (اَلدَّارُ) سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور کَانَتْ کی خبر ہے (خالص، خاص طور پر)

دُوْنِ النَّاسِ دُوْنِ النَّاسِ مرکب اضافی، حالت جری (اَلنَّاسِ) پر الف لام استغراق (کل جنس) کے لئے ہے (سب لوگوں کے علاوہ)

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَ + تَمَنَّوْا {م ن ی} باب تفعل، تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی (تَمَنِّیْ) سے فعل امر حاضر جمع مذکر مخاطب اصل میں تَمَنَّيُوْا تھا، تعلیل کے بعد تَمَنَّوْ ہو گیا اور اَلْمَوْتَ مفعول ہوا (تمنا کرنا۔ خواہش کرنا) (موت کی تمنا کرو)

صٰدِقِيْنَ {ص د ق} باب (ن) اسم فاعل جمع مذکر (کُنْتُمْ) کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب ہے، (سچے)

تفسیری نکات: یہودی کہتے ہیں کہ جنت کے وارث صرف ہم ہیں اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں کو کہو کہ اگر تم جنت میں جانے کے اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کر کے دکھاؤ۔ کیوں کہ مرنے کے بعد ہی جنت میں پہنچنا ہے۔ تاکہ تم اس دنیا کی زندگی کو چھوڑ کر جنت میں جلدی پہنچو۔

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ

قَدَّمَتْ	بِ + مَا	اَبَدًا	يَتَمَنَّوْ + هُ	لَنْ	وَ
آگے بھیجا ہے	بسبب اس کے + جو	کبھی بھی / ہمیشہ	وہ تمنا کریں گے + اس (موت) کی	ہرگز نہیں	اور
فعل ماضی (واحد مونث)	سببیہ جارہ + موصولہ	ظرف ہمیشہ منصوب	فعل مضارع، فاعل + مفعول	ناصبۃ المضارع نافیہ	عاطفہ

اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ {95}

بِ + الظّٰلِمِيْنَ	عَلِيْمٌ	اللّٰهُ	وَ	هِمْ	اَيْدِيْ
ساتھ + ظالموں کے (کو)	خوب جاننے والا	اللہ تعالیٰ	اور	ان کے نے	ہاتھوں
جار + مجرور (اسم فاعل جمع مذکر)	صفت مشبہ بمعنی (اسم فاعل)	مبتدا	عاطفہ	مضاف الیہ (فاعل)	مضاف

بامحاورہ ترجمہ: وہ اس (موت) کی آرزو کبھی بھی ہرگز نہیں کریں گے، اُن (برے) اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ لَنْ + يَتَمَنَّوْ + هُ {م ن ی} باب تفعل سے مضارع معلوم جمع مذکر غائب، يَتَمَنَّوْ اصل میں يَتَمَنَّوْنَ تھا، اس سے پہلے لَنْ ناصبۃ المضارع برائے نفی تاکید مستقبل کی وجہ سے مضارع کے آخر سے "نَ" اعرابی ساقط ہوگیا، هُ ضمیر واحد مفعول ہے جوکہ (اَلْمَوْتَ) کی طرف لوٹ رہی ہے کہ (وہ ہرگز تمنا نہ کریں گے) اس موت / مرنے کی۔

بِمَا بِ + مَا۔ بِ سببیہ ہے اور مَا موصول ہے۔ (بسبب اس کے + جو)

قَدَّمَتْ {ق د م} باب تفعیل، ماضی واحد مونث غائب (آگے بھیجا) (کسی کام کو آگے بھیجنا)

اَيْدِيْهِمْ اَيْدِیْ + هِمْ، يَدٌ کی جمع اَيْدِیْ ہے جو یہاں مضاف ہے۔ جب کہ هِمْ اصل میں هُمْ ہے لیکن یہاں پڑھنے میں آسانی کے لئے هِمْ استعمال ہوا جوکہ مضاف الیہ ہے۔ اَيْدِيْهِمْ مرکب اضافی ہے جو قَدَّمَتْ کا فاعل ہے (اُن کے ہاتھوں نے)

بِالظّٰلِمِيْنَ بِ + الظّٰلِمِيْنَ {ظ ل م} باب (ض) اسم فاعل جمع مذکر، جری حالت (ظلم کرنے والوں کو)

تفسیری نکات: سابقہ آیت میں یہودیوں سے جنت کے وارث بننے کے لئے موت کی تمنا کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اس آیت میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ یہ لوگ موت کی تمنا تو ہرگز نہ کریں گے کیونکہ ان کو اپنے بُرے اعمال کی سزا سامنے نظر آرہی ہے کہ یونہی وہ مریں گے عذاب جہنم شروع ہو جائے گا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ دخول جنت میں جھوٹے ہیں اور اللہ تو ایسے ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ

وَ	لَ + تَجِدَنَّ + هُمْ	اَحْرَصَ	النَّاسِ
اور	ضرور یقیناً تو پائے گا + ان کو	زیادہ حریص	سب لوگوں سے
عاطفہ	لام تاکید + فعل مضارع مؤکد نون ثقیلہ (فاعل اَنْتَ) + مفعول	اسم تفضیل (مضاف)	مضاف الیہ

عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ

عَلٰى	حَيٰوةٍ	وَ	مِنَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	يَوَدُّ
اوپر / متعلق	زندگی کے	اور	سے	ان لوگوں سے جو	انہوں نے شرک کیا	چاہتا ہے
جار	مجرور	عاطفہ	حرف جار	اسم موصول جمع	فعل ماضی، فاعل (افعال)	فعل مضارع

اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ

اَحَدُ + هُمْ	لَوْ	يُعَمَّرُ	اَلْفَ	سَنَةٍ	وَ
ہر ایک + اُن کا	کاش کہ	عمر دیا جائے	ایک ہزار	سال	اور
مضاف+مضاف الیہ (فاعل)	حرف تمنا	مضارع مجہول (تفعیل)	(عدد) مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ

مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ

مَا	هُوَ	بِ + مُزَحْزِحِ + هٖ	مِنَ	الْعَذَابِ	اَنْ	يُعَمَّرَ
نہیں ہے	وہ	ساتھ + بچانے والا + اس کو	سے	عذاب	یہ کہ	عمر دیا جائے
نافیہ	ضمیر واحد مذکر	جار + اسم فاعل مضاف +مضاف الیہ	حرف جار	مجرور	ناصبہ	مضارع مجہول (تفعیل)

وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۧ {96}

وَ	اللّٰهُ	بَصِيْرٌ	بِ + مَا	يَعْمَلُوْنَ
اور	اللہ	خوب دیکھنے والا	ساتھ + اس کے جو	وہ عمل کرتے ہیں
مستانفہ	مبتدا	صفت مشبہ (خبر)	جار+مجرور موصولہ	مضارع جمع مذکر غائب (س)

بامحاورہ ترجمہ: تُو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندہ رہنے پر حریص پائے گا اور اُن لوگوں کو (بھی) جوشرک کرتے ہیں۔ ان (یہود و مشرکین) میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اس کی عمر ہزار سال ہو۔ حالانکہ اگر ان کو یہ (لمبی) عمر بھی دے دی جائے تو وہ ان کو (اللہ کے) عذاب سے بچانے والی نہیں اور وہ جو کچھ کرر ہے ہیں اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔

لغوی نکات:

لَتَجِدَنَّ + هُمْ لَ + تَجِدَنَّ + هُمْ۔ لَ تاکید کے لئے ہے اور تَجِدَنَّ {و ج د} باب (ض) کے فعل مضارع واحد مذکر حاضر کے آخر میں نّ نون مشدد (ثقیلہ) بھی برائے تاکید ہے اور هُمْ ضمیر مفعول ہے۔ (تو یقینا یقینا پائے گا ان کو)

اَحْرَصَ {ح ر ص} (ض/س) سے اسم تفضیل تَجِدَنَّ کا مفعول ثانی ہے، (بہت زیادہ لالچی)

اَشْرَكُوْا {ش ر ك} باب افعال۔ ماضی جمع مذکر غائب (جنہوں نے شرک کیا)، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک شامل کرنا، بہت بڑا شرک اور ظلم عظیم ہے

يَوَدُّ {و د د} (س) وَدَّ يَوَدُّ، فعل مضارع واحد مذکر غائب (شدت سے چاہتا ہے، پسند کرتا ہے)

لَوْ حرف تمنی ہے اور لَیْتَ کے معنی میں ہے (کاش کہ/تمنا کرنا)

یُعَمَّرُ {ع م ر} باب تفعیل سے مضارع مجہول، واحد مذکر غائب، اس میں ھُوَ ضمیر مستتر نائب فاعل ہے (عمر دیا جائے)

بِمُزَحْزِحِهٖ بِ + مُزَحْزِحِ + ہٖ {ز ح ز ح} باب (فَعْلَلَ) زَحْزَحَ، سے اسم فاعل مضاف، پہلے (بِ) حرف جار ہے، اس لئے یہ مجرور ہے اور ہٖ اصل میں ہُ ہے جو ضمیر واحد مذکر غائب ہے مضاف الیہ ہے۔ ثقل سے بچنے کے لئے ہُ کی پیش کو زیر (ہٖ) سے بدلا گیا اور یہ ہٖ ضمیر اس انسان متمنی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (اس کو بچانے والا، چھڑانے والا)

تفسیری نکات: حقیقت یہ ہے کہ یہ (یہودی اور مشرکین) لوگ اپنے برے اعمال کی وجہ سے دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں جانے کا قطعاً ارادہ نہیں کرتے، انکو اپنے گناہوں کی سزا نظر آرہی ہے۔ ظاہر ہے انکا دعویٰ جھوٹا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کی سب سے زیادہ تمنا کرنے والے یہ یہودی ہی ہیں یا جو مشرک ہیں یہ دنیا کی لذتوں میں اس قدر مستغرق ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہی پسند کرتا ہے کہ اسکی عمر ہزار سال ہوجائے تاکہ اس دنیا میں مزے کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکی عمر ہزار سال بھی ہوجائے تو بھی زیادہ عمر انکو اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ انکے گناہوں کی سزا تو انکو مل کر ہی رہے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے ہر عمل کو جانتا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ

قُلْ	مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا	لِ + جِبْرِيْلَ
کہہ دو	جو (شخص)	ہے	دشمن	کا + جبریل علیہ السلام
فعل امر واحد مذکر (اَنْتَ فاعل)	موصولہ	فعل ناقص (ھُوَ) ضمیر مستتر اس کا اسم	خبر	جار + مجرور

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

فَ + اِنَّ + ہٗ	نَزَّلَ + ہٗ	عَلٰى	قَلْبِ + كَ
تو + یقیناً + وہ	اس نے اتارا اس (قرآن) کو	اوپر	دل کے + تیرے
تعلیلیہ، جواب شرط + حرف مشبہ بالفعل + ہٗ۔ اِنَّ کا اسم	فعل ماضی، فاعل + مفعول۔ اِنَّ کی خبر	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

بِ + اِذْنِ	اللّٰهِ	مُصَدِّقًا	لِ + مَا	بَيْنَ
سے + حکم	اللہ کے	تصدیق کرنے والا	اس کے لئے + جو	درمیان، آگے
جار + مجرور مضاف	مضاف الیہ	اسم فاعل حال معطوف علیہ	جار + مجرور موصولہ	ظرف مضاف

يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ {97}

لِ + الْمُؤْمِنِيْنَ	بُشْرٰى	وَّ	هُدًى	وَ	يَدَىْ + هٖ
لئے + ایمان والوں کے	خوشخبری ہے	اور	ہدایت ہے	اور	ہاتھوں کے +اس کے
جار + مجرور / اسم الفاعل جمع مذکر	معطوف مصدر	عاطفہ	مصدر منصوب معطوف	عاطفہ	مضاف الیہ مضاف+مضاف الیہ

بامحاورہ ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبرئیل علیہ السلام کا دشمن ہے (ہوتا رہے) جب کہ اُس نے تو اس (قرآن) کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے (حالانکہ یہ قرآن) تصدیق کرنے والا ہے اس (کتاب) کی جو اس سے پہلے آ چکی ہے اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

لغوی نکات:

عَدُوًّا {ع د و} باب (ن) سے مصدر اور اسم صفت جو یہاں کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا اسم "هُوَ" محذوف ہے۔ (دشمنی، عداوت)

جِبْرِيْلَ یہ جِبْر اور اِیل سے مرکب ہے جس کے معنی عبداللہ کے ہے یا جبر بمعنی بادشاہ اور اِیل اَوّل سے بمعنی رجوع مراد ہے، یعنی بادشاہ (اللہ) کی طرف بار بار رجوع کرنے والا یعنی آنے جانے والا اور وہ فرشتہ جو اللہ کی طرف سے پیغمبروں کے پاس وحی لاتا ہے، مراد جبرئیل علیہ السلام۔ یہ اسم غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اس کے (لَ) پر زبر ہے، اس کی جری حالت ہے۔

نَزَّلَهٗ {ن ز ل} باب تفعیل سے فعل ماضی + ہٗ ضمیر مفعول (اتارنا)

قَلْبِكَ "عَلٰى قَلْبِ + كَ" مرکب جاری ہے۔ قَلْبِ (مضاف) كَ (مضاف الیہ) (مجرور) {ق ل ب} باب (ض) سے مصدر، قَلْبٌ کی جمع قُلُوْبٌ ہے، عَلٰى قَلْبِكَ (تیرے دل پر)

مُصَدِّقًا {ص د ق} باب تفعیل سے اسم فاعل اور نَزَّلَهٗ کی ہٗ ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (تصدیق کرنے والا)

بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ اسم ظرف مضاف۔ يَدَيْهِ [يَدَىْ (مضاف الیہ مضاف) + ہٗ مضاف الیہ] عمومی معنی ہاتھ ہے لیکن یہاں معنی آگے/پہلے ہے، یعنی جو کتاب پہلے اُتری ہے، تورات و انجیل وغیرہ۔ يَدَىْ اصل میں يَدَانِ تھا، نصبی حالت يَدَيْنِ، ن اضافت کی وجہ سے گر گیا لیکن چونکہ یہ بَيْنَ کا مضاف الیہ ہے، اس لئے حالت جر میں ہے اور آگے یہ ہٗ ضمیر کی طرف مضاف ہے، (اس کے سامنے/آگے)

هُدًى {ہ د ی} باب (ض) سے مصدر، اس کا عطف مُصَدِّقًا پر ہونے کی وجہ سے یہ بھی منصوب ہے۔ (ہدایت)

بُشْرٰى {ب ش ر} اسم مصدر منصوب ہے اور مُصَدِّقًا پر عطف کی وجہ سے حال / منصوب ہے۔ (خوشخبری)

تفسیری نکات: یہودی جبرئیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے تھے اور میکائیل سے دوستی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرئیل وغیرہ میرے بندے (فرشتے) ہیں یہ میرے پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور میرے حکم کے تابع ہیں جبرئیل کو ہی میں نے قرآن دے کر بھیجا ہے جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں ہدایت ہے اور اہل ایمان کے لئے خوشخبری ہے تو اس قرآن کو پڑھنا چاہئے اور اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ

مَنْ	كَانَ	عَدُوًّا	لِ+اللهِ	وَ
جو شخص	ہے	دشمن	لئے+اللہ (کے)	اور
موصولہ بمعنی شرطیہ	فعل ماضی ناقص (هُوَ اسم)	خبر	جار+مجرور/معطوف علیہ	عاطفہ

مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

مَلَائِكَةِ+هٖ	وَ	رُسُلِ+هٖ	وَ	جِبْرِيْلَ
فرشتوں کا+اس کے	اور	رسولوں کا+اس کے	اور	جبرئیل کا
مضاف+مضاف الیہ/معطوف (1)	عاطفہ	مضاف+مضاف الیہ/معطوف (2)	عاطفہ	معطوف (3)

وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ {98}

وَ	مِيْكٰلَ	فَ	اِنَّ	اللهَ	عَدُوٌّ	لِ+اَلْكٰفِرِيْنَ
اور	میکال کا	تو	یقیناً	اللہ تعالیٰ	دشمن ہے	کے لئے/کا+کافروں
عاطفہ	معطوف (4)	جزائیہ	حرف مشبہ بالفعل	اسم (اِنَّ کا)	خبر (اِنَّ کی)	جار+مجرور اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: جوکوئی اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا اور جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہوتو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

لغوی نکات:

مَلٰٓئِكَتِهٖ مَلَائِكَةِ+هٖ مرکب اضافی ہے۔ مَلَكٌ کی جمع مَلَائِكَةِ ہے۔ معطوف اسکا عطف لِلّٰهِ پر ہے (فرشتے، یہ اللہ کی نورانی مخلوق ہے اور سب سے زیادہ طاقت والی مخلوق ہے جسکا کام اللہ کی فرماں برداری اور تعمیل حکم ہے اور یہ مخلوق معصوم عن الخطا ہے)۔

رُسُلِهٖ رُسُلِ + هٖ مرکب اضافی [ر س ل] رَسُوْلٌ کی جمع رُسُلٌ ہے۔ حالت جری معطوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے معزز و محترم بندے۔ جو کہ انسانوں میں سے ہی اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے۔ اور ان پر وحی کرتا ہے۔

تفسیری نکات: یہودی جبرئیل علیہ السلام سے بغض و حسد رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے آباء و اجداد پر عذاب کی خبریں لانے والا فرشتہ ہے۔ اس طرح ہمارے راز و بھید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھولتا ہے۔ تو اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو مورد الزام ٹھہرانا بہت بڑی حماقت ہے، وہ تو صرف پیغام رسانی کا کام کرتا ہے، اصل عذاب بھیجنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور وہ عذاب بھی تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے تو اللہ نے فرمایا کہ جبرئیل سے دشمنی بڑی مہنگی پڑے گی کیونکہ اس ایک کی دشمنی سے اللہ تعالیٰ، تمام فرشتے، تمام رسولوں سے دشمنی ہوگی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ کے ولیوں سے دشمنی حرام ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے ولی ہوں۔ ان کی عزت کرنی چاہیے اگر ان کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو تو ماننی چاہیے اور ان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر گنبد، قبے بنانا یا عرس و میلے کا اہتمام کرنا، ان کے نام کی نذر و نیاز ماننا، ان پر چادریں چڑھانا، حاجت روا، مشکل کشا ماننا، دست بستہ کھڑے ہونا یہ سب حرام ہے اور شرکِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ج

بَیِّنٰتٍ	اٰیٰتٍ	اِلَیْ + كَ	اَنْزَلْنَآ	لَ + قَدْ	وَ
واضح	آیتیں	طرف + تیری۔ آپ کی	ہم نے اتارا	یقیناً + یقیناً	اور
صفت	(مفعول) (موصوف)	جار + مجرور	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	تاکید در تاکید	مستانفہ

وَ مَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ {99}

الْفٰسِقُوْنَ	اِلَّا	بِ + هَا	یَكْفُرُ	وَ + مَا
نافرمان	مگر	ساتھ + اس کے	انکار کرتے	اور + نہیں
اسم فاعل جمع مذکر (یَكْفُرُ کا فاعل ہے)	حرف استثنا	جار + مجرور	فعل مضارع (ن)	عاطفہ + نافیہ

بامحاورہ ترجمہ: اور یقیناً ہم نے آپ کی طرف واضح آیتیں اتاری ہیں جن کا انکار سوائے فاسقوں کے کوئی اور نہیں کرتا۔

لغوی نکات:

اٰیٰتٍ آیَةٌ کی جمع آیات ہے، آیتیں، امام راغب کے نزدیک یا تو اٰیٌ سے مشتق ہے، ایک چیز کو دوسری سے جدا کرنا اور ان کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ تَاَیِّیْ (باب تفعل کا مصدر) سے مشتق ہے، کسی چیز پر ٹھہرنا اور سبقت حاصل کرنا۔

بَیِّنٰتٍ {ب ی ن} بَیِّنَةٌ کی جمع ہے، آیات موصوف اور بَیِّنَاتِ صفت، موصوف صفت مل کر اَنْزَلْنَا کا مفعول ہے (واضح)

الْفٰسِقُوْنَ {ف س ق} باب (ن) اسم فاعل جمع مذکر (حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں)

تفسیری نکات: یہودیوں کے ہاں رسول کی صداقت کے لئے معجزات کا اعتبار ہوتا ہے، اسی طرح انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے معجزات طلب کئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو بے شمار واضح معجزات عطا کئے ہیں اور سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے اور بھی بہت سے معجزے اللہ نے عطا فرمائے ہیں ان کا انکار کافر ہی کرتے ہیں۔

اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ

نَبَذَ + هٗ	عَهْدًا	عٰهَدُوْا	كُلَّمَا	أَ + وَ
پھینک دیا + اس کو	اچھی طرح عہد کرنا	انہوں نے عہد کیا	جب بھی	(کیا + اور) اور کیا
فعل ماضی + مفعول مقدم	مفعول مطلق	فعل ماضی، فاعل (مفاعلہ)	ظرفیہ شرطیہ	ہمزہ استفہام + عاطفہ

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ {100}

يُؤْمِنُوْنَ	لَا	اَكْثَرُ + هُمْ	بَلْ	مِنْ + هُمْ	فَرِيْقٌ
وہ ایمان لاتے	نہیں	اکثر + اُن کے	بلکہ	سے + ان میں	ایک جماعت نے
فعل مضارع جمع (افعال) (خبر)	نافیہ	مضاف + مضاف الیہ (مبتدا)	حرف اضراب	جار + مجرور	فاعل موخر

بامحاورہ ترجمہ: کیا (ایسا نہیں کہ) جب بھی انہوں نے عہد و اقرار کیا تو اُن میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

لغوی نکات:

عٰهَدُوْا {ع ہ د} باب مفاعلہ، عَاهَدَ يُعَاهِدُ سے / ماضی معلوم جمع مذکر غائب (عہد کرنا)

نَّبَذَهٗ {ن ب ذ} باب (ض) نَبَذَ يَنْبِذُ نَبْذٌ سے ماضی معلوم، واحد مذکر غائب (اپنے سامنے یا پیچھے چیز کو پھینکنا، پٹخنا)

فَرِيْقٌ {ف ر ق} یہ اسم جمع ہے اور مرفوع ہے کیونکہ یہ نَبَذَ کا فاعل ہے، اس کا استعمال کثیر و قلیل کے لئے ہے۔ (گروہ)

تفسیری نکات: ان یہودیوں کو یہ بھی بیماری ہے کہ جب عہد کرتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ اس عہد کو توڑتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ غداری، نافرمانی، سرکشی کے واقعات سے بھری ہوئی ہے اور ان کی اکثریت ایمان سے انکاری ہے اور عدم ایمان سے نافرمانی اور سرکشی ہوتی ہے اور عہد کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ

مُصَدِّقٌ	اللّٰهِ	عِنْدِ	مِنْ	رَسُوْلٌ	جَآءَ + هُمْ	لَمَّا	وَ
تصدیق کرنے والا	اللہ کی / کے	طرف / پاس	سے	کوئی رسول	آیا + ان کے پاس	جب	اور
اسم فاعل۔ رَسُوْلٌ کی صفت	مضاف الیہ	(مجرور) مضاف	جار	فاعل موخر موصوف	ماضی + مفعول مقدم	ظرف	عاطفہ

لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	مِّنَ	فَرِيْقٌ	نَبَذَ	مَعَ+هُمْ	لِ+مَا
ان لوگوں سے	سے	ایک جماعت نے	پھینک دیا	پاس + ان کے	اس کی + جو
اسم موصول (جمع)	حرف جار	فاعل	فعل ماضی	مضاف + مضاف الیہ	جار + موصولہ (مجرور)

اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

ظُهُوْرِ + هِمْ	وَرَآءَ	اللّٰهِ	كِتٰبَ	الْكِتٰبَ	اُوْتُوا
کمروں/پیٹھوں + اپنی کے	پیچھے	اللہ کی	(پھینک دیا) کتاب کو	کتاب کو	جو دیے گئے
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	ظرف (مضاف)	مضاف الیہ	نَبَذَ کا مفعول (مضاف)	مفعول	ماضی مجہول و نائب فاعل

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ {101}

يَعْلَمُوْنَ	لَا	كَاَنَّ + هُمْ
وہ جانتے	نہیں	گویا کہ + وہ
فعل مضارع (جمع) یہ جملہ کاَنَّ کی خبر ہے	نافیہ	حرف مشبہ بالفعل + (اسم)

بامحاورہ ترجمہ: اللہ کی طرف سے ان کے پاس رسول آیا جو اس کی تصدیق کرتا تھا جو اُنکے پاس ہے تو اہل کتاب کی ایک جماعت نے اس (اللہ کی کتاب) کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا گویا کہ وہ (اسے) جانتے ہی نہیں۔

لغوی نکات:

لَمَّا حرف شرط (اسم ظرف ہے) ماضی پر داخل ہونے سے اس کا معنی (جب بھی) ہوگا، فعل مضارع پر داخل ہو تو اسے حالت جزم میں لے آتا ہے اور معنی دیتا ہے (ابھی تک نہیں)

اُوْتُوا {ء ت ی} باب (افعال) سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب، هُمْ ضمیر اس میں نائب فاعل ہے (وہ دیئے گئے)

الْكِتٰبَ {ک ت ب} باب (ن) سے مصدر/ یہ اُوْتُوا کا مفعول بہ ہے مراد خاص کتاب، تورات، انجیل وغیرہ۔

كِتٰبَ اللّٰهِ مرکب اضافی، نَبَذَ فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (اللہ کی کتاب کو) یعنی اللہ کی کتاب کو پھینک دیا (مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ) جملہ معترضہ ہے۔

وَرَآءَ (وَرَاءَ) ظرف مکان، منصوب ہے اور نَبَذَ کے متعلق ہے۔ (پیچھے)

ظُهُوْرِهِمْ مرکب اضافی، ظَهْرٌ کی جمع ظُهُوْرٌ ہے، (پشت، کمر)۔ مراد یہ ہے کہ بے پرواہی برتی اور عملی مخالفت کی یعنی ان پر عمل نہ کیا۔

كَاَنَّهُمْ كَ + اَنَّ + هُمْ۔ كَ تشبیہ کے لئے ہے اور اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور هُمْ اَنَّ کا اسم ہے (گویا کہ وہ)

لَا يَعْلَمُوْنَ {ع ل م} فعل مضارع منفی بِ لَا۔ جمع مذکر غائب یعنی گویا کہ/ اہل کتاب جانتے ہی نہیں ہیں کہ تورات میں آنے والے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں۔ اس سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

تفسیری نکات: جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کی کتابوں کی تصدیق کی تو ان لوگوں نے اللہ کی کتاب کی طرف توجہ نہ کی بلکہ جہالت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کی۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارتیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہوئے آپ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے فرمودات پر عمل کرنا چاہئے تھا لیکن اس سے باغی ہوگئے اور اللہ کی طرف سے ان پر ذلت مسلط کر دی گئی تو ہم کو چاہئے کہ اللہ کے رسول کی ہر بات کو مانیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ

وَ	اتَّبَعُوْا	مَا	تَتْلُوا	الشَّيٰطِيْنُ	عَلٰى	مُلْكِ	سُلَيْمٰنَ
اور	پیروی کی انہوں نے	(اس کی) جو	(وہ) پڑھتے تھے	شیطان	اوپر (میں)	بادشاہی/سلطنت	سلیمان ؑ (کی)
عاطفہ	فعل ماضی جمع مذکر	موصولہ	فعل مضارع	فاعل	جار	مجرور/مضاف	مضاف الیہ

وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

وَ	مَا	كَفَرَ	سُلَيْمٰنُ	وَ	لٰكِنَّ	الشَّيٰطِيْنَ	كَفَرُوْا
اور	نہیں	کفر کیا	سلیمان ؑ (نے)	اور	لیکن	شیطانوں نے	کفر کیا انہوں نے
عاطفہ	نافیہ	ماضی (ن)	فاعل (غیر منصرف)	عاطفہ	حرف استدراک	لٰکِنَّ کا اسم	فعل ماضی جمع (فاعل)

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ

يُعَلِّمُوْنَ	النَّاسَ	السِّحْرَ	وَ	مَآ
سکھاتے تھے وہ	لوگوں کو	جادو	اور	(پیروی کی انہوں نے) جو
فعل مضارع جمع مذکر	مفعول بہ (1)	معطوف علیہ مفعول نمبر 2	عاطفہ	موصولہ۔ اس کا عطف السِّحْرَ پر ہے

اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ

اُنْزِلَ	عَلَى	الْمَلَكَيْنِ	بِ+بَابِلَ	هَارُوْتَ	وَ	مَارُوْتَ
اتارا گیا تھا	اوپر	دو فرشتوں کے	میں+بابل شہر	ہاروت	اور	ماروت
ماضی مجہول	جار	مجرور تثنیہ	جار+مجرور۔ غیر منصرف	معطوف علیہ/بدل من الملکین	عاطفہ	معطوف

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ

وَ	مَا	يُعَلِّمٰنِ	مِنْ	اَحَدٍ	حَتّٰى	يَقُوْلَآ	اِنَّمَا	نَحْنُ
اور	نہیں	سکھاتے تھے وہ دونوں	سے/کو	کسی	یہاں تک کہ	دونوں کہہ دیتے	صرف	ہم
عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع تثنیہ مذکر	جار	مجرور	انتہائیہ (ناصبہ)	مضارع تثنیہ	کلمہ حصر	مبتدا

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا

فِتْنَةٌ	فَ+لَا	تَكْفُرْ	فَ+يَتَعَلَّمُوْنَ	مِنْ+هُمَا	مَا
آزمائش (ہیں)	تو+نہ	کفر کرتو	تو+وہ (لوگ) سیکھتے	سے+ان دونوں	جو
خبر	جزائیہ+نافیہ	فعل مضارع، فاعل	(مستانفہ)+مضارع جمع مذکر	جار+مجرور	موصولہ

يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ

يُفَرِّقُوْنَ	بِ+هٖ	بَيْنَ	الْمَرْءِ	وَ	زَوْجِ+هٖ
وہ جدائی ڈالیں	ساتھ+اس کے	درمیان	آدمی کے	اور	بیوی+اس کی/کے
فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار+مجرور	مضاف	مضاف الیہ/معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف/مضاف+مضاف الیہ

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا

وَ	مَا	هُمْ	بِ+ضَآرِّيْنَ	بِ+هٖ	مِنْ	اَحَدٍ	اِلَّا
اور	نہیں	وہ	ساتھ+نقصان دینے والے	ساتھ+اس کے	سے/کو	کسی	مگر
عاطفہ	نافیہ	ضمیر جمع مذکر	جار+اسم فاعل جمع (مجرور)	جار+مجرور	جار	مجرور	حرف استثنیٰ

بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ یَتَعَلَّمُوۡنَ مَا یَضُرُّہُمۡ

بِ+اِذْنِ	اللہ	وَ	یَتَعَلَّمُوْنَ	مَا	یَضُرُّ+ھُمْ
ساتھ+حکم	اللہ تعالیٰ کے	اور	وہ سیکھتے	(اس کو) جو	نقصان دے+ ان کو
جار+مجرور مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	موصول، محلاً منصوب	فعل مضارع +مفعول

وَلَا یَنۡفَعُہُمۡ ؕ وَ لَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ

وَ	لَا	یَنْفَعُ+ھُمْ	وَ	لَ+قَدْ	عَلِمُوْا	لَ+مَنِ
اور	نہ	نفع دے+ ان کو	اور	یقیناً+حقیقتہً	جان لیا انہوں نے	یقیناً+جس شخص نے
عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع +مفعول	عاطفہ	تاکید در تاکید	فعل ماضی جمع (فاعل)	تاکید+موصولہ

اشۡتَرٰىہُ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ ۟ؕ وَ لَبِئۡسَ مَا

اِشْتَرٰی+ہُ	مَا	لَ+ہٗ	فِیْ	الْاٰخِرَۃِ	مِنْ	خَلَاقٍ	وَ	لَ+بِئْسَ	مَا
خریدا+اس کو	نہیں ہے	کیلئے+اس کے	میں	آخرت	سے	کوئی حصہ	اور	یقیناً+برا ہے	جو
فعل ماضی+مفعول	نافیہ	جار+مجرور	جار	مجرور	جار	مجرور	عاطفہ	تاکید+فعل ذم	موصولہ

شَرَوۡا بِہٖۤ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ {102}

شَرَوْا	بِ+ہٖ	اَنْفُسَ+ھُمْ	لَوْ	کَانُوْا	یَعْلَمُوْنَ
فروخت کیا انہوں نے	ساتھ (بدلے)+اس کے	جانوں+اپنی کو	اگر	وہ ہوتے	جانتے
فعل ماضی جمع مذکر	جار+مجرور	(مفعول) مضاف+مضاف الیہ	شرط	فعل ماضی ناقص+اسم	فعل مضارع جمع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے وقت شیاطین پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہیں کیا لیکن کفر شیطانوں ہی نے کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ پیچھے لگ گئے اُس کے) جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل شہر میں اتارا گیا تھا اور وہ (فرشتے) یہ علم کسی کو سکھانے سے پہلے کہتے تھے کہ ہم تو بطور آزمائش ہیں تو کفر نہ کرو لیکن وہ تو ان سے وہ علوم سیکھتے تھے جو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالیں جبکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں دے سکتے تھے اور وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان دے اور فائدہ نہ دے اور وہ خوب جان چکے تھے کہ جس نے اس علم کو خریدا (اختیار کیا)

آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور جس چیز کے بدلے میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا وہ بہت بری ہے۔ کاش ان کو سمجھ ہوتی۔

لغوی نکات:

اِتَّبَعُوْا {ت ب ع} باب افتعال، سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب (پیروی کرنا، پیچھے لگنا)

تَتْلُوا {ت ل و} باب (ن)، تَلَا یَتْلُوْا (مصدر، "تَلَاوَة" سے مضارع واحد مؤنث غائب) مضارع بمعنی ماضی ہے۔ اصل میں "تَتْلُوُ" تھا (و) کا ضمہ گرا دیا گیا کیونکہ ثقیل ہے (کسی چیز کے پیچھے چلنا، یعنی اس طرح (پڑھنا) تلاوت کرنا کہ ساتھ ساتھ غور و فکر ہو)

الشَّیٰطِیْنُ {ش ط ن} یہ شیطان کی جمع ہے اور اس میں "ن" اصلی ہے اس کا معنی ہے (دُور ہونا) یہ "تَتْلُوْا" کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے کیونکہ جمع مکسر ہے اس لئے یَتْلُوْا کی بجائے تَتْلُوْا استعمال ہوا ہے (عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمَانَ) یہاں "علی" کا معنی (فِی) "میں" ہے، (سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی میں)

مُلْكِ "مضاف" ہے اس سے پہلے عَلٰی کی وجہ سے یہ حالت جر میں ہے، (بادشاہت، سلطنت)

سُلَیْمٰنَ مضاف الیہ ہے۔ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے "نَ" پر زبر ہے۔ سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام ایک عظیم پیغمبر اور بادشاہ تھے آپ کی وسعت سلطنت، عظمت اور شوکت مسلّمہ ہے۔

مَا كَفَرَ مَا نافیہ + كَفَرَ {ك ف ر} باب (ن) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (نہیں کفر کیا) یعنی نہیں جادو کیا اُس (سلیمان علیہ السلام) نے کیونکہ جادو کفر ہے۔

یُعَلِّمُوْنَ {ع ل م} باب (تفعیل) سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب، (تعلیم دینا، سکھانا)

السِّحْرَ {س ح ر} باب (ف) سے مصدر "یُعَلِّمُوْنَ" کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (جادو، دھوکہ، تخیلات)

مَآ "مَا" موصولہ بمعنی اَلَّذِیْ ہے، بعض کے نزدیک یہ مَا نافیہ ہے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ موصولہ ہے (جو)

اُنْزِلَ {ن ز ل} باب افعال، سے فعل ماضی مجہول (اُتارا گیا)

الْمَلَكَیْنِ مَلَكٌ کا تثنیہ ہے۔ اس سے پہلے عَلٰی ہے اسی لئے جری حالت ہے، اس کی جمع ملائکہ ہے (دو فرشتے) جو انسانی شکل میں اترے تھے۔

بِبَابِلَ (بِ + بَابِلَ) یہ شہر کا نام ہے، اس لئے غیر منصرف ہے۔ شروع میں (بِ) کے باوجود ـل۔ پر جر نہیں آئی۔ عراق کے ایک قدیم شہر کا نام بابل تھا۔ موجودہ بغداد سے 60 میل جنوب کی طرف دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں جادو وغیرہ کا علم بکثرت تھا۔

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے "تَ" پر زبر ہے اس میں دو سبب (1) عجمہ/(2) معرفہ پائے جاتے ہیں اور مَلَكَیْنِ سے بدل ہو رہا ہے۔ بابل شہر میں دو فرشتوں کے نام ہیں۔

يَقُوْلَآ {ق و ل} باب (ن) سے فعل مضارع تثنیہ مذکر غائب اصل میں يَقُوْلَانِ تھا حتّٰی کی وجہ سے يَقُوْلَانِ سے ن گر گیا، (دونوں کہتے تھے)

فِتْنَةٌ {ف ت ن} باب (ض) سے مصدر ہے، نَحْنُ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، (آزمائش/ امتحان)

فَلَا تَكْفُرْ {ك ف ر} باب (ن) فعل نہی، واحد مذکر مخاطب، تو کفر نہ کر، یعنی یہ جادو کر کے کفر اختیار نہ کر۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ فَ + يَتَعَلَّمُوْنَ {ع ل م} باب (تفعل) فعل مضارع جمع مذکر غائب هُمْ (فاعل) (وہ سیکھتے، علم حاصل کرتے)

مَا يُفَرِّقُوْنَ ما موصولہ، بمعنی ''اَلَّذِيْ'' (جو)

يُفَرِّقُوْنَ {ف ر ق} باب (تفعیل) فعل مضارع جمع مذکر غائب (جدائی ڈالنا، تفریق ڈالنا)

مَا هُمْ مَا نافیہ، مشابہ/ ''لَيْسَ'' ہے اور ''هُمْ'' اس کا اسم ہے، نہیں (تھے) وہ

بِضَآرِّيْنَ {ض ر ر} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، شروع میں (بِ) جارہ اس لئے ضَارِّيْنَ مجرور ہے، یہ مَا کی خبر ہے۔ (نقصان دینے والے)

اشْتَرٰهُ {ش ر ی} باب افتعال، اِشْتَرٰی يَشْتَرِی سے فعل ماضی، واحد مذکر غائب + هٗ ضمیر مفعول، جو لوٹ رہی ہے السِّحْرَ (جادو) کی طرف (خریدا اس کو)۔ خریدنا یعنی حاصل کرنا۔ سیکھنا۔ اور اس پر عمل کرنا۔

خَلَاقٍ {خ ل ق} اسم ہے، حالت جر، (بھلائی کا وافر حصہ، حصہ)

لَبِئْسَ لَ + بِئْسَ (لام تاکید) کے لئے اور ''بِئْسَ''، ''افعال ذم'' میں سے ہے، صرف فعل ماضی واحد مذکر غائب ہی استعمال ہوتا ہے۔ (یقیناً + بُرا ہے)۔ جادو یقیناً برا ہے۔

مَا شَرَوْا مَا موصولہ ہے اور شَرَوْا {ش ر ی} باب (ض) شَرٰی يَشْرِیْ، سے فعل ماضی، جمع مذکر غائب، اصل میں شَرَيُوْا تھا، ی کو بوجہ حرکت (پیش) کے حذف کر دیا گیا، (جو انہوں نے فروخت کیا/ بیچ ڈالا)

اَنْفُسَ + هُمْ ''اَنْفُسَ'' نَفْسٌ جمع ہے، مضاف + هُمْ ضمیر مضاف الیہ شَرَوْا کا مفعول بن رہا ہے۔ (اپنی جانوں کو)

تفسیری نکات: یہودی جادو وغیرہ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سلیمان علیہ السلام بھی جادو کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام جادو نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ جادو کرنا کفر ہے اور یہ شیطانوں کا کام ہے اسی طرح بابل شہر میں انسانی شکل میں اتارے گئے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر بطور آزمائش جادو وغیرہ اتارا گیا تھا تو یہ یہودی لوگ ان کے پاس جا کر جادو کا علم حاصل کرتے جبکہ وہ دونوں فرشتے یہ کہتے تھے کہ یہ کفر یہ کام نہ کریں۔ ہم (فرشتے) تو تمہارے لئے بطور آزمائش ہیں لیکن وہ (یہودی) لوگ خاوند اور بیوی کے درمیان تفریق/ جدائی ڈالنے کے لئے جادو سیکھتے اور کرتے تھے۔ لوگوں کو نقصان دینے کے لئے جادو کا علم حاصل کرتے حالانکہ نقصان و نفع اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ان کو اس بات کا علم تھا کہ جو شخص یہ جادو کرے گا یا سیکھے گا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ یعنی ان کی آخرت تباہ ہوجائے گی تو اس طرح انہوں نے اپنی جانوں کو داؤ پر لگایا اور اس کے عوض

بری چیز (جادو) حاصل کیا۔ جو سراسر نقصان ہی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

اتَّقَوْا	وَ	اٰمَنُوْا	اَنَّ + هُمْ	لَوْ	وَ
ڈر جاتے	اور	ایمان لے آتے	یقیناً + وہ	اگر	اور
فعل ماضی جمع مذکر (فاعل) / افتعال	عاطفہ	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل) (افعال)	حرف مشبہ بالفعل + اِنَّ کا اسم	کلمہ شرط	عاطفہ

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ {103}

يَعْلَمُوْنَ	كَانُوْا	لَوْ	خَيْرٌ	عِنْدِ + اللّٰهِ	مِنْ	لَ + مَثُوْبَةٌ
جانتے	ہوتے وہ	اگر	بہتر	پاس، نزدیک + اللہ کے	سے	ضرور + باعث ثواب ہوتا
فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	فعل ناقص ماضی	شرط	خبر	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	جار	تاکیدیہ + مصدر سماعی مبتدا

بامحاورہ ترجمہ: اگر وہ لوگ ایمان لے آتے اور (اللہ سے) ڈر جاتے تو (یہ بات) اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے اچھے بدلے کا باعث بنتی (ان کی آخرت صحیح ہوجاتی) کاش وہ (حقیقت حال) سے باعلم ہوجاتے۔

لغوی نکات:

لَوْ — کلمہ شرط ہے، (اگر)

وَ + اتَّقَوْا — {و ق ی} باب افتعال، سے ماضی جمع مذکر غائب، تعلیل کے بعد اِتَّقَوْا ہوا، (اللہ کی نافرمانی سے ڈرنا، بچنا)

لَمَثُوْبَةٌ — لَ + مَثُوْبَةٌ، ل تاکید کے لئے ہے، {ث و ب} باب (ن) ثَابَ يَثُوْبُ سے مصدر ہے، اصل معنی (لوٹنا) (ثواب، جزاء استعمالی معنی ہے) اگرچہ "خیر وشر" دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن "خیر" پر اس کا اطلاق غالب ہے۔

خَيْرٌ — {خ ی ر} باب (ض) خَارَ يَخِيْرُ سے بطور اسم تفضیل "اَخْيَرُ" سے تخفیف کر کے "خَيْرٌ" ہے (وہ بھلائی جو سب کو مرغوب ہو، مفید چیز، انسان کے عمل کی وہ جزا جو انسان کی طرف لوٹتی ہے)

يَعْلَمُوْنَ — {ع ل م} باب (س) عَلِمَ يَعْلَمُ، سے فعل مضارع جمع مذکر غائب (جاننا، علم حاصل کرنا)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان "یہودیوں" کے لئے کیا ہی اچھا ہوتا اور آخرت میں بھی ان کے لئے باعث انعام واکرام ہوتا اگر وہ ایمان لا کر تقویٰ کی زندگی اپنا لیتے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی آزمائش کو مان لیتے اور اس کو سنجیدگی سے لیتے، وہ اس آزمائش کے مضرات سے بچ جاتے اور اس طرح اُخروی نجات کے مستحق بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے شفقتانہ انداز میں فرما رہے ہیں کہ کاش کہ وہ حقیقت حال کو عملاً جان لیتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ

يَا+اَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا	تَقُوْلُوْا	رَاعِ+نَا	وَ
اے وہ	لوگوں جو	ایمان لائے ہو	مت	کہو تم	رَاعِنَا کا لفظ (خیال کرو+ہمارا)	اور
حرف ندا + برائے تاکید	اسم موصول	فعل ماضی (افعال)	ناھیہ	مضارع جمع مذکر	فعل امر + مفعول	عاطفہ

قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ {104}

قُوْلُوْا	اُنْظُرْ+نَا	وَ	اِسْمَعُوْا	وَ	لِ+لْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
کہو تم	دیکھ تو + ہم کو	اور	سنو تم	اور	واسطے + کافروں کے	عذاب ہے	دردناک
فعل امر جمع	فعل امر + مفعول	عاطفہ	فعل امر، جمع مذکر	عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)	موصوف	صفت (مبتدا مؤخر)

بامحاورہ ترجمہ: اے ایمان والوں تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رَاعِنَا" نہ کہو بلکہ "اُنْظُرْنَا" کہو، یعنی (ہماری طرف دیکھئے) اور (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین) سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لغوی نکات:

اٰمَنُوْا {أ م ن} باب افعال سے فعل ماضی جمع مذکر غائب (اَفْعَلَ) کے وزن پر "اَءْمَنَ" دو ہمزے اکٹھے ہوگئے، پڑھنے سے جھٹکا پڑتا تھا لہٰذا تعلیل کی گئی اور دونوں کو ملا کر ایک ہمزہ پر کھڑی زبر دے دی "اٰمَنَ" ہوا۔ (وہ ایمان لائے)

لَا تَقُوْلُوْا {ق و ل} باب (ن) سے فعل نہی، مضارع جمع مذکر مخاطب (نہ کہو تم)

رَاعِنَا {ر ع ی} باب مفاعلۃ (مراعاۃ) سے فعل امر واحد مذکر حاضر + نا ضمیر منصوب متصل جمع متکلم ہے۔ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اپنی طرف کرانے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے اور یہود بھی۔ مگر یہود "ع" کو اتنا کھینچتے کہ "رَاعِیْنَا" بن جاتا، اس کا معنی ہے "ہمارا چرواہا" یہود کی اس حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی منع کر دیا گیا کہ "رَاعِنَا" مت کہو بلکہ اس کی بجائے "اُنْظُرْنَا" کہو۔

اُنْظُرْنَا {ن ظ ر} باب (ن) سے فعل امر + ضمیر منصوب مفعول، (ہماری طرف نظر کیجئے اور توجہ فرمائیں)

اِسْمَعُوْا {س م ع} باب (س) سَمِعَ يَسْمَعُ سے فعل امر جمع مذکر (سنو تم)

تفسیری نکات: "رَاعِنَا" کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجئے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سننے والا اس لفظ کو ادا کر کے بولنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا۔ لیکن یہودی اپنے حسد و بغض کی وجہ سے "ع" کی حرکت کو زیر کی حرکت کے ساتھ "اشباع" یعنی حد سے زیادہ لمبا کھینچ لیتے تھے یعنی وہ "رَاعِیْنَا" کہتے تھے، اس کا معنی ہے "ہمارے چرواہے" یا "احمق" وغیرہ جیسے وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کی

بجائے "اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ" (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے وقت "رَاعِنَا" کا لفظ نہ بولا کرو بلکہ "اُنْظُرْنَا" کہہ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ حاصل کیا کرو، اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ دین وغیرہ کے معاملے میں کافروں کی مشابہت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ نبی کریم صلی وعلیہ وسلم کی اتباع ہی کرنی چاہئے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

مَا	يَوَدُّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ	اَهْلِ + الْكِتَابِ
نہیں	پسند کرتے	وہ لوگ جو	کافر ہوئے	سے	والے + کتاب
نافیہ	فعل مضارع	(فاعل) اسم موصول جمع مذکر	فعل ماضی جمع مذکر	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

وَ	لَا	الْمُشْرِكِيْنَ	اَنْ	يُّنَزَّلَ	عَلٰى + كُمْ	مِّنْ
اور	نہ	مشرکین سے	یہ کہ	اُتاری جائے	اوپر + تمہارے	سے
عاطفہ	نافیہ	(مجرور) اسم فاعل جمع	ناصبہ	فعل مضارع مجہول	مضاف + مضاف الیہ	حرف جار (زائد)

خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ

خَيْرٍ	مِّنْ	رَبِّ + كُمْ	وَ + اللّٰهُ	يَخْتَصُّ
(کوئی) بھلائی	سے	رب + تمہارے (تمہارے رب کی طرف سے)	اور + اللہ	خاص کرتا ہے
مجرور معنًا مرفوع نائب فاعل	جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	عاطفہ + مبتدا	فعل مضارع (فاعل)

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ {105}

بِ	رَحْمَةِ + هٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَ + اللّٰهُ	ذُو	الْفَضْلِ	الْعَظِيْمِ
ساتھ	رحمت + اپنی کے	جس کے لیے	وہ چاہتا ہے	اور + اللہ	والا (ہے)	فضل	بڑے
جار	مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	(مفعول) موصولہ	فعل مضارع	عاطفہ + مبتدا	(خبر) مضاف	موصوف (مضاف الیہ)	صفت

بامحاورہ ترجمہ: اہل کتاب کے کافر اور مشرکین نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کچھ نہیں ہوجاتا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

لغوی نکات:

يَوَدُّ {و د د} باب (س) سے فعل مضارع اصل میں ماضی مضارع (وَدِدَ يَوْدَدُ) ادغام کرکے وَدَّ يَوَدُّ ہوگیا۔ واحد مذکر غائب (پسند کرنا/ محبت کرنا)

اَنْ يُّنَزَّلَ "ان" ناصبہ، يُنَزَّلَ {ن ز ل} باب (تفعیل) سے فعل مضارع مجہول، واحد مذکر غائب اَنْ کی وجہ سے لَ پر زبر ہے۔ (اُتارنا) (یہ کہ اتاری جائے)

خَيْرٍ {خ ی ر} باب (ض) خَارَ يَخِيْرُ سے اسم تفضیل حالت جر، یہ مَحَلاً مرفوع ہے کیونکہ يُنَزَّلَ کا نائب فاعل ہے۔ شروع میں مِنْ جارہ زائدہ ہے (نیکی، بھلائی، وہ خیر جو سب کے لئے مرغوب ہو، یہاں مراد وحی الٰہی ہے)

يَخْتَصُّ {خ ص ص} باب افتعال، سے فعل مضارع معلوم۔ واحد مذکر غائب، اصل میں يَخْتَصِصُ تھا۔ ص کا ص میں ادغام ہوا يَخْتَصُّ ہوا (خاص کرنا)

مَنْ يَّشَآءُ یہ مَنْ موصولہ + يَشَاءُ۔ فعل مضارع۔ صلہ۔ موصول + صلہ مل کر يَخْتَصُّ کا مفعول بنا۔

ذُو ذُوْ، اسمائے "ستہ مکبرہ" سے ہے جنکا اعراب بالحروف ہوتا ہے، یہ رفعی حالت ہے، مضاف ہے۔ (مالک، صاحب)

الْفَضْلِ {ف ض ل} باب (ن) فَضَلَ يَفْضُلُ سے مصدر مضاف الیہ موصوف + العظیم صفت۔ موصوف صفت مل کر مضاف الیہ ہوا (کسی چیز کا دوسری سے برتر ہونا، جو مال بطور نفع حاصل ہو، اللہ تعالیٰ کا دنیوی یا اُخروی عطیہ، استحقاق سے زیادہ مال ملنا)

تفسیری نکات: اَهْلُ الْكِتَابِ سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں جن کے پاس تورات اور انجیل الہامی کتابیں ہیں۔ افسوس یہ دونوں گروہ ان کتابوں کی تعلیمات سے کوسوں دُور ہیں۔ مشرک اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کی قوت اور حکموں میں کسی اور ہستی کو شریک یا ساجھی ٹھہرائے۔ تمام کافر و مشرک اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر برکتیں اور نعمتیں کیوں نازل کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کا فضل ہوتا ہے جس کو چاہتا ہے وہ اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین اپنے برے اعمال اور سرکشی کی وجہ سے اللہ کے فضل سے محروم کردیئے گئے ہیں۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا

مَا	نَنْسَخْ	مِنْ	اٰيَةٍ	اَوْ	نُنْسِ + هَا
جو/جس کو	ہم منسوخ کرتے ہیں	سے	کوئی آیت/حکم	یا	بھلا دیں ہم + اس کو
موصولہ	فعل مضارع جمع متکلم (فاعل)	حرف جار	مجرور	حرف خیار	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ

لَمْ	اَ	مِثْلِ+هَا	اَوْ	مِنْ+هَا	بِ+خَيْرٍ	نَأْتِ
نہیں	کیا	مانند+اس کی	یا	سے+اس	ساتھ+بہتر کے	لاتے ہیں ہم
حرف جازم	کلمہ استفہام	مضاف+مضاف الیہ	حرف خیار	جار+مجرور	حرف جار برائے متعدی+مجرور	مضارع جمع متکلم (فاعل)

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ {106}

قَدِيْرٌ	شَيْءٍ	كُلِّ	عَلٰى	اللّٰهَ	اَنَّ	تَعْلَمْ
بہت قادر ہے	چیز (کے)	ہر	اوپر	اللہ تعالیٰ	یقیناً (بے شک)	جانا آپ نے
اَنَّ کی خبر	مضاف الیہ	(مجرور) مضاف	حرف جار	اَنَّ کا اسم	حرف مشبہ بالفعل	مضارع مجزوم (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: ہم (اللہ) جو حکم منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو (کوئی) اس سے بہتر یا اس جیسا لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

لغوی نکات:

مَا نَنْسَخْ {ن س خ} باب (ف) سے فعل مضارع معلوم جمع متکلم۔ شروع میں "مَا" موصولہ (جو کہ اسم شرط کے معنی میں ہے) کی وجہ سے مضارع مجزوم ہے۔ (جو ہم منسوخ کرتے ہیں)

اٰيَةٍ یہ واحد ہے۔ اس کی جمع آیاتٌ ہے حالت جر (قرآن مجید کے فقرے/کوئی آیت)

نُنْسِهَا (نُنْسِ+هَا) {ن س ی} باب (افعال) سے فعل مضارع جمع متکلم، هَا (ضمیر مفعول) (ہم بھلا دیتے ہیں+اس کو)

نَأْتِ {ء ت ی} باب (ض) سے فعل مضارع جمع متکلم، قاعدے کے مطابق اس کے بعد (بِ) آنے سے متعدی کا معنی پیدا ہوگیا (ہم لاتے ہیں)

اَ استفہام کے لئے ہے (کیا)

لَمْ تَعْلَمْ (لَمْ + تَعْلَمْ) لَمْ حرف جازم جو فعل مضارع کو حالت جزم میں کر دیتا ہے اور اس کو ماضی منفی کے معنی میں لے جاتا ہے۔ تَعْلَمْ {ع ل م} مضارع واحد مذکر مخاطب (نہیں جانا آپ نے)

تفسیری نکات: یہود نے اپنی عادت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعنہ زنی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو آج ایک حکم دیتا ہے اور کل اس سے روک دیتا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا حکم دیتا ہے اس لئے یہ نبی نہیں ہوسکتا اور نہ یہ قرآن کلام الٰہی ہوسکتا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نسخ وغیرہ ہمارا معاملہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تو یہ ہماری مرضی ہے

کہ ہم کسی حکم کو پہلے اتارتے ہیں پھر زیادہ مصلحت دوسرے حکم میں پاتے ہیں تو ہم اس کو منسوخ کرتے ہیں اور یہ نسخ تحریم وتحلیل یا منع واباحت میں ہوئی ہے اخبار میں نہیں۔ آخر میں بتایا کہ جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس میں انوکھی بات کون سی ہے اگر کوئی اللہ کو قادر مطلق نہیں سمجھتا تو وہ اس طرح کی بات کرتا ہے تو ان کے جواب میں یہ آیت اتری کہ اس طرح کرنے سے اللہ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

مُلْكُ	لَ + هٗ	اللّٰهَ	اَنَّ	تَعْلَمْ	لَمْ	اَ
بادشاہت	لئے + اس کے	اللہ تعالیٰ	یقینا	جانا آپ نے	نہیں	کیا
مبتدا مؤخر مضاف	جار + مجرور، خبر مقدم	اسم اَنَّ کا	حرف مشبہ بالفعل	مضارع مجزوم	حرف جازم	کلمہ استفہام

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

مِّنْ	لَ + كُمْ	مَا	وَ	الْاَرْضِ	وَ	السَّمٰوٰتِ
سے	لئے + تمہارے	نہیں	اور	زمین کی	اور	آسمانوں کی
حرف جار	جار + مجرور	نافیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	مضاف الیہ / معطوف علیہ

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ {107}

نَصِيْرٍ	لَا	وَّ	وَّلِيٍّ	مِنْ	اللّٰهِ	دُوْنِ
(کوئی) مددگار	نہ	اور	کوئی دوست / حمایتی	سے	اللہ تعالیٰ کے	سوائے
معطوف	نافیہ	عاطفہ	مجرور / معطوف علیہ	حرف جار	مضاف الیہ	(مجرور) مضاف

بامحاورہ ترجمہ: کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں۔

لغوی نکات:

اَنَّ اللّٰهَ — اَنَّ + اللّٰهَ، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل + اللّٰهَ، اَنَّ کا اسم ہے (بے شک اللہ تعالیٰ)

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ — مرکب اضافی ہے مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا مؤخر ہے اور اس سے پہلے۔ لَهٗ۔ خبر مقدم ہے۔ اَلسَّمَآءَ کی جمع

اَلسَّمٰوٰتِ ہے، (آسمانوں کی بادشاہت)

دُوْنِ یہ بطور ظرف استعمال ہوتا ہے، عام طور پر اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مضاف الیہ یا تو اسم ظاہر ہوتا ہے یا ضمیر (سوائے، غیر، جو کسی چیز سے کم ہو) بعض کہتے ہیں کہ یہ دُنُوٌّ کا الٹ ہے۔ (بمعنی نزدیک) لیکن یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

وَّلِيٍّ {و ل ی} باب (ض/ح) وَلِيَ سے صفت مشبہ ہے اصل میں وَلِيْيٌ تھا، دو "یائیں" ایک کلمہ میں جمع ہوئیں پہلی ساکن کو دوسری میں ادغام کردیا وَلِيٌّ ہوگیا۔ اس کی جمع اَوْلِيَآء ہے، (محبت کرنے والا، دوست، مددگار)

نَصِيْرٍ {ن ص ر} باب (ن) نَصَرَ يَنْصُرُ سے صفت مشبہ، حالت جر اس کا عطف وَلِيٌّ پر ہے (مددگار)

تفسیری نکات: پچھلی آیت میں استفہامیہ تصدیق یعنی پکا یقین موجود ہونے کی صورت میں "اَلَمْ تَعْلَمْ" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور اس آیت میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے بظاہر تو یہ خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے لیکن جس حقیقت پر اصرار کیا جارہا ہے وہ تو ہر ذی روح من وعن تسلیم کرتا ہے اور تسلیم شدہ حقیقت پر مہر اثبات لگانے کے لئے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی ہستی نہ ہوسکتی تھی۔ لہٰذا اس آیت میں اس تسلیم شدہ حقیقت پر دوبارہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ زمین وآسمان کی بادشاہی صرف ذات باری تعالیٰ کی ہے تو اس ذات سے اور اس کے احکام سے ذرا سا بھی انحراف بہت مہنگا پڑے گا یعنی پھر تو نہ کوئی دوست وحمایتی ہوگا اور نہ ہی کوئی ذرا سی بھی مدد کرسکے گا۔ اگر ہوگا تو صرف اللہ ہی ہوگا تو پھر اس سے انحراف کیونکر۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ

رَسُوْلَ + كُمْ	تَسْـَٔلُوْا	اَنْ	تُرِيْدُوْنَ	اَمْ
رسول + اپنے سے	تم سوال کرو	یہ کہ	تم ارادہ رکھتے ہو	کیا
مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	فعل مضارع جمع (فاعل)	ناصبہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	حرف استفہام

كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ

قَبْلُ	مِنْ	مُوْسٰى	سُئِلَ	كَ+مَا
پہلے	سے	موسیٰ علیہ السلام	سوال کیا گیا	جیسے+کہ
مجرور، مبنی علی الضم	حرف جر	نائب فاعل	ماضی مجہول	كَ حرف + مَا مصدریہ

وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

فَ+قَدْ	بِا+لْاِيْمَانِ	الْكُفْرَ	يَّتَبَدَّلِ	مَنْ	وَ
تو+یقیناً	بدلے+ایمان کے	کفر کو	تبدیل کرے	جو شخص	اور
جزائیہ+کلمہ تحقیق	جار+مجرور	مفعول	فعل مضارع (فاعل)	جازمہ شرطیہ مبتدا	عاطفہ

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ {108}

السَّبِيْلِ	سَوَآءَ	ضَلَّ
راستے سے	سیدھے	وہ گمراہ ہوگیا
مضاف الیہ	(مفعول بہ) مضاف	فعل ماضی (ض)

بامحاورہ ترجمہ: کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو۔ جیسے اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا اور جو کوئی ایمان کے بدلے کفر لے لے تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

لغوی نکات:

اَمْ — بعض کے ہاں استفہامیہ ہے اور بعض کے ہاں "بَلْ (منقطعہ) کے معنی میں ہے" ہے۔ (کیا/ بلکہ)

تُرِيْدُوْنَ — {ر و د} باب افعال سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (ارادہ کرتے ہو تم)

كَمَا — "کَ+مَا" کا مجموعہ ہے (جیسے) جس طرح)

سُئِلَ — {س ء ل} باب (ف) سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب (سوال کرنا)

يَّتَبَدَّلِ — {ب د ل} باب (تَفَعُّل) فعل مضارع مجزوم، شروع میں مَنْ (حرف شرط) جازم ہے، (تبدیل کرنا)

بِالْاِيْمَانِ — بِ حرف جار، (اِیْمَانِ) {ء م ن} باب (افعال) سے مصدر مجرور ہے، بِ (بدلے) کے معنی میں ہے، (بدلے ایمان کے)

ضَلَّ — {ض ل ل} باب (ض) (ضَلَّ يَضِلُّ) سے ماضی، واحد مذکر (گمراہ ہوگیا)

سَوَآءَ — {س و ی} "ی" بدلی ہوئی ہے (ء) سے مفعول مضاف ہے (سیدھے/ متوازن)

السَّبِيْلِ — {س ب ل} السَّبِيْلُ / سَبِيْلٌ (واحد) اس کی جمع سُبُلٌ ہے۔ یہاں مضاف الیہ حالت جر ہے یہ اِضَافَةُ الصِّفَةِ اِلَى الْمَوْصُوْفِ ہے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ (السَّبِيْلِ) سے مل کر مفعول ہوا ضَلَّ کا (راستہ)

تفسیری نکات: بعض سادہ مسلمان یہودیوں کے بہکاوے میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف سوال کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو منع فرما دیا کہ جس طرح یہودی موسیٰ علیہ السلام سے غیر ضروری سوال کر کے ان کو تنگ کرتے تھے تم اس طرح نہ کرو۔ دین کے معاملے میں واضح احکام کی موجودگی میں ایسے سوال الجھن کو جنم دیتے ہیں۔ آسان کام بھی مشکل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اس طرح کے سوال کفر تک پہنچا دیتے ہیں جو یقیناً انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کر کے جہنم میں جا گراتے ہیں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ

وَدَّ	كَثِيْرٌ	مِّنْ	اَهْلِ	الْكِتٰبِ	لَوْ	يَرُدُّوْنَ + كُمْ
چاہا	بہت زیادہ نے	سے	والے	(یہودی و نصاریٰ) کتاب	اگر (کاش)	لوٹائیں وہ + تم کو
فعل ماضی	فاعل	حرف جر	مضاف	مضاف الیہ (مجرور)	کلمہ تمنی	فعل مضارع جمع (فاعل) + مفعول

مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

مِّنْ	بَعْدِ	اِيْمَانِ + كُمْ	كُفَّارًا	حَسَدًا	مِّنْ	عِنْدِ
سے	بعد (پیچھے)	ایمان لانے + تمہارے	کافر	حسد کرتے ہوئے	سے	پاس / ہاں
حرف جر	مجرور / مضاف	مضاف الیہ 1 + مضاف الیہ 2	مفعول ثانی یا حال ہے	مصدر (مفعول لہ)	حرف جار	مجرور / مضاف

اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا

اَنْفُسِ + هِمْ	مِّنْ	بَعْدِ	مَا	تَبَيَّنَ	لَ + هُمُ	الْحَقُّ	فَ + اعْفُوْا
جانوں سے + (اپنی)	سے	بعد (اسکے)	جو	واضح ہو چکا	کیلئے + اُن	حق	تو + معاف کرو تم
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	حرف جر	مضاف	موصولہ	فعل ماضی	جار + مجرور	فاعل	عاطفہ + فعل امر جمع مذکر

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

وَ	اصْفَحُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِ + اَمْرِ + هٖ
اور	درگزر کرو تم	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ تعالیٰ	کو + حکم + اپنے
عاطفہ	فعل امر جمع	ناصبہ	فعل مضارع	فاعل	جار (متعدیہ) + مضاف + مضاف الیہ / مجرور

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ {109}

قَدِیْرٌ	شَیْءٍ	کُلِّ	عَلٰی	اللّٰہَ	اِنَّ
بہت قدرت رکھتا ہے	چیز (کے)	ہر	اوپر	اللہ تعالیٰ	یقیناً
اِنَّ کی خبر	مضاف الیہ (مجرور)	مضاف	حرف جر	اِنَّ کا اسم	حرف مشبہ بالفعل

بامحاورہ ترجمہ: بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش کہ وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کفر میں لوٹا دیں یہ ان کے دلی حسد کی بناء پر بعد اس کے کہ ان پر حق خوب واضح ہوگیا ہے تو تم معاف کرو ان کو (ان کے حال پر چھوڑ دو) اور درگزر کرو (ان کی پروا نہ کرو) یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بہت قادر ہے۔

لغوی نکات:

وَدَّ {و د د} باب (س) فعل ماضی واحد مذکر غائب دو حرف د+د اکٹھے ایک جنس کے، لہٰذا ادغام کر دیا (وَدَّ) ہوگیا (چاہنا، محبت کرنا، پسند کرنا)

یَرُدُّوْنَکُمْ {ر د د} (ن) (رَدَّیَرُدُّ) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر غائب (ھُمْ فاعل) + کُمْ ضمیر جمع مفعول اول (لوٹا دیں تم کو)

کُفَّارًا {ك ف ر} باب (ن) سے اسم (مبالغہ) کَافِرٌ کی جمع کُفَّارًا ہے، یہاں منصوب ہے اس لئے کہ "یَرُدُّوْنَ" کا مفعول ثانی ہے یا یَرُدُّوْنَ کے مفعول (کُمْ) سے حال ہے (کافر بنا کر)

حَسَدًا {ح س د} (ن) سے مصدر، یہ مفعول لہ کی وجہ سے منصوب ہے (حسد کرتے ہوئے) (حسد کی وجہ سے)

تَبَیَّنَ {ب ی ن} (تَفَعُّل) تَبَیَّنَ یَتَبَیَّنُ سے ماضی معلوم، واحد مذکر غائب، (واضح ہونا، صاف ہونا، ظاہر ہونا)

الْحَقُّ {ح ق ق} (ن/ض) سے مصدر اور تَبَیَّنَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (ثابت ہونا، واجب ہونا)

فَاعْفُوْا فَ+اُعْفُوْا {ع ف و} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر، اصل میں اُعْفُوُوْا تھا واؤ پر ضمہ ثقیل (بھاری) تھا، اس کو گرا دیا اب دو واؤں کے درمیان التقائے ساکنین ہوا، پہلی کو گرا دیا اُعْفُوْا ہوگیا (معاف کرو تم، جرم پر مواخذہ نہ کرنا)

تفسیری نکات: مسلمانوں کے ایمانِ کامل کو دیکھ کر یہودی اور عیسائی ان سے حسد کرتے اور اپنے دلوں میں بغض و کینہ رکھتے تھے اور انہیں اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وقتی طور پر عفو و درگزر کرنے کی ہدایت فرمائی اور جب جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا حکم ہوا تو پھر اس وقتی مصلحت کو طاقِ نسیاں میں رکھ دیا گیا۔ مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک عفو و درگزر والی یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورۃ التوبہ میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 29 اور 36۔ لیکن اعتدال یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ کی بجائے دونوں پہلوؤں کو حالات اور واقعات کی روشنی میں پیشِ نظر رکھا جائے اور پھر لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ وَمَا

وَ	اَقِیْمُوْا	الصَّلٰوۃَ	وَ	اٰتُوْا	الزَّکٰوۃَ	وَ	مَا
اور	قائم کروتم	نماز کو	اور	ادا کروتم	زکوٰۃ کو	اور	جو
عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل)	مفعول	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر (فاعل)	مفعول	عاطفہ	موصولہ

تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ

تُقَدِّمُوْا	لِ + اَنْفُسِ + کُمْ	مِّنْ	خَیْرٍ	تَجِدُوْ + ہُ
آگے بھیجو تم	کیلئے + جانوں + اپنی	سے	بھلائی	پاؤ گے تم + اس کو
فعل مضارع جمع مذکر مخاطب	جار + مضاف + مضاف الیہ/ مجرور	حرف جار	مجرور	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

عِنْدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا

عِنْدَ	اللّٰہِ	اِنَّ	اللّٰہَ	بِ + مَا
پاس	اللہ کے	یقیناً	اللہ تعالیٰ	ساتھ + اس کے جو
ظرف/ مضاف	مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم	جار + موصولہ

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ {110}

تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ
تم عمل کرتے ہو	خوب دیکھنے والا ہے
فعل مضارع مخاطب	اِنَّ کی خبر۔ (صفت مشبہ)

بامحاورہ ترجمہ: تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو تم نیک کام آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

لغوی نکات:

اَقِیْمُوْا {ق و م} باب افعال سے فعل امر جمع مذکر۔ اصل میں "اَقْوِمُوْا" تھا واؤ (و) کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو "ی" سے بدل دیا "اَقِیْمُوْا" ہوگیا۔ (قائم کروتم)

الصَّلٰوةَ {ص ل و} باب (تفعیل) صَلَّ يُصَلِّ سے اسم مصدر ہے اور مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (نماز)

الزَّكٰوةَ {ز ك و} باب (تفعیل) سے اسم مصدر جو کہ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (مال کی زکوۃ دینا، اس کو پاک کرنا)

مَا+تُقَدِّمُوْا ما شرطیہ جازمہ ہے اسی لئے آگے فعل تُقَدِّمُوْا حالت جزم میں ہے اصل میں تُقَدِّمُوْنَ تھا نون اعرابی گر گیا ہے۔
{ق د م} باب (تفعیل) قَدَّمَ يُقَدِّمُ سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر مخاطب (آگے بھیجنا)

تَجِدُوْ+هُ {و ج د} باب (ض) وَجَدَ يَجِدُ سے فعل مضارع جمع مذکر مخاطب اصل میں تَوْجِدُوْنَ تھا، جواب شرط ہونے کی وجہ سے ن اعرابی گر گیا اور نمبر 2 واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ لازمی کے درمیان واقع ہوئی واؤ کو گرا دیا، تَجِدُوْ ہو گیا + هُ ضمیر واحد مفعول جو کہ خَيْرٍ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (تم پاؤ گے + اس کو)

بَصِيْرٌ {ب ص ر} باب (ن) سے صفت مشبہ۔ اِنَّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ (خوب دیکھنے والا)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ کی ادائیگی کریں۔ نماز کے بے شمار فوائد ہیں۔ انسان کی ظاہری و باطنی صفائی ہوتی ہے۔ نماز انسان کو برے کاموں سے روکتی ہے اس سے آپس میں تعلق گہرا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ نماز کے ذریعے انسان کا دل موم رہتا ہے۔

زکوۃ کے بھی بے شمار فوائد ہیں۔ ایک دوسرے بھائی کے ساتھ تعاون ہوتا ہے۔ انسان کا مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ بخل سے نجات ہوتی ہے جو کہ انسان کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کے نیک کام اللہ کے پاس موجود ہیں، ادنیٰ سی نیکی کی کوشش بھی رائیگاں نہیں جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔

وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ

وَ	قَالُوْا	لَنْ	يَّدْخُلَ	الْجَنَّةَ	اِلَّا	مَنْ
اور	کہا انہوں نے	ہرگز نہ	داخل ہوگا	جنت میں	مگر	جو
عاطفہ	فعل ماضی جمع	حرف ناصبہ	فعل مضارع	مفعول	حرف استثنا	موصولہ يَدْخُلُ کا فاعل

كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ

كَانَ	هُوْدًا	اَوْ	نَصٰرٰى	تِلْكَ	اَمَانِيُّ+هُمْ	قُلْ
ہوگا	یہودی	یا	عیسائی	یہ	خواہشات + ان کی	کہہ دو
فعل ماضی ناقص۔ اسکا اسم هُوَ ضمیر مستتر	خبر معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	اسم اشارہ مبتدا	مضاف+مضاف الیہ (خبر)	فعل امر واحد

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ {111}

صٰدِقِيْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	بُرْهَانَ + كُمْ	هَاتُوْا
سچے	ہو تم	اگر	دلیل + اپنی	لاؤ تم
اسم فاعل جمع مذکر۔(خبر)	فعل ماضی ناقص (اسم)	حرف شرط	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	اسم فعل بمعنی امر (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: (یہود و نصاریٰ) کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی یا عیسائی ہی جائیں گے۔ یہ اُن کی خواہشات ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیں اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی صداقت پر دلیل لائیں۔

لغوی نکات:

لَنْ — حرف ناصبہ ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، مستقبل کی نفی کا فائدہ دیتا ہے (ہرگز نہیں)

يَّدْخُلَ — {د خ ل} باب ن سے فعل مضارع معلوم۔ واحد مذکر غائب، حالت نصب میں ہے کہ پہلے لَنْ ناصبہ ہے، (داخل ہونا)

الْجَنَّةَ — {ج ن ن} یہ واحد ہے اس کی جمع "جَنَّاتٌ" ہے، يَدْخُلَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (جنت میں)

هُوْدًا — {ه و د} یہ "هَادَ" سے مشتق ہے اور هائد کی جمع "هُوْدًا" ہے۔ اس کا معنی تائب (توبہ کرنے والا) اور رجوع کرنے کے ہے۔ پہلے یہ اسم مدح تھا اب یہ یہود کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مدح کا معنی ختم ہوگیا ہے۔ یہ "كَانَ" کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (یہودی)

نَصٰرٰى — {ن ص ر} یہ نصرانی کی جمع ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گاؤں ناصرہ سے لیا گیا ہے۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کے قول مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللهِ سے لیا گیا ہے لیکن یہ عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے مخصوص ہوگیا ہے۔

تِلْكَ — اسم اشارہ بعید واحد مؤنث، معرفہ (مبتدا (یہ/وہ)

اَمَانِيُّهُمْ — اَمَانِیْ + هُمْ۔ اُمْنِيَةٌ کی جمع اَمَانِیُّ ہے اور هُمْ ضمیر جمع ہے۔ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے (جس چیز کی انسان تمنا اور خواہش کرے۔ لیکن حاصل نہ کر سکے)

هَاتُوْا — {ه ی ت} اسم فعل بمعنی فعل امر ہے، جمع مذکر، یہ اصل میں "اٰتُوْا" تھا، "ہمزہ" کو "ھا" سے بدل کر "هَاتُوْا" بنالیا، اس کی ماضی اور مضارع نہیں ہوتا، (لاؤ تم)

بُرْهَانَكُمْ — بُرْهَانَ + كُمْ {ب ر ه} بعض کے نزدیک بَرِهَ يَبْرَهُ (س) کا مصدر ہے اور بعض کے ہاں "ن" اصلی ہے "فُعْلاَنَ" کے وزن پر۔ (مرکب اضافی) هَاتُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کی جمع "بَرَاهِيْن" ہے، (دلیل نافع جو تمام دلائل سے زور دار ہو اور ہر حال میں ہمیشہ سچی ہو)

صٰدِقِيْنَ — {ص د ق} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب ہے (سچ بولنے والے)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ہم حق پر ہیں اور جنت کے مستحق ہم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد

فرمایا کہ یہ صرف ان کی خواہشات ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عمل کے بغیر خواہشات کا فائدہ نہیں ہے۔ دعویٰ کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ تب صدق و کذب کی حقیقت کھلتی ہے۔

بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ

مُحْسِنٌ	هُوَ	وَ	لِ + اللّٰهِ	وَجْهَ + هٗ	اَسْلَمَ	مَنْ	بَلٰی
نیکی کرنے والا ہو	وہ	اور	کیلئے + اللہ	چہرے کو + اپنے	مطیع کرے	جو	کیوں نہیں، اصل بات یہ ہے
اسم فاعل (خبر)	مبتدا	عاطفہ	جار + مجرور	مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	فعل ماضی (فاعل)	شرطیہ	حرف اثبات ایجاب

فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص

رَبِّ + هٖ	عِنْدَ	اَجْرُ + هٗ	فَ + لَ + هٗ
رب + اس کے	پاس	اجر + اس کا	تو + واسطے + اس کے
مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	ظرف / مضاف	مضاف+مضاف الیہ/ مبتدا مؤخر	جزائیہ + جار+مجرور (خبر مقدم)

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ع {112}

يَحْزَنُوْنَ	هُمْ	لَا	وَ	عَلٰى + هِمْ	خَوْفٌ	لَا	وَ
غم کھائیں گے	وہ	نہ	اور	اوپر + ان کے	ڈر	نہ	اور
فعل مضارع جمع (فاعل) / لاَ کی خبر	لاَ کا اسم	نافیہ	عاطفہ	جار+ مجرور/ لاَ کی خبر	لاَ بمعنی لَيْسَ کا اسم	نافیہ	عاطفہ

بامحاورہ ترجمہ: کیوں نہیں، جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکوکار بن گیا۔ تو اس کو اس کے رب کے ہاں اجر ملے گا اور (قیامت کے دن) ان پر کسی قسم کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔

لغوی نکات:

بَلٰی — حرف ایجاب (اثبات) ہے۔ بات میں نفی کی تردید کیلئے آتا ہے یا استفہام کے جواب میں آتا ہے جو نفی پر واقع ہو۔ (کیوں نہیں)

اَسْلَمَ — {س ل م} باب افعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (مطیع کرنا، سپرد کرنا)

مُحْسِنٌ — {ح س ن} باب افعال سے اسم فاعل۔ حالت رفع (احسان کرنے والا) احسان ایمان کا آخری درجہ ہے۔

اَجْرُهٗ — اَجْرُ + هٗ {ا ج ر} باب ض۔ ن سے مصدر ہے، مرکب اضافی، حالت رفع، مبتدا موخر ہے (کسی عمل کا بدلہ دینا، دنیوی ہو یا دینی ہو، مزدوری، ثواب)

خَوْفٌ {خوف} باب (س) خَافَ یَخَافُ سے مصدر (مرفوع) ہے، خوف کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اور حزن وغم کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے۔ (ڈر)

یَحْزَنُوْنَ {حزن} باب (س) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر غائب (ھُمْ فاعل) (غمگین ہونا)

تفسیری نکات:- حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا دیا، اور اس کے دین کے مطابق عمل کرے تو ایسے افراد کو پچھلی اور اگلی زندگی کے غم وحزن کا کوئی تصور نہیں ہوتا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت اجر وثواب ملے گا۔

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۠ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی

وَ	قَالَتِ	الْیَھُوْدُ	لَیْسَتِ	النَّصٰرٰی	عَلٰی	شَیْءٍ	وَّ	قَالَتِ	النَّصٰرٰی
اور	کہا	یہود (نے)	نہیں	نصاریٰ	اوپر	کسی چیز کے	اور	کہا	نصاریٰ نے
عاطفہ	فعل ماضی (مؤنث)	فاعل	فعل ماضی	فاعل	جار	مجرور	عاطفہ	فعل ماضی (مؤنث)	فاعل

لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ۙ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ ؕ کَذٰلِكَ

لَیْسَتِ	الْیَھُوْدُ	عَلٰی	شَیْءٍ	وَّ	ھُمْ	یَتْلُوْنَ	الْکِتٰبَ	کَذٰلِكَ
نہیں	یہود	پر	کسی چیز	حالانکہ	وہ	پڑھتے ہیں	کتاب کو	اسی طرح
فعل ماضی (مؤنث)	فاعل	جار	مجرور	حالیہ	مبتدا	فعل مضارع (فاعل)	مفعول بہ (جملہ خبر)	كَ جارہ + ذالك مجرور

قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ ۚ فَاللّٰہُ

قَالَ	الَّذِیْنَ	لَا	یَعْلَمُوْنَ	مِثْلَ	قَوْلِ+ھِمْ	فَ	اللّٰہُ
کہا	اُن لوگوں نے (جو)	نہیں	وہ جانتے	مانند	بات + اُن کی	تو	اللہ
فعل ماضی	اسم موصول (جمع)	نافیہ	فعل مضارع (جمع)	مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	جزائیہ (شرط مقدر ہے)	مبتدا

یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ {113}

یَحْکُمُ	بَیْنَ+ھُمْ	یَوْمَ	الْقِیٰمَةِ	فِیْ + مَا	کَانُوْا	فِیْ+ہٖ	یَخْتَلِفُوْنَ
فیصلہ کرے گا	درمیان + ان کے	دن	قیامت کے	میں+اس (معاملہ)	تھے وہ	میں+اُس	جو وہ اختلاف کرتے
فعل مضارع (فاعل) (خبر)	مضاف + مضاف الیہ	ظرف/مضاف	مضاف الیہ	جار + مجرور	فعل ماضی	جار+مجرور	فعل مضارع جمع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: یہود نے کہا کہ عیسائی کسی چیز (راہ) پر نہیں ہیں اور عیسائیوں نے کہا کہ یہود کسی چیز (راہ) پر نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں۔ اس طرح جاہل لوگوں نے اس طرح کی بات کی تھی تو ان کے درمیان اللہ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

لغوی نکات:

اَلْیَھُوْدُ {ہ و د} یہود ایک مخصوص قوم کا نام ہے اور انکی کتاب کا نام تورات ہے۔ عموماً موسیٰ علیہ السلام کے متبعین ہیں۔ اسکا واحد یَھُوْدِیٌ ہے۔ علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور اس پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے (الیھود) اغلب امکان ہے کہ یہ لفظ عبرانی ہے اور اس نسبت سے اسکا تعلق "یَھُوْدَا" سے ہے جو سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہے۔

لَیْسَتِ {ل ی س} فعل ماضی (مؤنث) "لَیْسَ" افعال ناقصہ میں سے ہے۔ نفی کے معنی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا اسم مرفوع ہوتا ہے اور اس کی خبر منصوب ہوتی ہے۔ لَیْسَ سے صرف ماضی کے صیغے آتے ہیں۔ مضارع اور امر نہیں ہوتا، (نہیں)

شَیْءٍ {ش ی ء} باب (ف) سے مصدر ہے، واحد/حالت جر ہے اس کی جمع اَشْیَاءُ ہے۔ کسی ثابت شدہ موجود کو "شَیْءٌ" کہتے ہیں۔ محض خیالی اعتقادی باتوں کا جن کا ظاہر میں کوئی وجود نہ ہو اس پر لفظ شَیْءٌ کا اطلاق نہیں ہوتا۔

یَتْلُوْنَ {ت ل و} باب (ن) (تَلَوَ یَتْلُوُ) سے تعلیل کے بعد (تَلَا یَتْلُوْ) فعل مضارع جمع مذکر غائب، لغوی معنی (پیچھے آنا) اور محاورۃً (آسمانی کتابوں کی تلاوت کرنا)

اَلْکِتٰبَ {ک ت ب} باب (ن) سے مصدر مفعول، مخصوص کتاب "تورات" جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ "انجیل" جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل تورات کا تتمہ ہے۔

مِثْلَ {م ث ل} یہ واحد ہے اس کی جمع اَمْثَالٌ ہے، مضاف ہے، مذکر، مؤنث واحد تثنیہ جمع سب کے لئے آتا ہے قَالَ کا مفعول بِہٖ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (شبہ، نظیر مشابہ)

قَوْلِھِمْ قَوْلِ + ھِمْ، مرکب اضافی {ق و ل} باب (ن) سے مصدر مضاف ہے۔ ھِمْ جو اصل میں ھُمْ ہے، زبان پر ثقل دُور کرنے کے لئے "ھِمْ" ہے۔ مضاف الیہ جری حالت ہے (انکی بات)

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مرکب اضافی، "یَحْکُمُ" کا مفعول فیہ ہے، (قیامت کا دن)

یَحْکُمُ {ح ک م} باب (ن) حَکَمَ یَحْکُمُ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب، (فیصلہ کرتا ہے / کرے گا)

یَخْتَلِفُوْنَ {خ ل ف} باب (افتعال) سے فعل مضارع معروف / جمع مذکر غائب (چھان بین کیلئے ایک دوسرے کے پیچھے لگنا) (اختلاف کرنا)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کیخلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو راہ راست سے بھٹکا ہوا تصور کرتے ہیں حالانکہ دونوں فریق صراط مستقیم پر نہیں ہیں۔ دونوں اللہ کیساتھ شرک کرتے ہیں۔ کتب الٰہی میں پڑھتے ہیں کہ اللہ کیساتھ شرک کرنا سخت گناہ ہے۔ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے کہ جاہل لوگ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انکے باطل عقیدہ اور اختلافات یعنی پوچھ کچھ پر فیصلہ کریگا۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ

وَ	مَنْ	اَظْلَمُ	مِنْ+مَنْ	مَّنَعَ	مَسٰجِدَ	اللّٰهِ	اَنْ	يُّذْكَرَ
اور	کون شخص	بڑا ظالم ہے	سے+اس/جو	روکے	مسجدوں سے	اللہ کی	یہ کہ	یاد کیا جائے
عاطفہ	استفہامیہ	اسم تفضیل	حرف جر+موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	مفعول/مضاف	مضاف الیہ	حرف ناصبہ	فعل مضارع مجہول

فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ

فِيْ+هَا	اِسْمُ+هٗ	وَ	سَعٰى	فِيْ	خَرَابِ+هَا
میں+ان	نام+اس کا	اور	وہ کوشش کرے	میں	اجاڑنے+اس کے
جار/مجرور	مضاف+مضاف الیہ، نائب فاعل	عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	جار	مجرور/مضاف+مضاف الیہ

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ

اُولٰٓئِكَ	مَا	كَانَ	لَ+هُمْ	اَنْ	يَدْخُلُوْ+هَا
یہی لوگ ہیں	نہیں	ہے	لئے+ان کے	یہ کہ	وہ داخل ہوں+اس میں
اسم اشارہ جمع	نافیہ	فعل ناقص ماضی	جار+مجرور	حرف ناصبہ	فعل مضارع جمع (هُمْ فاعل)+مفعول

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

اِلَّا	خَآئِفِيْنَ	لَ+هُمْ	فِيْ	الدُّنْيَا	خِزْيٌ
مگر	ڈرتے ہوئے	لئے+ان کے	میں	دنیا	رسوائی
حرف استثناء	اسم فاعل (جمع)	جار+مجرور خبر مقدم	حرف جار	مجرور	مصدر(س) (مبتدا موخر)

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ {114}

وَّ	لَ+هُمْ	فِيْ	الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ
اور	لئے-ان کے	میں	آخرت	عذاب (ہے)	بہت بڑا
عاطفہ	جار+مجرور خبر مقدم	جار	مجرور	موصوف	صفت مبتدا مؤخر

بامحاورہ ترجمہ: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو لوگوں کو اللہ کے گھروں (مساجد) سے روکتا ہے۔ اس سے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کو اجاڑنے کی کوشش کرے۔ یہی لوگ ہیں ان کے لائق نہیں کہ (اللہ کے گھر) میں داخل ہوں ہاں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

لغوی نکات:

- **اَظْلَمُ** {ظ ل م} باب (ض) اَفْعَلُ کے وزن پر، اسم تفضیل حالت رفع مَنْ کی خبر ہے (بہت بڑا ظالم ہے)
- **مِمَّنْ** (مِنْ + مَنْ) "مِنْ" حرف جار اور مَنْ موصولہ "ن کا م" میں ادغام کر دیا۔ (اس سے + جو)
- **مَنَعَ** {م ن ع} باب (ف) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب (روکنا۔ باز کرنا)
- **مَسٰجِدَ اللّٰهِ** (مرکب اضافی) {س ج د} باب (ن) مَسْجِدٌ اسم ظرف مکان، وزن مَفْعِلٌ، کی جمع (مَسَاجِدُ) ہے، مَنَعَ فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، (اللہ کی مسجدوں سے)
- **اَنْ يُّذْكَرَ** اَنْ ناصبۃ المضارع ہے۔ يُذْكَرَ {ذ ک ر} باب (ن) سے فعل مضارع مجہول، واحد مذکر غائب (یہ کہ ذکر کیا جائے / یاد کیا جائے)
- **اسْمُهٗ** اِسْمُ (مضاف) + هٗ (مضاف الیہ) یہ اَنْ يُذْكَرَ کا نائب فاعل ہے (اس (اللہ) کا نام)
- **سَعٰى** {س ع ی} باب (ف) سَعٰى يَسْعٰى سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، (کوشش کرنا خیر میں یا شر میں)
- **خَرَابِهَا** (خَرَابِ + هَا) باب (س) سے مصدر + هَا ضمیر مؤنث جو کہ مَسَاجِدَ کی طرف لوٹتی ہے جو کہ جمع مکسر غیر عاقل ہے، اسی لئے ضمیر واحد مؤنث استعمال ہوئی ہے (ان کے اجاڑنے کی کوشش کرنا)
- **خَآئِفِيْنَ** {خ و ف} باب (س) سے اسم الفاعل جمع / يَدْخُلُوْا کی ضمیر فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے نصبی حالت (ڈرنے والے)
- **خِزْيٌ** {خ ز ی} باب (س) خَزِیَ يَخْزٰى سے مصدر۔ لَهُمْ خبر مقدم اور یہ (خِزْيٌ) مبتدا مؤخر ہے (ذلت، رسوائی، خواری)

تفسیری نکات: وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو لوگوں کو اللہ کی مساجد سے روکتا ہے تا کہ ان مساجد میں اللہ کا نام نہ لیا جائے اور (مزید) ان (اللہ کے) گھروں کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ ان پر لازم تھا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوں تو اللہ سے ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ کیونکہ اللہ کے گھروں میں فساد بہت سخت گناہ ہے لیکن یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔ ان لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ آج کل مساجد میں بم مارنا، ڈرانا اسی ضمن میں آتا ہے تا کہ لوگ مسجد میں نہ آئیں یہ انتہائی قبیح فعل ہے ایسے لوگ اللہ کے سخت عذاب سے نہیں بچیں گے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا

وَ	لِ+اللّٰهِ	الْمَشْرِقُ	وَ	الْمَغْرِبُ	فَ+اَيْنَمَا	تُوَلُّوْا
اور	کے لئے+اللہ	مشرق	اور	مغرب	پس+جہاں کہیں	(رخ) پھیر لو تم
عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)	مبتدا موخر/معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ+شرطیہ	فعل مضارع جمع مذکر (مخاطب)

فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ {115}

فَ+ثَمَّ	وَجْهُ	اللهِ	اِنَّ	اللهَ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ
تو + وہاں (ہے)	چہرہ (ذات)	اللہ کا	یقیناً	اللہ تعالیٰ	وسعت والا	بہت علم والا ہے
جزائیہ + ظرف مکان (خبر مقدم)	مبتدا مؤخر / مضاف	مضاف الیہ	حرف مشبہ بالفعل	اِنَّ کا اسم	خبر اوّل	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں تم جس طرف بھی منہ کرو اس طرف اللہ کا چہرہ ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وسعتوں والا اور بہت علم والا ہے۔

لغوی نکات:

اَلْمَشْرِقُ {ش ر ق} باب (ن) سے ظرف مکان۔ یہاں ظرف مکان کی (ر) پر زیر خلاف قیاس ہے کیونکہ باب (ن) کی ظرف مکان عموماً مَفْعَلٌ (عین پر زبر) کے وزن پر آتی ہے (سورج کے نکلنے کی جگہ)

اَلْمَغْرِبُ باب (ن) مَفْعِلٌ (عین پر زیر) کے وزن پر ہے حالانکہ قیاس ع پر زبر ہے، یہ دونوں معطوف علیہ اور معطوف مل کر مبتدا مؤخر ہے اور لِلّٰہِ خبر مقدم ہے، (سورج کے غروب ہونے کی جگہ)

فَاَيْنَمَا (فَ + اَيْنَمَا) فَا عاطفہ ہے اور اَيْنَمَا شرطیہ ہے۔ (جہاں کہیں / جس طرف)

تُوَلُّوْا {و ل ی} باب تفعیل (وَلّٰی يُوَلِّيْ) سے فعل مضارع معلوم۔ جمع مذکر حاضر۔ اس کا مصدر تَوْلِيَةٌ ہے۔ عامل حرف شرط (اَيْنَمَا) کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ اصل میں تُوَلِّيُوْنَ تھا "ی" پر ضمہ بھاری تھا، انتقال حرکت کر کے ماقبل یعنی "ل" کو دیا "ی" سے پہلے پیش آ گئی لہٰذا مطابقت کر کے "ی" کو واوَ سے بدلہ۔ دو واؤں کے درمیان التقائے ساکنین ہوا، پہلی واوَ کو گرا دیا تُوَلُّوْا رہ گیا، (پھیرنا)

فَثَمَّ (فَ + ثَمَّ) فَ جزائیہ ہے اور ثَمَّ ظرف مکان بعید مبنی علی الفتح ہے اور مَحَلاً منصوب ہے اور یہ محذوف کے متعلق ہے اور هُنَاكَ کے معنی میں ہے۔ (تو (اللہ) وہیں ہے)

وَجْهُ اللهِ مرکب اضافی، مبتدا مؤخر (اللہ کا چہرہ)

وَاسِعٌ {و س ع} باب (س) سے اسم الفاعل واحد مذکر اِنَّ کی خبر اول ہے (وسعتوں والا)

عَلِيْمٌ {ع ل م} باب (س) سے صفت مشبہ (مبالغہ) کا صیغہ ہے اِنَّ کی خبر ثانی ہے (بہت علم والا)

تفسیری نکات: یہ مشرق و مغرب یعنی تمام جہتیں تو سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو نفلی نماز کے لئے سواری پر جس طرف بھی منہ کیا جائے اس طرف قبلہ ہے یا یہ تحویل قبلہ سے متعلق معاملہ ہے کہ تم جس طرف بھی اپنے چہرے کرو گے، اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔ اللہ کے چہرے سے مراد کہ وہ کس طرح کا ہے ہمیں پتہ نہیں ہے، تشبیہ یا

اُس کی تاویل نہیں کرنی چاہئے۔ بس یہ کہنا چاہئے کہ جس طرح اللہ کی شان کے مطابق اور لائق ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ

وَ	قَالُوْا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا	سُبْحَانَ + هٗ	بَلْ	لَ + هٗ
اور	کہا انہوں نے	بنالی۔ پکڑی	اللہ نے	اولاد (بیٹا)	پاک ہے وہ (اللہ)	بلکہ	کے لئے + اس
عاطفہ	فعل ماضی جمع	فعل ماضی (افتعال)	فاعل	مفعول	مضاف + مضاف الیہ	کلمہ اضراب	جار + مجرور

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ {116}

مَا	فِیْ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	كُلٌّ	لَ + هٗ	قٰنِتُوْنَ
جو	میں	آسمانوں	اور	زمین (میں)	سب	کے لئے + اس	فرمانبردار ہیں
اسم موصول	جار	مجرور / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	مبتدا	جار + مجرور	اسم فاعل جمع مذکر (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: ان لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے (اپنے لئے) اولاد بنالی ہے نہیں بلکہ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کا ہے اور سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

لغوی نکات:

اتَّخَذَ {ء خ ذ} باب (افتعال) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اصل میں "اِءْتَخَذَ" تھا، باب افتعال کے فاء کلمہ میں ہمزہ واقع ہو تو اس کو (ت) سے بدل دیا جاتا ہے اور تاء کا تاء میں ادغام کردیا۔ "اِتَّخَذَ" ہوگیا (اس نے پکڑ لیا، اختیار کرلیا، بنالیا)

وَلَدًا {و ل د} باب (ض) "وَلَدَ یَلِدُ" سے (وَلَدًا) مصدر۔ مفعول بہ ہے۔ (مذکر، مؤنث، چھوٹا، بڑا سب پر وَلَدَ کا اطلاق ہوتا ہے) (بیٹا یا اولاد)

سُبْحَانَ + هٗ {س ب ح} باب (تفعیل) سے مصدر ہے اور یہ فعل محذوف "نُسَبِّحُ" کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور ہمیشہ اضافت سے استعمال ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے جس طرح سُبْحَانَ اللّٰهِ ہے اور کبھی ضمیر جس طرح یہاں ہے (اللہ تعالیٰ کے عیوب و نقائص سے پاک ہونے کی صفت ہے)۔

بَلْ حرف "اضراب" ہے یعنی گزشتہ بات / معاملے کی نفی کی جاتی ہے اور پیش آمدہ بات کا اثبات کیا جاتا ہے۔ (بلکہ)

السَّمٰوٰتِ {س م و} باب (ن) (سَمَا یَسْمُوْ) سے، جمع (سالم مؤنث) ہے، اس کی واحد مؤنث سَمَآءٌ ہے اس کی جمع بناتے وقت ہمزہ (ء) کو "و" سے بدل دیا گیا تو "السَّمٰوٰتِ" بن گیا۔ (آسمانوں)

كُلٌّ اصل میں "كُلُّ مَا خَلَقَ اللّٰهُ" تھا۔ مضاف الیہ (مَاخَلَقَ اللّٰهُ) کو حذف کرکے كُلُّ کی لام کو تنوین دی گئی جو کہ تنوین عوض

ہے (مبتدا) (سب کے سب)

قٰنِتُوْنَ {ق ن ت} باب (ن) قَنَتَ یَقْنُتُ سے اسم الفاعل جمع مذکر۔ مبتدا کی خبر ہے، اسی لئے مرفوع ہے (اطاعت کرنے والے) یعنی عاجزی/خضوع کے ساتھ اطاعت کا التزام کرنے والے۔

تفسیری نکات: بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے یا یہودیوں کا کہنا ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے یا بعض لوگ نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللہِ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کہ وہ (اللہ) ان تمام باطل نظریات اور باتوں سے مبرا اور پاک ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ زمین و آسمان میں سب کچھ اس کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ تمام چیزیں اس کے حکم کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ انسان کا کمال بھی اسی میں ہے کہ وہ صرف اس ایک (اللہ) کے آگے سر جھکائے، یہی توحید ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰی

بَدِیْعُ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	وَ	اِذَا	قَضٰی
ابتدا سے ہی بنانے والا	آسمانوں کو	اور	زمین کو	اور	جب	فیصلہ کرتا ہے
مبتدا محذوف هُوَ کی خبر۔ مضاف	مضاف الیہ / معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	شرطیہ	فعل ماضی بمعنی مضارع

اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ {117}

اَمْرًا	فَ + اِنَّمَا	یَقُوْلُ	لَ + هٗ	كُنْ	فَ + یَكُوْنُ
کسی کام کا	تو + صرف، بس	کہتا ہے	کے لئے + اس	تو ہو جا	تو + وہ ہو جاتا ہے
مفعول	فَ جزائیہ + کلمہ حصر	فعل مضارع (فاعل)	جار + مجرور	فعل امر (فاعل)	جزائیہ + فعل مضارع (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے بنانے والا ہے۔ وہ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو وہ صرف لفظ "کُنْ" کہتا ہے تو وہ (کام) ہو جاتا ہے۔

لغوی نکات:

بَدِیْعُ {ب د ع} باب (ف) بَدَعَ یَبْدَعُ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے، مبتدا محذوف (ھو) کی خبر ہے، مضاف ہے۔ "فَعِیْلٌ" کا وزن ہے، بمعنی "مُبْدِعٌ" (نیا نکالنے والا) ایسی چیز کو ایجاد کرنا جسکی پہلے مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتداء اور پیروی کرنے کے نئے سرے سے کوئی چیز بنانا۔ دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کرنا جس کی عہد نبوی میں کوئی مثال نہ ہو وہ بھی

بدعت کہلاتا ہے۔

قَضٰی {ق ض ی} باب (ض) (قَضٰی یَقْضِیْ) سے فعل ماضی واحد مذکر غائب، قَضٰی سے پہلے "اِذَا" آنے کی وجہ سے اس کا معنی مضارع والا ہوگیا اصل میں قَضَیَ تھا ی متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح (زبر) ہونے کی وجہ سے مطابقۃً "ی" کو الف سے بدل دیا، قَضٰی ہوگیا۔ (فیصلہ کرتا ہے/ارادہ کرتا ہے)

کُنْ {ک و ن} باب (ن) "کَانَ یَکُوْنُ" (فعل ناقص) سے فعل امر کا صیغہ ہے۔ (واحد مذکر) اصل میں اُکْوُنْ تھا، واؤ پر ضمہ بھاری تھا۔ ماقبل کو منتقل کردیا، واوٗ (و) اور نون کے درمیان التقائے ساکنین ہوا تو حرف علت واوٗ (و) کو گرا دیا۔ باقی لفظ ہمزہ وصلی کے بغیر بھی پڑھا جاسکتا ہے، اس لئے شروع میں ہمزہ (ء) وصلی لگانے کی ضرورت نہ رہی لہٰذا یہ باقی کُنْ ہی مستعمل ہے (اللہ کا فرمانا) (ہوجا)

فَیَکُوْنُ (فَ+یَکُوْنُ) (ف جزائیہ +یَکُوْنُ) {ک و ن} باب (ن) سے فعل مضارع واحد مذکر (تو وہ ہوجاتا ہے)

تفسیری نکات: اس آیت میں مشرک قوموں کے غلط عقیدہ کی تردید مقصود ہے جو یہ غلط نظریہ رکھتے ہیں کہ مادہ (Matter) پہلے سے کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا (تو تمام اشیاء ادل بدل کر اسی سے بنی ہیں) لفظ "بَدِیْعُ" سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے نئے سرے سے بنایا۔ وہ تخلیق اور خلاقیت میں کسی مادے وغیرہ کا محتاج نہیں ہے۔ اس کو اس کائنات کی تخلیق و ایجاد میں اسباب و وسائل کی ضرورت نہیں، جس چیز کا وہ ارادہ فرماتا ہے، اس کے لئے صرف حکم و اشارہ کافی ہے وہ لفظ "کُنْ" کہتا ہے تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا

وَ	قَالَ	الَّذِیْنَ	لَا	یَعْلَمُوْنَ	لَوْ لَا	یُکَلِّمُ+نَا
اور	کہا	ان لوگوں نے جو	نہیں	جانتے	کیوں نہیں	کلام کرتا+ہم سے
عاطفہ	فعل ماضی	اسم موصول جمع	نافیہ	فعل مضارع جمع (فاعل)	حرف استفہام	فعل مضارع+مفعول

اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ

اللّٰهُ	اَوْ	تَاْتِیْ+نَا	اٰیَةٌ	كَذٰلِكَ	قَالَ	الَّذِیْنَ	مِنْ
اللہ تعالیٰ	یا	آتی+ہمارے پاس	کوئی نشانی	اسی طرح	کہا	ان لوگوں نے جو	سے
فاعل	کلمہ اختیار	فعل مضارع+مفعول	فاعل	حرف تشبیہ	فعل ماضی	(فاعل) اسم موصول جمع	حرف جار

قَبۡلِهِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ؕ تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ

قَبۡلِ + هِمۡ	مِّثۡلَ	قَوۡلِ + هِمۡ	تَشَابَهَتۡ	قُلُوۡبُ + هُمۡ
پہلے + ان سے	مثل، مانند	بات + ان کی	ایک جیسے ہوگئے	دل + ان کے
مضاف+مضاف الیہ (مجرور)	مفعول/مضاف	مضاف الیہ مضاف+مضاف الیہ	فعل ماضی واحد مؤنث	مضاف+مضاف الیہ (فاعل)

قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ {118}

قَدۡ	بَيَّنَّا	الۡاٰيٰتِ	لِ + قَوۡمٍ	يُّوۡقِنُوۡنَ
یقیناً	ہم نے واضح کردی ہیں	آیتیں/نشانیاں	کے لئے + اس قوم	(جو) یقین رکھتے ہیں وہ
کلمہ تاکید	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول	جار + مجرور جمع	فعل مضارع جمع، مذکر غائب (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: جو لوگ جانتے نہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی۔ اسی طرح کی باتیں ان سے پہلے کہا کرتے تھے۔ انکے دل ایک جیسے ہیں۔ یقین کرنیوالوں کیلئے ہم نے اپنی نشانیاں واضح طور پر بیان کردی ہیں۔

لغوی نکات:

لَا يَعۡلَمُوۡنَ: لَاَ نافیہ + يَعۡلَمُوۡنَ {ع ل م} باب (س) سے فعل مضارع معلوم، جمع مذکر غائب (فاعل) (وہ نہیں جانتے)

لَوۡ لَا: لَوۡ حرف شرط اور لَاَ نافیہ کا مجموعہ اور یہ دونوں مل کر ایک حرف تحضیض بنتا ہے (ابھارنا / کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرنا) دونوں "لَوۡلَا" کے اکٹھا آنے سے معنی ہوگا (کیوں نہیں)

يُكَلِّمُنَا: يُكَلِّمُ + نَا {ک ل م} باب (تفعیل) فعل مضارع معلوم، واحد مذکر غائب، اور نَا ضمیر مفعول ہے (وہ اللہ کلام کرتا + ہم سے)

تَاۡتِيۡنَاۤ: تَاۡتِيۡ + نَا (ء ت ی) باب (ض) اَتٰی يَاۡتِيۡ سے فعل مضارع واحد مؤنث غائب اور "نَا" مفعول (آتی ہمارے پاس)

اٰيَةٌ: یہ واحد ہے اس کی جمع "اٰيَاتٌ" ہے۔ "تَاۡتِيۡنَا" کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (نشانی، آیت)

مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ: (مِثۡلَ) (مضاف) + قَوۡلِ (مضاف الیہ مضاف + هِمۡ مضاف الیہ، پھر یہ مفعول بہ ہوا فعل "قَالَ" کا (مانند اُن کی بات کے)

تَشَابَهَتۡ: {ش ب ہ} باب (تفاعل) سے فعل ماضی / واحد مؤنث غائب (کسی چیز کا دوسرے سے مشابہ ہونا)

بَيَّنَّا: {ب ی ن} باب (تفعیل) سے ماضی، جمع متکلم، (بیان کیا ہم نے)

الۡاٰيٰتِ: "اٰيَةٌ" کی جمع "آيَاتٌ" ہے، "اٰيَةٌ" اصل میں "آيِيَةٌ" تھا "ی" متحرک ہے اور ماقبل مفتوح ہے لہٰذا مطابقت کی وجہ سے "ی" کو الف سے بدلا، پھر (الف + الف) = (آ) "آيَةٌ" ہوگیا۔ اَلۡاٰيَاتِ جمع مونث سالم بَيَّنَّا کا مفعول حالت نصبی ہے۔ (آیتیں)

يُوْقِنُوْنَ {ی ق ن} باب (افعال) اَيْقَنَ يُوْقِنُ (اِيْقَانٌ) سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ (یقین کرنا / شک و شبہ دور کرنا، کسی چیز کو سمجھنے کے بعد پایہ ثبوت تک پہنچنا)

تفسیری نکات: کافروں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا نبی سچا ہے تو ہم سے اللہ خود بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی دکھائے۔ جو نبی کے صدق پر دلالت کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسکے جواب میں فرمایا: ''کہ اسطرح کی باتیں پہلے لوگ بھی کرتے تھے۔ ان سب کے دل ایک جیسے ہیں۔ اللہ سے دور ہیں۔ ہم یقین رکھنے والی قوم کیلئے آیتیں کھول کھول کر بیان / واضح کردی ہیں۔ انکو سمجھ نہ آئے تو ہمارا کیا قصور ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ

نَذِيْرًا	وَّ	بَشِيْرًا	بِ + الْحَقّ	اَرْسَلْنَا + كَ	اِنَّآ
ڈرانے والا	اور	خوشخبری دینے والا	ساتھ + حق کے	بھیجا ہم نے + آپ کو	بے شک ہم
حال معطوف	عاطفہ	حال معطوف علیہ	جار + مجرور	فعل ماضی (فاعل) + مفعول (خبر)	حرف مشبہ بالفعل + نَا۔ اِنَّ کا اسم

وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ {119}

الْجَحِيْمِ	اَصْحٰبِ	عَنْ	تُسْئَلُ	لَا	وَّ
دوزخ	والوں	سے	سوال کیا جائے گا آپ سے	نہ	اور
مضاف الیہ	مجرور / مضاف	جار	مضارع مجہول (اَنْتَ نائب فاعل)	نافیہ	عاطفہ

بامحاورہ ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقیناً ہم نے آپ کو سچی حقیقتوں کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور دوزخ والوں کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھا جائے گا۔

لغوی نکات:

اَرْسَلْنٰكَ اَرْسَلْنَا + كَ {ر س ل} باب (افعال) فعل ماضی معروف، جمع متکلم كَ ضمیر مخاطب مفعول (بھیجا ہم نے آپ کو)

بَشِيْرًا {ب ش ر} باب (تفعیل) سے فَعِيْلٌ کا وزن، اسم فاعل کے معنی میں ہے اور كَ ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ (خوشخبری دینے والا)

نَذِيْرًا {ن ذ ر} باب (افعال) سے فَعِيْلٌ کا وزن بمعنی اسم فاعل اور اَرْسَلْنَاكَ میں كَ ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ (ڈرانے والا)

لَا تُسْئَلُ {س ء ل} باب (ف) سے مضارع مجہول منفی، واحد مذکر مخاطب (نہیں پوچھا جائے گا آپ سے)

اَصْحٰبِ {ص ح ب} باب (س) سے مصدر۔ صَحْبٌ کی جمع اَصْحَابٌ ''جمع قلت'' ہے، یعنی جن الفاظ کے واحد کا وزن فَعْلٌ کے وزن پر ہو ان کی جمع کا وزن اَفْعَالٌ ہو تو اس کو جمع قلت کہتے ہیں (والے)

اَلْجَحِیْمِ {ج ح م} باب (س) سے فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ بمعنیٰ اسم فاعل (سخت بھڑکنے والی آگ)

تفسیری نکات: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو بلاتردید سچ (پر مبنی پیغام) دیکر بھیجا ہے جو آپکے پیغام پر ایمان لے آئے اور اس پر عمل کرے اسکو جنت کی خوشخبری دیں اور جو آپکی لائی ہوئی شریعت سے روگردانی کرے تو اسکو آپ جہنم کی نوید سنائیں۔ اس اہم پیغام کے پہنچانے کے باوجود بھی اگر کوئی آپکی بات نہ مانے اور دوزخ میں چلا جائے تو آپکو انکے بارے میں نہ پوچھا جائیگا۔ کسی کو راہ راست پر لانا آپکی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہاں پیغام ربانی لوگوں تک پہنچانا یہ آپکی ذمہ داری ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی

وَ	لَنْ	تَرْضٰی	عَنْ + كَ	اَلْیَهُوْدُ	وَ	لَا	النَّصٰرٰی	حَتّٰی
اور	ہرگز نہیں	راضی ہوں گے	سے + آپ	یہودی	اور	نہ	عیسائی	یہاں تک کہ
عاطفہ	حرف ناصبہ نافیہ	فعل مضارع	جار + مجرور	فاعل معطوف علیہ	عاطفہ	نافیہ	معطوف	ناصبہ (برائے انتہا)

تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ

تَتَّبِعَ	مِلَّتَ + هُمْ	قُلْ	اِنَّ	هُدَی	اللّٰهِ
اتباع کریں آپ	طریقے + ان کے کی	کہہ دو	یقیناً	ہدایت	اللہ تعالیٰ کی
فعل مضارع (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	فعل امر	حرف مشبہ بالفعل	مضاف	مضاف الیہ (اسم)

هُوَ الْهُدٰی ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

هُوَ	اَلْهُدٰی	وَ	لَ + اِنْ	اتَّبَعْتَ
وہی	ہدایت ہے	اور	البتہ + اگر	پیروی کی آپ نے
ضمیر فصل (برائے حصر)	(اِنَّ کی) خبر	عاطفہ	لام تاکید + اِنْ شرطیہ	فعل ماضی (فاعل) (واحد مخاطب)

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

اَهْوَآءَ + هُمْ	بَعْدَ	الَّذِیْ	جَآءَ + كَ	مِنَ + الْعِلْمِ
خواہشات + ان کی	بعد (اس کے)	جو	آیا ہے + آپ کے پاس	سے + علم
مضاف + مضاف الیہ (مفعول)	ظرف مضاف	اسم موصول	فعل ماضی فاعل هُوَ + مفعول	جار + مجرور

مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ {120}

نَصِيْرٍ	لَا	وَّلِيٍّ	مِنْ	اللّٰهِ	مِنَ	لَ+كَ	مَا
کوئی مددگار	نہ	کوئی دوست	سے	اللہ	سے	واسطے+آپ کے	نہیں (ہوگا)
معطوف	نافیہ	مجرور معطوف علیہ	جار	مجرور	جار	جار+مجرور	نافیہ

بامحاورہ ترجمہ: (اے ہمارے نبی) یہود و نصاریٰ آپ سے قطعاً راضی نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے دین کی اتباع نہ کریں گے۔ تو آپ کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی سیدھی راہ ہے اور اگر آپ علم (رسالت) کے آنے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو اللہ کی طرف سے آپ کے لئے کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

لغوی نکات:

وَلَنْ — "لَنْ" حرف ناصبہ ہے جو مضارع پر داخل ہو کر اس میں نفی مستقبل تاکیدی کے معنی پیدا کر دیتا ہے (ہرگز نہیں)

تَرْضٰى — {ر ض ی} باب (س) رَضِيَ يَرْضٰى سے فعل مضارع معروف۔ واحد مؤنث غائب۔ اس کا فاعل "الیھود و النصاری" ہے جو کہ دونوں ہی اسم جمع ہیں۔ (راضی ہونا/پسند ہونا)

تَتَّبِعَ — {ت ب ع} باب (افتعال) "اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ" سے فعل مضارع معروف۔ واحد مذکر مخاطب "حَتّٰى" کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (پیروی کرنا، اتباع کرنا، پیچھے لگنا)

مِلَّتَهُمْ — (مِلَّةَ+هُمْ) {م ل ل} مرکب اضافی۔ تَتَّبِعَ کا مفعول ہے۔ (ان کے طریقے کی)

هُدَى اللّٰهِ — (هُدَى) مضاف + اللّٰهِ مضاف الیہ۔ اِنَّ کا اسم ہے (اللہ کی ہدایت)

اتَّبَعْتَ — {ت ب ع} باب (افتعال) سے / فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (اتباع، پیروی کرنا)

اَهْوَآءَ+هُمْ — {ہ و ی} باب (س) (هَوِيَ يَهْوٰى) سے مصدر "هَوَاءٌ" اس کی جمع "اَهْوَاءٌ"۔ مرکب اضافی بوجہ مفعول حالت نصب میں (ان کی خواہشات کی)

بَعْدَ — بَعْدَ اسم ظرف۔ آگے۔ اسم موصول اَلَّذِیْ۔ کی طرف مضاف ہے۔ اضافت کی وجہ سے (بعد) کی دال (دَ) پر زبر ہے، وگرنہ دال پر پیش ہوتی (پیچھے اس چیز کے)

مَالَكَ — مَا+لَكَ "مَا" نافیہ ہے اور لَ+كَ مرکب جاری ہے (نہیں ہے + تیرے لئے)

وَّلِيٍّ — واحد ہے اس کی جمع اَوْلِيَاءُ ہے/ حالت جر (کوئی دوست / محبت کرنے والا)

تفسیری نکات: اے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنی بھی ہمدردی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود و نصاریٰ سے بات کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہر بات/شرط مانتے جائیں پھر بھی وہ آپ کی بات نہ مانیں گے جب تک آپ ان کے دین کو

قبول نہ کریں گے۔ اللہ نے فرمایا: ''صحیح دین وہی ہے جو ہمارا رسول بتاتا ہے ان لوگوں کو چاہئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانیں۔ اس میں ان کے لئے بھلائی ہوگی۔ اگر علم وصحیح دین آنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیروی کی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ہمدرد اور مددگار نہیں ہوگا''۔ اس میں اہل علم وغیرہ کے لئے بھی درس ہے کہ جب کسی کے پاس صحیح حدیث آئے پھر بھی وہ عمل نہ کرے تو وہ قابل ملامت ہے اور اس پر اس کا مواخذہ ہوگا۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ

اَلَّذِیْنَ	اٰتَیْنَا + هُمْ	الْکِتٰبَ	یَتْلُوْنَ + هٗ
وہ لوگ جو	دی ہم نے + ان کو	کتاب	وہ تلاوت کرتے ہیں + اس کی
اسم موصول (جمع) مذکر	فعل ماضی (فاعل) + مفعول 1	مفعول 2	فعل مضارع (فاعل) + مفعول

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

حَقَّ	تِلَاوَةِ + هٖ	اُولٰٓئِكَ	یُؤْمِنُوْنَ	بِ + هٖ
حق ہے	تلاوت کرنا + اس کی	(وہی) یہی لوگ	ایمان لاتے ہیں وہ	ساتھ + اس کے
مفعول مطلق مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ	اسم اشارہ مبتدا	فعل مضارع (جمع) (فاعل) (خبر)	جار + مجرور

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

وَ	مَنْ	یَّكْفُرْ	بِ + هٖ	فَ + اُولٰٓئِكَ
اور	جو	کفر کرے	ساتھ + اس کے	تو + وہی لوگ ہیں
عاطفہ	شرطیہ (مبتدا)	فعل مضارع مجزوم (فاعل) (خبر)	جار + مجرور	جزائیہ + مبتدا

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۧ {121}

هُمْ	الْخٰسِرُوْنَ
وہ	خسارہ پانے والے
ضمیر جمع (حصر)	اسم فاعل جمع (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جو حق ہے اس کی تلاوت کرنے کا۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں (عمل کرتے ہیں) اور جو اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

لغوی نکات:

اَلَّذِیْنَ اسم موصول برائے جمع مذکر۔ اس کا واحد "اَلَّذِیْ" ہے (جو لوگ)

اٰتَیْنٰھُمْ {ء ت ی} باب (افعال) "اٰتٰی یُؤْتِیْ" سے فعل ماضی/جمع متکلم + ھُمْ ضمیر جمع مذکر مفعول نمبر 1 ہے (دیا ہم نے + ان کو)

الْکِتٰبَ {ک ت ب} باب (ن) سے مصدر مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ الف لام کی وجہ سے مخصوص کتاب (تورات یا ہر کتاب الٰہی)

یَتْلُوْنَهٗ {ت ل و} باب (ن) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر غائب + ہٗ ضمیر واحد مفعول "یَتْلُوْنَ" اصل میں "یَتْلُوُوْنَ" تھا، واؤ (د) پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے اس کو گرا دیا۔ اب دو واؤں (د+و) کا التقائے ساکنین ہوا (یعنی دونوں واؤ (و) ساکن ہیں) ایک واؤ کو گرا دیا۔ "یَتْلُوْنَ" ہوگیا۔ (تلاوت کرتے ہیں + اس کی)۔ اللہ کی کتابوں کی قرأت کے ساتھ ساتھ عمل کے ذریعے پیروی کرنا۔ اصل میں یہی تلاوت کا معنی ہے۔ جبکہ قرأت عام "پڑھنا" ہے۔

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ حَقَّ {ح ق ق} باب (ض) حَقَّ یَحِقُّ سے حَقٌّ مصدر/ مضاف ہے تِلَاوَتِ + ہٖ مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مفعول مطلق ہوگیا، اس لئے "حَقَّ" حالت نصب میں ہے (جو حق ہے اس کی تلاوت کرنے کا)

یُؤْمِنُوْنَ {ء م ن} باب (افعال) سے فعل مضارع معروف/ جمع مذکر غائب (فاعل) (وہ ایمان لاتے ہیں)

یَّکْفُرْ {ک ف ر} باب (ن) فعل مضارع معروف / واحد مذکر غائب۔ اصل میں یَکْفُرُ تھا۔ شروع میں "مَنْ" شرطیہ جازمۃ المضارع ہے، اس لئے "یَکْفُرْ" کا (رْ) مجزوم ہے [(جو) کفر کرے]

الْخٰسِرُوْنَ (خ س ر) باب (س) سے اسم الفاعل ہے۔ جمع مذکر/ حصر کا معنی پیدا کرنے کے لئے اس سے پہلے "ھُمْ" ضمیر ہے، اسی لئے یہ "خبر معرفہ" ہے (نقصان اٹھانے والے)

تفسیری نکات: کتب الٰہی خاص طور پر قرآن مجید پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔ حَقِّ تلاوت کا معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کو صحیح مخرج اور صحیح نطق سے پڑھیں اور اس کی آیات پر غورو فکر اور تدبر کریں اور پھر اس کے مطابق عمل کریں۔ یہی اس پر ایمان لانے اور اس کی تلاوت کرنے کا مفہوم ہے اور قرآن کے ساتھ کفر کرنا یا مذاق کرنا یا اس کی بے حرمتی کرنا بہت سخت گناہ ہے یا مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کو نہ سمجھنا بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ

الَّتِيْٓ	نِعْمَةِ + یْ	اذْكُرُوْا	اِسْرَآءِيْلَ	بَنِيْٓ	يَا
وہ جو	نعمت + میری کو	یاد کرو تم	اسرائیل (یعقوبؑ کے)	بیٹو	اے
اسم موصول (مؤنث)	مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	فعل امر جمع	مضاف الیہ (منادیٰ)	مضاف	حرف ندا

اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

اَنْعَمْتُ	عَلٰى + كُمْ	وَ	اَنِّ + یْ
انعام کی میں نے	اوپر + تمہارے	اور	بے شک + میں نے
فعل ماضی واحد متکلم (فاعل) (افعال)	جار + مجرور	عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ {122}

فَضَّلْتُ + كُمْ	عَلَى	الْعٰلَمِيْنَ
فضیلت دی میں نے + تم کو	اوپر	جہانوں کے
فعل ماضی / فاعل + مفعول	جار	مجرور، جمع مذکر سالم

بامحاورہ ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہیں اور یقیناً میں نے تم کو جہاں پر فوقیت دی ہے۔

لغوی نکات:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ "یا" حرف ندا ہے جو کہ اَدْعُوْ فعل مضارع واحد متکلم باب (ن) کے قائم مقام ہے "بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" لفظ "بَنِیْ" اصل میں "بَنِیْنَ" تھا جو منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے چونکہ مضاف کے آخر میں تثنیہ اور جمع کا نون (ن) نہیں آسکتا۔ آگے "اِسْرَائِیْلَ" کی طرف اضافت کی وجہ سے "بَنِیْنَ" کا (ن) ختم ہوگیا، للٰہذا باقی "بَنِیْ" رہ گیا (اے اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کے بیٹوں)

اِسْرَآءِيْلَ یہ عبرانی لفظ۔ عربی لفظ "عَبْدُاللہ" کے معنی میں ہے، جو اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔

اذْكُرُوْا {ذ ک ر} باب (ن) سے فعل امر، جمع مذکر (یاد کرو تم)

اَنِّيْ (اَنِّ + یْ) اَنَّ حرف مشبہ بالفعل اور (ی) اس کا اسم ہے۔ وسط کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے اَنَّ کے ہمزہ پر زبر آیا ہے اور "ی" کی مناسبت کی وجہ سے "ن" پر زیر آئی ہے (بے شک / یقیناً + میں)

فَضَّلْتُكُمْ (فَضَّلْتُ + كُمْ) {ف ض ل} باب (تفعیل) سے فعل ماضی معلوم، واحد متکلم (اَنَا فاعل) + کُمْ ضمیر جمع مذکر مفعول (میں نے برتری دی + تم کو)

الْعٰلَمِيْنَ {ع ل م} اَلْعَالَمُ کی جمع مذکر سالم ہے شروع میں عَلٰی آنے کی وجہ سے اَلْعَالَمِیْنَ کی حالت جری ہے (دنیا/ جہان) ہر وہ مخلوق جو اللہ کے وجود اور اس کی معرفت پر علامت یعنی دلیل ہو۔

تفسیری نکات: اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل پر بے شمار انعام و اکرام کئے لیکن ان کی طرف سے مسلسل ناشکری ہوتی رہی جو کہ اللہ تعالٰی کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف تھی۔ تو اس آیت میں بھی اللہ تعالٰی نے ان کو اپنی نعمت یاد کراتے ہوئے تنبیہ کی ہے کہ "میں نے تم کو جہان والوں پر فوقیت و برتری عطا فرمائی۔ اس کے باوجود تم احسان فراموش بن کر مجھے بھول گئے ہو اور میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ یہ تمہاری انتہائی گندی حرکت ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا

وَ + اتَّقُوْا	يَوْمًا	لَا	تَجْزِىْ	نَفْسٌ	عَنْ	نَفْسٍ	شَيْـًٔا
اور + تم سب ڈر جاؤ	(اس) دن (سے)	نہیں	کام آئے گی	کوئی جان	سے	کسی جان	کچھ (بھی)
عاطفہ + فعل امر جمع (فاعل)	ظرف زمان	نافیہ	مضارع معروف (مونث)	فاعل	حرف جر	مجرور	مصدر

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا

وَ	لَا	يُقْبَلُ	مِنْ + هَا	عَدْلٌ	وَ	لَا	تَنْفَعُ + هَا
اور	نہ	قبول کیا جائے گا	سے + اس	کوئی معاوضہ	اور	نہ	فائدہ دے گی + اس کو
عاطفہ	نافیہ	مضارع مجہول	حرفِ جر + مجرور	نائب فاعل	عاطفہ	نافیہ	فعل مضارع + مفعول

شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ {123}

شَفَاعَةٌ	وَ	لَا	هُمْ	يُنْصَرُوْنَ
کوئی سفارش	اور	نہ	وہ	مدد کئے جائیں گے
فاعل	عاطفہ	نافیہ	مبتدا	مضارع مجہول (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئے گی اور نہ ہی اس سے کسی قسم کا معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو کوئی سفارش فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔

لغوی نکات:

اتَّقُوْا {و ق ی} باب (افتعال) سے فعل امر جمع مذکر ہے (ڈر جاؤ، بچ جاؤ)

لَا تَجْزِیْ {ج ز ی} باب (ض) سے مضارع معلوم منفی، واحد مؤنث غائب (نہیں کفایت کرے گی، بدلے میں نہ آئے گی)

نَفْسٌ اسم ہے۔ اس کی جمع "نُفُوْسٌ" اور "اَنْفُسٌ" ہے یہ "لَاتَجْزِیْ" کا فاعل ہے (کوئی جان)

شَیْئًا {ش ی ء} باب (ف) (شَآءَ یَشَآءُ) سے مصدر ہے، نکرہ مزید تاکید نفی کے لئے استعمال ہوا ہے، حال ہے (حالت نصب) (کچھ بھی)

لَا یُقْبَلُ {ق ب ل} باب (س) سے مضارع مجہول منفی، واحد مذکر غائب (نہ قبول کیا جائے گا)

عَدْلٌ (اسم) یہ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے (فدیہ، معاوضہ)

وَّ لَا تَنْفَعُهَا {ن ف ع} باب (ف) سے مضارع معلوم منفی، واحد مؤنث غائب "هَا" ضمیر واحد مؤنث اس کا مفعول ہے (اور نہ نفع دے گی اس کو)

شَفَاعَةٌ {ش ف ع} باب (ف) سے مصدر، "لَاتَنْفَعُ" کا فاعل ہے (سفارش کرنا / اپنے سے کم درجے والے کی سفارش کرنا)

یُنْصَرُوْنَ {ن ص ر} باب (ن) سے مضارع مجہول، جمع مذکر غائب (ان کی مدد کی جائے گی)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں "اِتَّقُوْا" کہہ کر ہمیں گناہوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور متنبہ کیا ہے کہ قیامت کا دن بڑا سخت ہے۔ اس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئیگی اگرچہ کتنی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ دنیا میں تو انسان کسی کی مدد سے بدلہ، جرمانہ سفارش یا زور سے بچ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کے سوا کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ کسی کی بھی کوئی مدد نہیں ہو سکے گی۔

وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

وَ	اِذْ	ابْتَلٰٓى	اِبْرٰهٖمَ	رَبُّ + هٗ	بِ + كَلِمٰتٍ
اور	جب	آزمایا	ابراہیم علیہ السلام کو	رب + اس کے (نے)	ساتھ + کچھ باتوں کے
عاطفہ	ظرف	فعل ماضی	مفعول (مقدم)	مضاف+مضاف الیہ (فاعل مؤخر)	جار + مجرور

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ

فَ + اَتَمَّ + هُنَّ	قَالَ	اِنَّ + یْ	جَاعِلُ + كَ	لِ + النَّاسِ
تو+ پورا کر دیا اس نے+ان کو	کہا (اللہ نے)	بے شک + میں	بنانے والا ہوں + آپ کو	کا + لوگوں
عاطفہ+فعل ماضی (فاعل) + مفعول	فعل ماضی (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل+اسم	مضاف+مضاف الیہ اِنَّ کی خبر	جار + مجرور

اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ

قَالَ	ذُرِّيَّة + یْ	مِنْ	وَ	قَالَ	اِمَامًا
کہا (اس (اللہ) نے)	اولاد + میری	سے	اور	کہا (اس نے)	امام
فعل ماضی (فاعل)	مضاف + مضاف الیہ مجرور	حرف جر	عاطفہ	فعل ماضی (فاعل)	مفعول بہ

لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ {124}

الظّٰلِمِیْنَ	عَهْدِ + یْ	یَنَالُ	لَا
ظالموں کو	عہد + میرا	پہنچے گا	نہیں
اسم فاعل جمع (مفعول)	مضاف + مضاف الیہ (فاعل)	فعل مضارع	نافیہ

بامحاورہ ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کچھ باتوں میں آزمایا تو اس نے ان کو پورا کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا بناتا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اولاد کو بھی (کوئی منصب ملے گا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالموں کو میرا عہد (نعمت) نہیں پہنچے گا۔

لغوی نکات:

اِبْتَلٰی {ب ل و} باب (افتعال) سے فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب، اس کا مصدر "اِبْتِلَاءٌ" ہے (امتحان و آزمائش میں ڈالنا) آزمائش میں تکلیف لازم ہے۔

اِبْرٰهٖمَ عبرانی لفظ ہے "جَدُّ الْاَنْبِيَاء" بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ اہل لغت نے ابراہیم کے معنی "اَبٌ رَحِيْمٌ" بتائے ہیں۔ (مہربان باپ) ابراہیم علیہ السلام اِسم غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں عجمہ اور علمیت دو سبب پائے جاتے ہیں اور "ابْتَلٰی" کا مفعول ہے اور اپنے فاعل "رَبٌّ" سے مقدم ہے۔

رَبُّهٗ (رَبُّ + هٗ) مرکب اضافی "رَبٌّ" {ر ب ب} باب (ن) "رَبَّ يَرُبُّ" سے اسم فاعل، فعل "اِبْتَلٰی" کا فاعل مؤخر ہے (اس کے رب نے)

بِكَلِمٰتٍ (بِ + كَلِمَاتٍ) مرکب جاری۔ کلمہ کی جمع "كَلِمَاتٍ" ہے جس کا اطلاق لفظ مفرد اور جملہ مفیدہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اس سے مراد اوامر ونواہی ہیں۔

فَاَتَمَّهُنَّ (فَ + اَتَمَّ + هُنَّ) {ت م م} باب (افعال) سے ماضی معلوم، واحد مذکر غائب، اصل میں "اَتْمَمَ" م کا م میں ادغام کر دیا تو "اَتَمَّ" بن گیا، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث (مفعول) "بِكَلِمَاتٍ" کی طرف راجع ہے (پورا کرنا)

جَاعِلُكَ (جَاعِلُ + كَ) {ج ع ل} باب (ف) جَعَلَ يَجْعَلُ سے اسم فاعل (واحد مذکر) مضاف + كَ مضاف الیہ = مرکب اضافی،

"اِنِّیْ" کی خبر ہے (بنانے والا ہوں + آپ کو)

اِمَامًا {ا م م} باب (ن) کا مصدر ہے اس کی جمع "اَئِمَّۃٌ" آتی ہے۔ یہ ذوالحال ہے اور اس کا حال "لِلنَّاسِ" مقدم ہے یا یہ "جَاعِلُكَ" کا مفعول ثانی ہے۔ (امام، پیشوا)

ذُرِّیَّتِیْ (ذُرِّیَّۃِ + یْ) مرکب اضافی، حالت جر (اولاد) اصل میں چھوٹے بچوں کیلئے ہے لیکن عرف عام میں چھوٹی اور بڑی اولاد سب کیلئے یکساں ہے۔

لَا یَنَالُ {ن ی ل} باب (ف) سے مضارع معروف منفی، واحد مذکر غائب "یَنَالُ" اصل میں "یَنْیَلُ" تھا "ی" کی حرکت ماقبل (ن) کو دے کر "ی کو الف" سے بدل دیا (پہنچنا، حاصل ہونا)

عَھْدِیْ عَھْدِ+یْ {ع ہ د} باب (س) عَهِدَ یَعْهَدُ سے مصدر مضاف +"یْ" مضاف الیہ، ("لَایَنَالُ" کا فاعل ہے) میرا عہد، میرا منصب، میری نعمت)

الظّٰلِمِیْنَ {ظ ل م} باب (ض) سے اسم فاعل، "ظَالِمٌ" کی جمع مذکر سالم، حالت نصب (ظلم کرنے والے)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء ہیں اور مسلمانوں کیساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ بھی انکی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور میں انہیں آزمایا۔ ان سب امور میں ابراہیم علیہ السلام پورے اترے۔ ہر امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو پوری دنیا کی امامت سونپ دی۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ "کیا یہ منصب میری اولاد کو بھی نصیب ہوگا؟" تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ملے گا لیکن جو ظالم و نافرمان ہونگے وہ اس سے محروم رہیں گے۔ پھر یہ منصب اسحاق علیہ السلام کی نسل "یہودیوں" میں چلتا رہا۔ یہودیوں کی پے درپے نافرمانیوں، ناشکریوں اور وعدہ خلافیوں کے سبب یہ منصب ان سے چھین کر ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی آخر الزماں بنا کر سلسلہ نبوت بند کر دیا۔

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ

وَ	اِذْ	جَعَلْنَا	الْبَیْتَ	مَثَابَةً	لِ+النَّاسِ	وَ
اور	جب	بنایا ہم نے	گھر (کعبہ کو)	اجتماع کی جگہ	کے لئے+لوگوں	اور
عاطفہ	ظرف	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)	مفعول اول	مفعول لہ (ثانی) معطوف علیہ	جار+مجرور	عاطفہ

اَمْنًا ط وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ط وَ

اَمْنًا	وَ	اتَّخِذُوْا	مِنْ	مَّقَامِ	اِبْرٰھٖمَ	مُصَلًّی	وَ
مقام امن	اور	پکڑو تم	سے (کو)	کھڑا ہونے کی جگہ	ابراہیم علیہ السلام	نماز کی جگہ	اور
مفعول لہ معطوف	عاطفہ	فعل امر جمع مذکر	جار	مضاف	مضاف الیہ/مجرور	ظرف مکان	عاطفہ

عَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

طَهِّرَا	اَنْ	اِسْمٰعِيْلَ	وَ	اِبْرٰهٖمَ	اِلٰٓى	عَهِدْنَآ
صاف کرو تم دونوں	یہ کہ	اسمٰعیل علیہ السلام	اور	ابراہیم علیہ السلام	طرف / سے	عہد کیا ہم نے
فعل امر (تثنیہ)	مصدریہ	معطوف	عاطفہ	مجرور، معطوف علیہ	جار	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)

بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ

الْعٰكِفِيْنَ	وَ	لِ + الطَّائِفِيْنَ	بَيْتِ + ىَ
اعتکاف کرنے والوں	اور	کے لئے + طواف کرنے والوں	گھر + میرے کو
معطوف، اسم فاعل (جمع) مجرور	عاطفہ	حرف جار + مجرور / اسم فاعل جمع / معطوف علیہ	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)

وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ {125}

السُّجُوْدِ	الرُّكَّعِ	وَ
سجدہ کرنے والوں	رکوع کرنے والوں	اور
اسم فاعل سَاجِدٌ کی جمع۔ صفت	اسم فاعل جمع / معطوف مجرور (موصوف)	عاطفہ

بامحاورہ ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے اجتماع اور امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا) کہ ابراہیم علیہ السلام کے مقام (جس پتھر پر کھڑے ہو کر انہوں نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا) کو نماز ادا کرنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے صفائی کا اہتمام کرو۔

لغوی نکات:

جَعَلْنَا {ج ع ل} باب (ف) جَعَلَ يَجْعَلُ سے ماضی معروف۔ جمع متکلم (فاعل) (بنایا ہم نے)

الْبَيْتَ {ب ی ت} باب (ض) "بَاتَ يَبِيْتُ" سے مصدر جَعَلْنَا کا مفعول نمبر 1 اَلْبَيْتُ کا معنی رات گزارنا ہے۔ عرف عام میں "بَيْتٌ" گھر کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں رات گزاری جاتی ہے۔ لیکن یہاں مراد (بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ) ہے۔

مَثَابَةً {ث و ب} باب (ن) ثَابَ يَثُوْبُ سے ظرف مکان ہے یہ "جَعَلْنَا" کا مفعول ثانی ہے۔ معطوف علیہ ہے۔ (لوٹنے کی جگہ) (لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ)

اَمْنًا {أ م ن} باب (س) سے مصدر ہے۔ اس کا عطف "مَثَابَةً" پر ہے۔ اس لئے منصوب ہے۔ (امن کی جگہ، خوف سے نجات، سلامتی، حدود حرم میں امن مراد ہے۔ جہاں انسان، حیوان ہر ایک کو امن ہے)

اتَّخِذُوْا {أ خ ذ} باب (افتعال) سے فعل امر، جمع مذکر (پکڑو تم)

مَّقَامِ {ق و م} باب (ن) سے ظرف مکان ہے۔ اصل میں "مَقْوَمٌ" تھا واؤ (و) متحرک ماقبل حرف "ق" ساکن۔ واؤ (و) کی حرکت نقل کر کے ماقبل "ق" کو دی اور واؤ (و) کو الف (ا) سے بدل دیا۔ "مَقَامِ" ہوگیا "مِنْ" حرف جار کی وجہ سے "مَقَامِ" حالت جر میں ہے (کھڑا ہونے کی جگہ) "مَقَامِ اِبْرٰهِيْمَ" وہ پتھر جس پر کھڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا)

مُصَلًّى {ص ل و} باب (تفعیل) سے ظرف مکان، اصل میں اسم ظرف "مُصَلَّوٌ" تھا۔ باب تفعیل کے مضارع مجہول کے وزن پر۔ ی کی جگہ میم لائی گئی اور مُصَلًّى میں الف۔و۔ سے بدلہ ہوا ہے۔ ماقبل زبر کی وجہ سے و کو الف سے بدلہ تو مُصَلًّى ہوگیا۔ مفعول (نماز پڑھنے کی جگہ)

عَهِدْنَآ {ع ہ د} باب (س) سے فعل ماضی، جمع متکلم (فاعل) عہد کا معنی تاکیدی حکم دینا (ہم نے عہد لیا)

طَهِّرَا {ط ہ ر} باب (تفعیل) سے فعل امر، تثنیہ مذکر (پاک صاف رکھنا)

لِلطَّآئِفِيْنَ (لِ + اَلطَّائِفِيْنَ) {ط و ف} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر اصل میں اَلطَّاوِفِيْنَ تھا، واؤ (و) اسم فاعل کے الف کے بعد آئی۔ واؤ (و) کو ہمزہ (ء) سے بدلہ "اَلطَّائِفِيْنَ" ہوگیا (طواف کرنے والے) (طَافَ يَطُوْفُ) گھومنا، چکر لگانا۔

الْعٰكِفِيْنَ {ع ك ف} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر ہے، اس کا واحد "عَاكِفٌ" ہے یہاں حالت جر ہے کیونکہ "لِلطَّائِفِيْنَ" پر اس کا عطف ہے (الگ بیٹھنے والا) (تعظیماً کسی جگہ پر ٹھہرنا۔ خود کو روکنا)

الرُّكَّعِ {ر ك ع} باب (ف) سے اسم فاعل (جمع مکسر) اس کا واحد "رَاكِعٌ" ہے۔ "لِلطَّائِفِيْنَ" پر عطف ہونے کی وجہ سے حالت جر ہے (رکوع کرنے والے، جھک جانے والے)

السُّجُوْدِ {س ج د} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، مکسر، اس کا واحد "سَاجِدٌ" ہے۔ یہ اَلرُّكَّعِ کی صفت ہے اور موصوف صفت مل کر معطوف ہے (زمین پر پیشانی رکھنا / بطور عبادت سجدہ کرنا)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کی اور اس کو لوگوں کے لئے امن و اجتماع کی جگہ بنا دیا۔ یہاں ہر لحاظ سے امن ہے اور اس مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس طرح ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ عظیم اعزاز بخشا کہ طواف کرنے والوں کے لئے، اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے بیت اللہ کی صفائی رکھنے کا حکم دے دیا۔ اللہ کے گھر کی صفائی رکھنا یہ رب کریم کا بہت بڑا انعام ہے اور یہ اُن عظیم قربانیوں کا صلہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

وَ	اِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِمُ	رَبِّ + (یْ)	اجْعَلْ	هٰذَا
اور	جب	کہا/دعا کی	ابراہیم علیہ السلام نے	(اے) رب + میرے	بناتو	اس
عاطفہ	ظرف	ماضی	فاعل	منادی مضاف+مضاف الیہ	فعل امر (اَنْتَ فاعل)	اسم اشارہ (مفعول)

بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ

بَلَدًا	اٰمِنًا	وَّ	ارْزُقْ	اَهْلَ + هٗ	مِنَ	الثَّمَرٰتِ	مَنْ
شہر (مکہ) کو	امن والا	اور	تو رزق دے	رہنے والوں کو + اس کے	سے	پھلوں	جو
موصوف	صفت (مفعول 2)	عاطفہ	فعل امر (فاعل)	مضاف+مضاف الیہ (مفعول)	جار	مجرور	اسم موصول

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ

اٰمَنَ	مِنْ + هُمْ	بِا + اللّٰهِ	وَ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	قَالَ
ایمان لائے	سے + ان میں	ساتھ + اللہ کے	اور	دن	آخرت کے	کہا (اللہ نے)
ماضی	جار + مجرور	جار+مجرور معطوف علیہ	عاطفہ	موصوف	صفت/معطوف	فعل ماضی (فاعل)

وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا

وَ	مَنْ	كَفَرَ	فَ	اُمَتِّعُ + هٗ	قَلِيْلًا
اور	جو شخص	کفر کرے گا	تو	میں فائدہ دونگا + اس کو	تھوڑا
عاطفہ	موصولہ	فعل ماضی (فاعل)	عاطفہ	فعل مضارع واحد متکلم (فاعل) + مفعول	صفت (موصوف محذوف)

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ

ثُمَّ	اَضْطَرُّ + هٗ	اِلٰى	عَذَابِ	النَّارِ
پھر	میں مجبور کروں گا + اس کو	طرف	عذاب (کی)	جہنم (کے)
عاطفہ (تراخی)	فعل مضارع واحد متکلم (فاعل) + مفعول	جار	مضاف	مضاف الیہ/مجرور

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ {126}

وَ	بِئْسَ	الْمَصِيْرُ
اور	برا ہے	ٹھکانہ
عاطفہ	فعل ذم	مخصوص بالذم (فاعل)

بامحاورہ ترجمہ: اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنادے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آپ کی دعا قبول ہے) لیکن جس نے کفر کیا تو اس کو دنیا کا تھوڑا سا فائدہ دوں گا لیکن (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کروں گا جو کہ بہت بری جگہ ہے۔

لغوی نکات:

اِذْ	یہ ظرف مکان ہے اور فعل امر محذوف اُذْکُرْ کا مفعول ہے (اس وقت کو یاد کرو) (جب)
رَبِّ	{ر ب ب} اسم منادیٰ ہے اور حرف ندا یَا محذوف ہے اور "رَبِّ" اصل میں "رَبِّیْ" تھا، ی متکلم کو حذف کردیا ہے، ب کے نیچے زیر "محذوف ی" پر دلالت کررہی ہے (اے! میرے رب)
هٰذَا	اسم اشارہ قریب برائے واحد (مشار الیہ مکۃ المکرمہ) مکہ کے اندر دعا ہورہی ہے اس لئے مکہ کا نام نہیں لیا یہ "اِجْعَلْ" کا مفعول "اَوَّلْ" ہے (اس کو)
بَلَدًا	{ب ل د} واحد ہے اس کی جمع "بِلَادٌ" ہے، موصوف ہے۔ (ایک شہر، مراد مکے کو)
اٰمِنًا	{ء م ن} باب (ن) سے اسم فاعل (صفت) موصوف صفت مل کر اِجْعَلْ کا مفعول نمبر 2 ہے۔ ہر لحاظ سے (امن والا بنا)
اُرْزُقْ	{ر ز ق} باب (ن) سے فعل امر/ واحد مذکر، اَنْتَ فاعل۔ (تو رزق عطا فرما)
اَهْلَهٗ	اَهْلَ مضاف + ہٗ مضاف الیہ۔ یہ اُرْزُقْ کا مفعول ہے (اس (مکہ) میں رہنے والوں کو)
الثَّمَرٰتِ	یہ جمع سالم مؤنث ہے (مجرور ہے) واحد/ ثَمَرَۃٌ (پھلوں)
اٰمَنَ	{ء م ن} باب (افعال) سے ماضی واحد مذکر غائب (وہ ایمان لائے)
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اَلْيَوْمِ، موصوف، الْاٰخِرِ، صفت اس کا عطف (بِاللّٰهِ) پر ہے (آخرت کا دن)
كَفَرَ	{ک ف ر} باب (ن) سے ماضی معروف، واحد مذکر غائب، هُوَ فاعل (انکار کیا، کفر کیا)
فَاُمَتِّعُهٗ	فَ + اُمَتِّعُ + ہٗ {م ت ع} باب تفعیل سے مضارع معروف واحد متکلم، اَنَا فاعل (میں فائدہ دوں گا) ہٗ ضمیر واحد۔ مفعول (اس کو) یعنی (کافر کو)
قَلِيْلًا	{ق ل ل} فَعِيْلٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے، (قَلِيْلًا سے پہلے موصوف مَتَاعًا محذوف ہے) (فائدہ تھوڑا سا)

اَضْطَرُّہٗ {ض ر ر} باب (افتعال) سے مضارع معروف، واحد متکلم اصل میں اَضْطَرِرُ تھا، ر کا ر میں ادغام کر دیا "ت" کو "ط" میں بدلا ۂ ضمیر مفعول۔ (میں مجبور، لاچار کروں گا)

عَذَابِ النَّارِ عَذَابِ مضاف + النَّارِ مضاف الیہ۔ اور پہلے اِلٰی۔ حرف جار، اور عَذَابِ النَّارِ مجرور ہے، (جہنم کا عذاب)

بِئْسَ یہ افعال ذم میں سے ہے فعل ذم بِئْسَ اور سَاءَ صرف دو ہیں جس طرح فعل مدح دو ہیں، یہ بطور ماضی استعمال ہوتے ہیں، ان کا مضارع امر وغیرہ نہیں ہوتا۔ اصل میں (بَئِسَ تھا، بروزن سَمِعَ) عین کلمہ پر زیر اور فا کلمہ پر زبر ہے، روانی سے لفظ کی ادائیگی کے لئے فا کلمہ پر بھی زیر دے دی۔ پھر تَخْفِیْفًا عین کلمہ کو ساکن کر دیا گیا بِئْسَ ہو گیا۔ ان افعال مدح و ذم کا فاعل معرف باللّام ہوتا ہے یا مضاف ہوتا ہے۔ (بُرا ہے)

الْمَصِیْرُ {ص ی ر} باب (ض) صَارَ یَصِیْرُ سے ظرف مکان ہے۔ اور بِئْسَ کا فاعل ہے (لوٹنے کی جگہ، ٹھکانہ قرار گاہ) یہاں مراد جہنم ہے جو کافر کا اصل ٹھکانہ ہے۔

تفسیری نکات: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی، اے میرے رب اہل مکہ کو امن وسکون عطا فرما اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ساتھ کہہ دیا کہ جس نے ان نعمتوں کے استعمال کے بعد میرے ساتھ کفر کیا اس کی سزا سخت ترین ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا عرصہ فائدہ دوں گا لیکن آخرت میں جہنم کی آگ میں ڈال دوں گا۔ جو انتہائی برا ٹھکانہ ہے۔ دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں بالکل معمولی ہے اس جہان میں انسان تکلیف اٹھا کر اپنی آخرت کو سنوارے، جونہی سانس ختم ہوا، آگے اس کے لئے جنت ہے یا دوزخ ہے۔ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ۔

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

وَ	اِذْ	يَرْفَعُ	اِبْرٰهٖمُ	الْقَوَاعِدَ	مِنَ	الْبَيْتِ
اور	جب	اٹھا رہے تھے	ابراہیم علیہ السلام	بنیادوں کو	(سے) کی	گھر (بیت اللہ)
عاطفہ	ظرف زمان	مضارع واحد	فاعل (معطوف علیہ)	مفعول	حرف جار	مجرور

وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ

وَ	اِسْمٰعِيْلُ	رَبَّ + نَا	تَقَبَّلْ	مِنْ + نَا
اور	اسماعیل علیہ السلام	اے رب + ہمارے	قبول فرما تو	سے + ہم
عاطفہ	فاعل (معطوف)	حرف ندا محذوف، مضاف + مضاف الیہ	فعل امر (فاعل)	جار + مجرور

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ {127}

اِنَّ + كَ	اَنْتَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
بے شک + تو	تو ہی	(خوب) سننے والا	(خوب) جاننے والا
حرف مشبہ بالفعل + اسم	ضمیر منفصل	خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: اور جب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو (بنانے کیلئے) اٹھا رہے تھے (اور دعا فرما رہے تھے) (اے) ہمارے رب (ہماری اس محنت کو) قبول فرما یقیناً تو (ہماری دعا کو) خوب سننے والا (ہمارے اعمال کو) خوب جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

اِذْ — حرف شرط (غیر جازمہ) عموماً فعل مضارع پر استعمال ہوتا ہے اور مَحَلًّا منصوب ہوتا ہے (جب)

يَرْفَعُ — {ر ف ع} باب (ف) سے مضارع معروف واحد مذکر غائب (بلند کرنا، اٹھانا)

الْقَوَاعِدَ — {ق ع د} باب (ن) سے (اَلْقَاعِدَةُ) اسم فاعل واحد مؤنث کی جمع اَلْقَوَاعِدَ ہے، یہ (يَرْفَعُ) کا مفعول ہے، اصل معنی (بیٹھنا، بیٹھ رہنا) ہے۔ دیوار کی بنیاد کو بھی اَلْقَاعِدَة کہا جاتا ہے کیونکہ بنیاد نیچے بیٹھی ہوتی ہے اور عمارت کو اس پر کھڑا کیا جاتا ہے، (بنیادیں) دیوار کا نیچے والا حصہ جس پر پوری عمارت قائم ہوتی ہے۔

تَقَبَّلْ — {ق ب ل} باب (تفعل) سے فعل امر حاضر واحد مذکر (اَنْتَ فاعل) (تو قبول فرما)

اَنْتَ — ضمیر منفصل مخاطب برائے تاکید (تو ہی)

السَّمِيْعُ — {س م ع} باب (س) سے اسم مبالغہ فَعِيْلٌ کا وزن (بہت سننے والا)

الْعَلِيْمُ — {ع ل م} باب (س) سے اسم مبالغہ فَعِيْلٌ کا وزن (بہت علم والا)

تفسیری نکات: جب خانہ کعبہ کی بنیادوں کو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام (باپ بیٹا) اوپر اٹھا رہے تھے (اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بیت اللہ کا وجود پہلے بھی تھا) اس کی تعمیر کے وقت دونوں اللہ تعالیٰ سے دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ ہماری اس محنت کو قبول فرما۔ کیونکہ سب کی دعاؤں کو تو ہی سننے والا ہے۔ تیرا علم بھی بہت زیادہ ہے۔

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

رَبِّ + نَا	وَ	اجْعَلْ + نَا	مُسْلِمَيْنِ	لِ + كَ
(اے) رب + ہمارے	اور	بنا تو + ہم کو	اطاعت کرنیوالے	واسطے + تیرے
مضاف + مضاف الیہ (منادی)	عاطفہ	فعل امر (فاعل) + مفعول اول	تثنیہ مذکر مفعول ثانی	جار + مجرور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

لَ+كَ	مُسْلِمَةً	اُمَّةً	ذُرِّيَّتِ+نَا	مِنْ	وَ
واسطے+تیرے	فرمانبرداری کرنے والی	جماعت	اولاد+ہماری	سے	اور
جار+مجرور	صفت (مفعول)	موصوف	مضاف+مضاف الیہ/مجرور	حرف جار	عاطفہ

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا

عَلَیٰ+نَا	تُبْ	وَ	مَنَاسِكَ+نَا	اَرِ+نَا	وَ
اوپر+ہمارے	رجوع کرتو/توبہ قبول کر	اور	احکام حج + ہمارے	دکھا تو+ہم کو	اور
جار+مجرور	فعل امر (فاعل)	عاطفہ	مضاف+مضاف الیہ/مفعول 2	فعل امر (فاعل)+مفعول 1	عاطفہ

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ {128}

الرَّحِيْمُ	التَّوَّابُ	اَنْتَ	اِنَّ+كَ
بہت مہربان	توبہ قبول کرنے والا	تو ہی ہے	بے شک+تو
خبر ثانی	اِنَّ کی خبر اول	ضمیر منفصل (برائے حصر)	حرف مشبہ بالفعل+اسم

بامحاورہ ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دونوں (باپ بیٹا) کو اپنا مطیع بنا اور ہماری اولاد سے ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں حج کے احکامات سکھا اور ہم پر رجوع فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

لغوی نکات:

اجْعَلْنَا اِجْعَلْ+نَا {ج ع ل} باب (ف) سے فعل امر واحد مذکر+مفعول (بنا تو + ہم کو)

مُسْلِمَيْنِ {س ل م} باب (افعال) سے اسم فاعل مُسْلِمٌ کا تثنیہ حالت نصب۔ کیونکہ یہ "اِجْعَلْ" کا مفعول ثانی ہے (فرمانبرداری کرنیوالے)

ذُرِّيَّتِنَآ ذُرِيَّةِ+نَا {ذ ر ی} یہ واحد ہے اس کی جمع "ذَرَارِیْ" ہے (مضاف + نَا۔ مضاف الیہ) پہلے مِنْ ہے اس لئے حالت جری ہے عموماً چھوٹی اولاد کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن عرف عام میں چھوٹی بڑی اولاد سب کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اُمَّةً {ا م م} ہر چیز کی اصل کو اُمّ کہا جاتا ہے، حالت نصب (موصوف)، دینی لحاظ سے ہم خیال گروہ / جماعت کو اُمَّةً کہتے ہیں اس کی جمع "اُمَمٌ" ہے۔ مُسْلِمَةً باب (افعال) سے اسم فاعل واحد مونث صفت۔ موصوف صفت مل کر فعل محذوف۔ اِجْعَلْ کا مفعول ہوا (بنا تو) اطاعت کرنے والی جماعت۔

اَرِنَا اَرِ+نَا {ر ء ی} باب (افعال) سے فعل امر حاضر واحد مذکر۔ نَا۔ ضمیر جمع متکلم مفعول نمبر 1 (دکھا تو + ہم کو)

مَنَاسِكَنَا مَنَاسِكَ+نَا {ن س ك} مَنْسِكٌ کی جمع مَنَاسِكُ اسم ظرف مضاف ہے اور "نَا" مضاف الیہ۔ مضاف + مضاف الیہ مل کر "أَرِنَا" کا مفعول نمبر 2 ہوا۔ (ہمارے حج کے احکامات، عبادت کا طریقہ)

تُبْ {ت و ب} باب (ن) تَابَ يَتُوْبُ تَوْبَةً سے فعل امر حاضر، واحد مذکر۔ فعل مضارع يَتُوْبُ سے فعل امر اس طرح بنایا۔ علامت مضارع "یَ" گرا دی آخر میں (ب) کو حالت جزم دی، باقی رہ گیا "تُوْبْ" اور واؤ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا۔ باقی رہ گیا "تُبْ" (رجوع کر، توبہ قبول فرما)

التَّوَّابُ {ت و ب} باب (ن) سے مبالغہ کا صیغہ، بہت توبہ قبول کرنے والا۔ (خبر اول ہے)

الرَّحِيْمُ {ر ح م} باب (س) رَحِمَ يَرْحَمُ سے صفت مشبہ ہے (بڑا مہربان) (خبر ثانی ہے)

تفسیری نکات: اسلام کا معنی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے جو شخص اسلام کے احکام کے مطابق چلے گا وہی حقیقی مسلمان کہلائے گا۔ صرف اسلام کا دعویٰ کرلینا اور اس پر عمل نہ کرنا اس سے مسلمان نہیں بنتا۔ تمام عبادات حج، نماز وغیرہ میں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کرکے دکھایا ہے، اس طرح اس پر عمل کرنا چاہئے۔ وَتُبْ عَلَيْنَا۔ یہ لفظ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انسان جس قدر بھی عظیم بن جائے اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اللہ سے رابطہ منقطع نہیں کرتا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

مِنْ+هُمْ	رَسُوْلًا	فِيْ+هِمْ	اِبْعَثْ	وَ	رَبَّ+نَا
سے + اِن	رسول کو	میں + اِن	بھیج تو	اور	(اے) رب + ہمارے
جار+مجرور	مفعول بہ	جار+مجرور	فعل امر (اَنْتَ فاعل)	عاطفہ	مضاف+مضاف الیہ (منادیٰ)

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

يُعَلِّمُ+هُمْ	وَ	آيَاتِ+كَ	عَلَى+هِمْ	يَتْلُوْا
تعلیم دے + ان کو	اور	آیتیں + آپ کی	اوپر + ان کے	جو پڑھے
فعل مضارع + مفعول نمبر 1	عاطفہ	(مفعول) مضاف + مضاف الیہ	جار+مجرور	فعل مضارع (هُوَ فاعل)

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۖ

يُزَكِّيْ+هِمْ	وَ	الْحِكْمَةَ	وَ	الْكِتٰبَ
پاک کرے وہ + ان کو	اور	حکمت (سنت) کی	اور	کتاب کی
فعل مضارع (فاعل) + مفعول	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	مفعول نمبر 2 / معطوف علیہ

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ع {129}

الْحَكِيمُ	الْعَزِيزُ	أَنْتَ	إِنَّ + كَ
بہت حکمت والا	بہت غالب	تو ہی ہے	یقیناً + تو
خبر ثانی	(إِنَّ کی) خبر اول	ضمیر منفصل	حرف مشبہ بالفعل + اسم

بامحاورہ ترجمہ: (اے) ہمارے رب ان میں انہی سے ایک رسول بھیج دے جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب (فرمانِ الٰہی) اور حکمت (سنت) کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے یقیناً تو بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔

لغوی نکات:

رَبَّنَا — اصل میں یَارَبَّ + نَا تھا "یا" حرف ندا کو گرا دیا گیا اور "رَبَّنَا" منادی کو باقی رکھا گیا۔ "رَبَّ" منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (اے ہمارے رب)

وَابْعَثْ — وَ + ابْعَثْ {ب ع ث} باب (ف) سے فعل امر۔ واحد مذکر اَنْتَ فاعل ہے۔ (تو بھیج)

مِّنْهُمْ — (مِنْ + هُمْ) مرکب جاری (اُن میں سے) (یعنی ان اہل مکہ سے)

يَتْلُوا — {ت ل و} باب (ن) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب۔ اصل میں "يَتْلُوُ" واؤ (و) پر پیش تھی۔ جواب امر کی وجہ سے گرگئی (پڑھے، تلاوت کرے)

آيٰتِكَ — آيَاتِكَ۔ آيَةٌ کی جمع "آيَاتٌ" ہے۔ جمع مؤنث (حالت نصب) مضاف + كَ۔ ضمیر خطاب (مضاف الیہ) (مفعول) (تیری آیتیں)

يُزَكِّيهِمْ — (يُزَكِّيْ + هِمْ) {ز ک ی} باب (تفعیل) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب + هُمْ ضمیر جمع غائب مفعول (پاک کرے وہ + ان کو)

الْعَزِيزُ — {ع ز ز} باب (ض) عَزَّ يَعِزُّ عَزٌّ سے صفت مشبہ/ خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اس سے پہلے "أَنْتَ" کی ضمیر لگا کر اس کو معرفہ بنا کر حصر کا معنی پیدا کیا گیا ہے (سخت، جو سب پر غالب ہو اور طاقتور ہو)

الْحَكِيمُ — {ح ك م} باب (ن) حَكَمَ يَحْكُمُ سے "فَعِيلٌ" کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے (بہت حکمت و دانائی والا)

تفسیری نکات: جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ان لوگوں میں ان ہی سے ایک رسول بھیج (مِنْ أَنْفُسِهِمْ) (انکی ہی جانوں میں سے) اس سے ان لوگوں کا نظریہ غلط ثابت ہوا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللهِ" ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں، باپ، دادا سبھی کچھ تھے، کھاتے پیتے تھے، آپ کی بیویاں، اولاد سبھی تھے، تو حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر تھے۔ فرق اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی جسطرح سابقہ

انبیاء پر وحی آتی تھی۔ جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ" (النساء: 163/4) "ہم نے جس طرح نوح و دیگر انبیاء پر وحی بھیجی آپ پر وحی بھیجی ہے"۔ دوسری جگہ صاف فرما دیا: قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ" (الکہف: 110/18) (یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب نبوت، کتاب الٰہی کی تلاوت کیساتھ ساتھ حکمت دین و دنیا کی تعلیم دینا بھی ہے (حکمت سے مراد سنت ہے) معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیث بھی حجت ہے۔ حدیث قرآن کے اجمال کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔ مثلاً نماز کا حکم قرآن میں ہے۔ جبکہ تشریحات وتفصیلات حدیث (حکمت) میں ملیں گی۔ (یُزَکِّیۡهِمۡ) تزکیہ سے مراد دل کی صفائی، نیتوں کا اخلاص، عمل میں للٰہیت اور خشیت الٰہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کا اسی طرح تزکیہ فرمایا۔

وَ مَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ

وَ	مَنۡ	یَّرۡغَبُ	عَنۡ	مِّلَّةِ	اِبۡرٰهٖمَ	اِلَّا	مَنۡ
اور	کون ہے جو	بے رغبتی کرتا ہے	سے	دین (طریقہ)	ابراہیم علیہ السلام (کے)	مگر	جو شخص
مستانفہ	استفہام	مضارع	جار	مجرور مضاف	مضاف الیہ	حرف استثنا	موصول

سَفِهَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصۡطَفَیۡنٰهُ فِی الدُّنۡیَا ۚ

سَفِهَ	نَفۡسَ + هٗ	وَ	لَ + قَدۡ	اصۡطَفَیۡنَا + هُ	فِی	الدُّنۡیَا
بیوقوف بنائے	نفس کو + اپنے	اور	یقیناً + یقیناً	چن لیا ہم نے + اس کو	میں	دنیا
فعل ماضی (فاعل)	مفعول/مضاف+مضاف الیہ	عاطفہ	تحقیق در تحقیق	فعل ماضی جمع متکلم (فاعل)+مفعول	جار	مجرور

وَ اِنَّهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ {130}

وَ	اِنَّ + هٗ	فِی	الۡاٰخِرَةِ	لَ + مِنَ	الصّٰلِحِیۡنَ
اور	بے شک + وہ	میں	آخرت	یقیناً + سے	نیک لوگوں میں
عاطفہ	حرف مشبہ بالفعل + اسم	جار	مجرور	تاکید + جار	اِنَّ کی خبر، مجرور۔ اسم الفاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے وہی شخص بے رغبتی کرتا ہے جو اپنے آپ کو بے وقوف بناتا ہے اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کرلیا تھا اور آخرت میں بھی یقیناً وہ نیک لوگوں سے ہوں گے۔

لغوی نکات:

مَنۡ　　استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا۔ (کون شخص ہے)

یَّرْغَبُ {ر غ ب} باب (س) سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب۔ جب اس فعل (رَغِبَ) کے بعد "عَنْ" ہو تو معنی (روگردانی کرنا، منہ پھیرنا) ہوتا ہے اور جب اس کا صلہ اِلٰی یا فِیْ آجائے تو معنی (رغبت کرنا، چاہنا) ہوتا ہے۔ تو یہاں بعد میں عَنْ آیا ہے اس لئے معنی "بے رغبتی" کیا جائے گا۔

سَفِہَ {س ف ہ} باب (س) سے ماضی، واحد مذکر غائب "سَفَہٌ" مصدر ہے (بے وقوف، احمق، خفیف العقل ہونا / بننا)

اصْطَفَیْنٰہُ اِصْطَفَیْنَا + ہُ {ص ف ی} باب (افتعال) سے ماضی، جمع متکلم (فاعل) + ہُ ضمیر مفعول (ہم نے چن لیا + اس کو)

اِنَّہٗ (اِنَّ + ہٗ) (اِنَّ حرف مشبہ بالفعل + ہٗ اس کا اسم) بے شک + وہ (ابراہیم علیہ السلام)

لَمِنَ لَ + مِنَ (لَ) لام مفتوحہ تاکید کے لئے ہے اور "مِنْ" حرف جار (یقیناً + سے)

الصّٰلِحِیْنَ {ص ل ح} باب (ن) سے اسم الفاعل جمع مذکر "اَلصَّالِحُ" واحد ہے اور اَلصَّالِحِیْنَ اس کی جمع ہے جری حالت ہے کیونکہ اس سے پہلے حرف جار "مِنْ" آیا ہے (نیک لوگوں)

تفسیری نکات: ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے اولوالعزم پیغمبر ہیں اور انکا دین / طریقہ عین اسلام ہے۔ فرمایا جو اس طریقہ سے روگردانی کرتا ہے، وہ بڑا احمق ہے اور ابراہیم علیہ السلام یقیناً آخرت میں وہ ہمارے نیک لوگوں سے ہیں اور انکا مقام بہت اونچا ہوگا۔

اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ

قَالَ	اَسْلِمْ	رَبُّ + ہٗ	لَ + ہٗ	قَالَ	اِذْ
اس نے کہا	مطیع ہو جا	رب + اس کے نے	کے لئے + اس	کہا	جب
فعل ماضی	فعل امر (افعال)	مضاف + مضاف علیہ (فاعل)	جار + مجرور	فعل ماضی	ظرف زمان

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ {131}

الْعٰلَمِیْنَ	رَبِّ	لِ	اَسْلَمْتُ
جہانوں کے	رب کے	واسطے	میں تابع فرمان ہو گیا
مضاف الیہ (مجرور)	مضاف	جار	فعل ماضی واحد متکلم (فاعل) (افعال)

بامحاورہ ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے ابراہیم میرے احکام ماننے کے لئے سر تسلیم خم کر دو تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے آپ کو جہانوں کے رب کے لئے مطیع کر لیا ہے۔

لغوی نکات:

اِذْ "اِذْ" ظرف زمان ہے جو (اُذْکُرْ) فعل امر محذوف (غیر موجود) کا مفعول ہے (جب)

رَبُّهٗٓ (ربّ + ہٗ) باب (ن) سے "رَبٌّ" مصدر، مضاف ہے اور "ہٗ" ضمیر واحد مضاف الیہ۔ یہ مضاف + مضاف الیہ مل کر "قَالَ" کا فاعل ہوا۔ (اس کے رب نے)

اَسْلِمْ {س ل م} باب (افعال) سے فعل امر، واحد مذکر (مطیع ہوجا، یا مطیع کرنا)

اَسْلَمْتُ {س ل م} باب (افعال) سے فعل ماضی واحد متکلم (میں نے مطیع کرلیا)

الْعٰلَمِیْنَ {ع ل م} عَالَمٌ کی جمع "عَالَمُوْنَ" ہے۔ یہاں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ قرآن مجید میں لفظ واحد استعمال نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شیٔ کو عَالَمٌ میں شمار کرتے ہیں، خواہ وہ مخلوق جاندار یا بے جان ہو، چاہے آسمان میں ہو یا زمین میں۔ (تمام جہانوں)

تفسیری نکات: اسلام کا معنیٰ یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے زندگی کا ہر لمحہ اس کی اطاعت میں گزارے اور اس کی نافرمانی سے ہر لمحہ بچے۔ جس قدر انسان اللہ کا مطیع ہوگا اسی قدر اللہ کے ہاں اس کا مقام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنا فرمانبردار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

وَ	وَصّٰى	بِ + هَا	اِبْرٰهٖمُ	بَنِيْ + هِ
اور	وصیت کی	ساتھ + اس کے	ابراہیم علیہ السلام نے	بیٹوں + اپنوں کو
عاطفہ	فعل ماضی (تفعیل)	جار + مجرور	فاعل (معطوف علیہ)	مضاف + مضاف الیہ (مفعول)

وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

وَ	يَعْقُوْبُ	يَا + بَنِيَّ	اِنَّ	اللّٰهَ	اصْطَفٰى
اور	یعقوب علیہ السلام نے	(کہا) اے + میرے بیٹو	بے شک	اللہ تعالیٰ	پسند کرلیا
عاطفہ	معطوف	حرف ندا + منادیٰ	حرف مشبہ بالفعل	اسم	ماضی (بعد از جملہ انّ کی خبر)

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

لَ + كُمْ	الدِّيْنَ	فَ + لَا	تَمُوْتُنَّ	اِلَّا
لئے + تمہارے	دین کو	تو + نہ	فوت ہو تم	مگر
جار + مجرور	مفعول	عاطفہ + نافیہ	مضارع / جمع مخاطب	حرف استثناء

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ {132}ؕ

مُّسْلِمُوْنَ	اَنْتُمْ	وَ
مسلمان ہو	(کہ) تم	اس حال میں
خبر (اسم الفاعل) جمع مذکر	مبتدا	حالیہ

بامحاورہ ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا ہے اور جب تم مروتو اس حالت میں مرو کہ تم مسلمان ہو۔

لغوی نکات:

وَصّٰی "وَصّٰی" کا مادہ {و ص ی} باب (تفعیل) سے ماضی معروف۔ واحد مذکر غائب، اصل میں (وَصَّیَ) تھا، "ی" سے پہلے زبر ہے مطابقت کے قاعدے سے "ی" کو الف (ا) سے بدل دیا، "وَصّٰی" ہوگیا، باب تفعیل میں مبالغہ اور کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے (متواتر وصیت کرنا، کثرت سے وصیت کرنا)

بَنِیْهِ "بَنِیْ + هٖ" مرکب اضافی ہے اور "وَصّٰی" کا مفعول ہے، بَنِیْ اصل میں "بَنِیْنَ" تھا ہٗ ضمیر کی طرف اِضافت کی وجہ سے ن گر گیا "اِبْنٌ" کی جمع ہے جو حالت نصب میں ہے کیونکہ مفعول ہے (اپنے بیٹوں کو)

یَعْقُوْبُ "یَعْقُوْبُ" کی "ب" پر پیش (ـُ) اس لئے ہے کہ اس کا عطف "اِبْرَاهِیْمُ" پر ہے اور یہ بھی "وَصّٰی" کا فاعل ہے۔ یہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے باپ تھے۔

یٰبَنِیَّ یَا + بَنِیَّ "یَا" حرفِ ندا "بَنِیَّ اصل میں بَنِیْنَ + یَ۔ ضمیر متکلم تھا" منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں "بَنِیْنَ" ہے اور اس کے آخر کا "ن" اضافت کی وجہ سے گر گیا اور یہ "بَنِیْ" رہ گیا اس لئے کہ آگے "ی" متکلم کی طرف مضاف ہے۔ ی کا ی میں ادغام کر دیا۔ بَنِیَّ ہو گیا۔ (اے میرے بیٹوں)

اصْطَفٰی {ص ف و} باب (افتعال) سے "اِصْطَفَوَ" سے تعلیل کے بعد "اِصْطَفٰی" ماضی واحد مذکر غائب [اس (اللہ) نے چن لیا]

الدِّیْنَ {د ی ن} باب (ض) دَانَ یَدِیْنُ سے مصدر ہے۔ اس کی جمع "اَدْیَانٌ" ہے۔ آیت میں "ن" پر زبر اس لئے ہے کہ "اِصْطَفٰی" کا مفعول ہے۔ اس سے مراد دین اسلام ہے جس طرح قرآن میں ہے "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ" یقیناً دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

لَا تَمُوْتُنَّ {م و ت} باب (ن) (مَاتَ یَمُوْتُ) سے مضارع منفی "بِ + لَا " (فعل نفی لیکن فعل نہی کا مفہوم) ہے۔ جمع مذکر حاضر۔ نون ثقیلہ برائے تاکید مستقبل (نہ مروتم)

مُّسْلِمُوْنَ {س ل م} باب (افعال) سے اسم الفاعل۔ جمع مذکر سالم۔ حالت رفع کیونکہ یہ مبتدا ہے اور "اَنْتُمْ" کی خبر ہے (اسلام

لانے والے)

تفسیری نکات: تمام اہل کتاب اور مشرکین اپنے آپ کو ملت ابراہیم علیہ السلام پر سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح فرمایا: کہ دیکھو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اسلام قبول کرلو۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اسلام کو اختیار کرنے کی ہی تلقین کی تھی اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند فرمایا ہے اور تمہاری موت اسلام پر ہی آنی چاہیے۔ جب انسان کی زندگی اسلام پر گزرے تو پھر موت بھی ان شاء اللہ اسلام پر ہی آئے گی۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ

اَمْ	كُنْتُمْ	شُهَدَآءَ	اِذْ	حَضَرَ	يَعْقُوْبَ	الْمَوْتُ	اِذْ
کیا	تم تھے	گواہ (جمع)	جب	حاضر ہوئی	یعقوب علیہ السلام کو	موت	جب
عاطفہ	فعل ناقص + اسم	خبر	ظرف زمان	ماضی / واحد مذکر (ن)	مفعول مقدم	فاعل مؤخر	ظرف زمان

قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ

قَالَ	لِ + بَنِيْ + هِ	مَا	تَعْبُدُوْنَ	مِنْۢ
اس نے کہا	واسطے + بیٹوں کے + اپنے	کیا / کس کی	عبادت کرو گے تم	سے
فعل ماضی (فاعل)	جار + مضاف + مضاف الیہ / مجرور	استفہامیہ	فعل مضارع جمع مذکر (فاعل)	جار

بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ

بَعْدِ + يْ	قَالُوْا	نَعْبُدُ	اِلٰهَ + كَ
بعد + میرے	انہوں نے کہا	ہم عبادت کریں گے	الٰہ (معبود) + تیرے کی
مضاف + مضاف الیہ (مجرور)	فعل ماضی جمع مذکر (فاعل)	مضارع جمع متکلم	مضاف + مضاف الیہ (مفعول) معطوف علیہ

وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ

وَ	اِلٰهَ	اٰبَآءِ + كَ	اِبْرٰهٖمَ	وَ	اِسْمٰعِيْلَ	وَ	اِسْحٰقَ
اور	الٰہ، معبود	باپ + تیرے کے	ابراہیم ﷺ	اور	اسماعیل علیہ السلام	اور	اسحاق علیہ السلام
عاطفہ	مضاف	مضاف الیہ مضاف + مضاف الیہ (معطوف)	بدل	عاطفہ	بدل نمبر 2	عاطفہ	بدل نمبر 3

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ {133}

اِلٰهًا	وَّاحِدًا	وَّ	نَحْنُ	لَ + هٗ	مُسْلِمُوْنَ
(جو) معبود	ایک / اکیلا	اور	ہم	کے لیے + اس	مطیع و فرمانبردار
موصوف	صفت	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر۔ اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: (وہ وقت یاد کرو) جب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی (موت سے پہلے) اس نے اپنے بیٹوں کو (اکٹھا کر کے) پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو سب نے کہا ہم آپ کے الٰہ (معبود) اور ابراہیم و اسماعیل و اسحاق علیہم السلام کے الٰہ (معبود) کی عبادت کریں گے جو ایک (ہی) الٰہ ہے اور ہم تو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔

لغوی نکات:

اَمْ منقطعہ کا معنی دیتا ہے، یہ حقیقت میں استفہام انکاری ہے یا استفہامیہ / "اَیُّ شَیْءٍ" (کس چیز) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (کیا)

شُهَدَآءَ {ش ہ د} باب (س) سے اسم فاعل۔ "شَاهِدٌ" کی جمع "شُهَدَاءَ" ہے۔ یہ "کُنْتُمْ" کی خبر ہے اس لئے منصوب ہے (حاضر / موجود)

حَضَرَ {ح ض ر} باب (ن) سے فعل ماضی۔ واحد مذکر غائب۔ اس کا فاعل "موت" ہے۔ عربی زبان میں لفظ "مَوْت" مذکر ہے جبکہ اُردو زبان میں مؤنث ہے لہٰذا ترجمہ کریں گے (حاضر ہوئی)

تَعْبُدُوْنَ {ع ب د} باب (ن) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر مخاطب کُنْتُمْ (فاعل) آگے لفظ "بَعْدِیْ" ہے یعنی میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

مِنْ بَعْدِیْ مِنْ + بَعْدِیْ (مِنْ) حرف جار ہے اور "بَعْدِیْ" (مضاف + مضاف الیہ) (مجرور) "بَعْدُ" اسم ظرف مبنی علی الضم ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے "مِنْ" ہے اس لئے "بَعْدُ" کی "د" پر مِنْ کی وجہ سے زیر ہے۔ (میرے بعد)

نَعْبُدُ {ع ب د} باب (ن) سے فعل مضارع۔ جمع متکلم سیاق و سباق کا لحاظ رکھتے ہوئے اس لفظ کا معنی مستقبل میں ہوگا۔ (ہم عبادت کریں گے)

اِلٰهَكَ {ا ل ہ} باب (س) (اَلِهَ یَاْلَهُ) سے مصدر مضاف + كَ مضاف الیہ "نَعْبُدُ" کا مفعول ہونے کی وجہ سے "اِلٰهَ" منصوب ہے۔ (تیرے معبود کی)

اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِلٰهَ مضاف "اٰبَآءِ" مضاف الیہ بھی اور مضاف بھی اور "كَ" مضاف الیہ ہے۔

اٰبَآءِ اَبٌ کی جمع "اٰبَاءٌ" اسمائے ستہ مکبرہ سے ہے جس کی رفعی حالت "و" کے ساتھ نصبی الف کے ساتھ اور جری "ی" کے

ساتھ ہوتی ہے۔ (تمہارے باپ دادا کے معبود کی)

اِبْرٰهِمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ یہ تینوں اسماء اٰبَآءِ سے بدل ہیں غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ان کے آخر پر فتحہ (زبر) آئی ہے۔

اِلٰهًا وَّاحِدًا یہ مرکب توصیفی (حالت نصبی) ہے اور پہلے اِلٰهَكَ سے بدل ہے۔ (ایک معبود کی)

مُسْلِمُوْنَ {س ل م} باب (افعال) سے اسم فاعل۔ جمع مذکر سالم۔ حالت رفع (مطیع ہونے والے/ فرمانبرداری کرنے والے/ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں یہودیوں کو خطاب ہے کہ تم ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مذہبی رہنما، پیشوا مانتے ہو تو کیا تمہیں علم ہے کہ ان کی دعوت کیا ہے؟ انہوں نے تو اس دعوت کا اہتمام عِنْدَ الموت بھی نہ چھوڑا۔ موت کے وقت بھی انہوں نے اپنی اولاد کو بلا کر ان سے استفسار کیا کہ ہمارے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے ایک اللہ ہی کی عبادت، اسی کی اطاعت کا عہد کیا تھا۔ تو تم بھی اسی ایک اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ اگر تم ملت ابراہیمی علیہ السلام پر چلنے کے دعوے دار ہو۔ اس میں یہ بھی درس ہے کہ صرف دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قولاً دعوے دار نہ بنو بلکہ فعلاً آپ کی تابعداری بھی کرو۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا

تِلْكَ	اُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ	لَ+هَا	مَا
وہ (مؤنث)	ایک امت	یقیناً	گزر گئی	لئے + اس کے	جو
مبتدا	خبر	حرفِ تحقیق	فعل ماضی (فاعل)	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصولہ (مبتدا مؤخر)

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

كَسَبَتْ	وَ	لَ+كُمْ	مَّا	كَسَبْتُمْ	وَ	لَا
اس نے کمایا	اور	لئے+تمہارے	جو	تم نے کمایا	اور	نہیں
فعل ماضی (ھی ضمیر فاعل)	عاطفہ	جار + مجرور (خبر مقدم)	موصولہ مبتدا مؤخر	ماضی جمع مذکر مخاطب	عاطفہ	نافیہ

تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ {134}

تُسْـَٔلُوْنَ	عَنْ+مَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ
سوال کیے جاؤ گے تم	اس کی بابت + جو	وہ تھے	عمل کرتے
مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب	جار + موصولہ/ مجرور	فعل ناقص فعل ماضی + اسم كان	فعل مضارع جمع مذکر۔ كَانُوْا کی خبر

بامحاورہ ترجمہ: وہ ایک امت (جماعت) گزر گئی۔ جو اس نے کیا ہوگا اس کو اس کے مطابق جزا وسزا ملے گی اور جو تم کرو گے، تم کو اس کے مطابق جزا وسزا ملے گی۔

لغوی نکات:

تِلْكَ — اسم اشارہ بعید کے لئے (مبتدا) (وہ)

اُمَّةٌ — {ا م م} باب (ن) سے مصدر واحد مونث (خبر) (جماعت، گروہ)

خَلَتْ — {خ ل و} باب (ن) خَلَا يَخْلُوْ خَلْوَةٌ (خَلْوَةٌ۔ مصدر) سے ماضی معروف۔ واحد مونث غائب۔ ھِیَ ضمیر مونث۔ اس کا فاعل جو کہ اُمَّةٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (گزر گئی، چلی گئی)

كَسَبَتْ — {ک س ب} باب (ض) سے فعل ماضی معروف۔ واحد مونث غائب (اس (اُمت) نے کمایا/عمل کیا)

لَا تُسْئَلُوْنَ — {س ء ل} باب (ف) سے مضارع مجہول منفی، جمع مذکر مخاطب (نہ سوال کئے جاؤ تم)

كَانُوْا — {ک و ن} باب (ن) سے فعل ناقص، ماضی معروف، جمع مذکر، اس میں "هُمْ" اس کا فاعل یا اسم ہے (وہ تھے)

يَعْمَلُوْنَ — {ع م ل} باب (س) سے مضارع معروف۔ جمع مذکر غائب (وہ عمل کرتے تھے)

قاعدہ: فعل مضارع پر "كَانَ" داخل کرنے سے فعل مضارع، فعل ماضی استمراری کے معنی میں ہوجاتا ہے۔

تفسیری نکات: یہودی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم نبیوں کی اولاد ہیں وہ ہمیں عذاب سے بچالیں گے۔ نیک اعمال کی ضرورت نہیں۔ اسی بناء پر وہ بداعمالیوں اور نافرمانیوں میں مبتلا ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس گندے عقیدے کی جڑ کاٹ دی اور فرمایا: تِلْكَ اُمَّةٌ... الخ گزشتہ امتیں تو گزر گئیں وہ اپنے اپنے اعمال کی جواب دہ ہوں گی اور تمہارے اپنے اعمال کی جزا وسزا کے تم خود ذمہ دار ہو گے، تم سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

وَ	قَالُوْا	كُوْنُوْا	هُوْدًا	اَوْ	نَصٰرٰى
اور	انہوں نے کہا	ہو جاؤ تم	یہودی	یا	عیسائی
مستانفہ	فعل ماضی، جمع مذکر	فعل امر جمع مذکر + اسم	خبر كَانَ ـ معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف

تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

تَهْتَدُوْا	قُلْ	بَلْ	مِلَّةَ	اِبْرٰهٖمَ
تم ہدایت پاجاؤ گے	کہہ دو	بلکہ	طریقہ	ابراہیم علیہ السلام کا
مضارع۔ جمع مذکر مخاطب (مجزوم)	فعل امر واحد	حرف اضراب	مفعول بہ/مضاف	(غیر منصرف) مضاف الیہ

حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ {135}

حَنِيْفًا	وَ	مَا	كَانَ	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ
جو یکسو ہوکر سیدھی راہ پر تھا	اور	نہیں	تھا وہ	سے	مشرکوں
باب (س) حال	حالیہ	نافیہ	فعل ماضی ناقص ھُوَ ضمیر اسکا اسم	حرف جر	مجرور، اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: انہوں نے (یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں سے) کہا کہ تم یہودی یا عیسائی بن جاؤ توتم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے (تو اللہ نے فرمایا) (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیں کہ ہدایت یافتہ تب ہو گے جب ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلو گے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے والا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

لغوی نکات:

كُوْنُوْا {ک و ن} باب (ن) سے فعل امر جمع مذکر مخاطب۔ کونوا میں جمع کی واؤ (اسم) ہے اور ھودًا اور نصاریٰ اسکی خبر ہے (ہو جاؤ تم)

تَهْتَدُوْا {ہ د ی} باب (افتعال) سے فعل مضارع معروف۔ جمع مذکر مخاطب۔ اصل میں "تَهْتَدُوْنَ" تھا، فعل امر "كُوْنُوْا" کا جواب امر ہونے کی وجہ سے "ن" گر گیا (ہدایت پا جاؤ گے تم)

بَلْ یہ حرف اضراب ہے یعنی اس سے پہلی بات کی نفی اور بعد والی چیز کا اثبات مقصود ہوتا ہے (بلکہ)

مِلَّةَ {م ل ل} یہ واحد ہے اس کی جمع "مِلَلٌ" ہے یہ فعل محذوف "نَتَّبِعُ" فعل مضارع جمع متکلم کا مفعول ہے۔ یعنی آیت کا مفہوم اس طرح ہے "بَلْ نَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ" (بلکہ ہم اتباع کرتے ہیں) ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی۔

حَنِيْفًا {ح ن ف} باب (س) سے "فَعِيْلٌ" کے وزن پر صفت مشبہ ہے اور یہ "اِبْرٰهِيْمَ" سے حال ہے (یکسو ہو جانے والا)

الْمُشْرِكِيْنَ {ش ر ک} باب (افعال) سے اسم الفاعل جمع مذکر سالم، حالت جر (شرک کرنے والے)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ ہر ایک اپنے آپکو ابراہیم علیہ السلام کا متبع اور ہدایت یافتہ گردانتے تھے اور ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مذہب کا بانی سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نفی فرما دی کہ یہودیت و نصرانیت تو بعد کی پیداوار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ نیز ابراہیم علیہ السلام یکسو ہو کر ایک رب کی طرف متوجہ ہونے والے تھے۔ وہ شرک نہ کرتے تھے اور تم شرک کرتے ہو۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ

قُوْلُوْٓا	اٰمَنَّا	بِ + اللّٰهِ	وَ	مَآ	اُنْزِلَ	اِلٰی + نَا	وَ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	اور	جو	اتارا گیا	طرف + ہماری	اور
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ماضی مجہول	جار + مجرور	عاطفہ

مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ

مَا	اُنْزِلَ	اِلٰى	اِبْرٰهٖمَ	وَ	اِسْمٰعِيْلَ	وَ	اِسْحٰقَ
جو	اتارا گیا	طرف	ابراہیم علیہ السلام (کی)	اور	اسماعیل علیہ السلام	اور	اسحاق علیہ السلام
موصولہ	ماضی مجہول	جار	مجرور، معطوف علیہ	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	معطوف

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ

وَ	يَعْقُوْبَ	وَ	الْاَسْبَاطِ	وَ	مَا	اُوْتِيَ	مُوْسٰى	وَ
اور	یعقوب علیہ السلام	اور	اولاد (ان کی)	اور	جو	دیے گئے	موسیٰ علیہ السلام	اور
عاطفہ	معطوف	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	موصولہ	ماضی مجہول واحد	نائب فاعل، معطوف علیہ	عاطفہ

عِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا

عِيْسٰى	وَ	مَا	اُوْتِيَ	النَّبِيُّوْنَ	مِنْ	رَبِّ + هِمْ	لَا
عیسیٰ علیہ السلام	اور	جو	دیے گئے	انبیاء علیہم السلام	سے	رب + ان کے	نہیں
معطوف	عاطفہ	موصولہ	ماضی مجہول	نائب فاعل	حرفِ جر	مضاف+مضاف الیہ مجرور	نافیہ

نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ {136}

نُفَرِّقُ	بَيْنَ	اَحَدٍ	مِنْ + هُمْ	وَ	نَحْنُ	لَ + هٗ	مُسْلِمُوْنَ
فرق کرتے ہم	درمیان	کسی کے	سے + ان	اور	ہم	کے لئے + اس	فرمانبردار ہیں
مضارع، جمع متکلم (فاعل)	مضاف	مضاف الیہ	حرفِ جر + مجرور	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر، اسم فاعل جمع

بامحاورہ ترجمہ: تم کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف اتارا گیا (قرآن) اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولادوں پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اس (اللہ) کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔

لغوی نکات:

قُوْلُوْٓا {ق و ل} باب (ن) سے فعلِ امر، جمع مذکر (کہو تم اے لوگو)

اٰمَنَّا {ء م ن} باب (افعال) سے ماضی جمع متکلم "اٰمَنْنَا" "ن" "ن" کا "ن" میں ادغام کیا ہے (ہم ایمان لائے)

اُنْزِلَ {ن ز ل} باب (افعال) سے ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (اتارا گیا)

یَعْقُوْبَ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے "بَ" پر زبر ہے جبکہ حالت جر ہونے سے زیر ہونی چاہئے تھی۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کا لقب اسرائیل تھا۔

الْاَسْبَاطِ {س ب ط} "سِبْطٌ" کی جمع "اَسْبَاطِ" ہے، حالت جر میں ہے (ایک دادے کی اولاد)

اُوْتِیَ {ء ت ی} باب (افعال) سے ماضی مجہول، واحد مذکر غائب (دیئے گئے)

النَّبِیُّوْنَ {ن ب ء} نبی کی جمع سالم "النَّبِیُّوْنَ" ہے۔ حالت رفع ہے۔ "اُوْتِیَ" کا نائب فاعل ہے (انبیاء علیہم السلام)

لَا نُفَرِّقُ {ف ر ق} باب تفعیل سے مضارع جمع متکلم، شروع میں لا نافیہ ہے (ہم فرق نہیں کرتے)

بَیْنَ {ب ی ن} ظرف اور زبر پر مبنی ہے، لفظ "بَیْنَ" ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس کی اضافت "اَیْدِیْهِمْ" کی طرف ہوتو اس کا معنی آگے، سامنے، قریب ہوتا ہے جس طرح قرآن میں ہے "ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ" (الاعراف: 17/7) شیطان نے کہا کہ میں ان کے آگے سے آؤں گا۔ یہاں معنی "درمیان" ہے

نَحْنُ جمع متکلم کی ضمیر ہے، مبتدا مبنی ہے (ہم)

مُسْلِمُوْنَ {س ل م} باب افعال سے اسم الفاعل، جمع مذکر سالم، حالت رفع ہے کیونکہ خبر ہے (مطیع ہونے والے، اطاعت کرنے والے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور سابقہ انبیاء علیہم السلام اور اُن پر اتاری ہوئی کتابوں کو مانتے ہوئے ان پر عمل کرتے ہیں۔ ہم یہود و نصاری کی طرح نہیں ہیں کہ بعض نبیوں کو مان لیا اور بعض سے انکار کردیا بلکہ ہم تو سبھی کو مانتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے، ہاں اللہ کے ہاں ان کے مراتب میں فرق ہے۔ جس طرح فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (البقرۃ: 253/2)

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ

فَ + اِنْ	اٰمَنُوْا	بِ + مِثْلِ	مَآ	اٰمَنْتُمْ
پھر اگر	وہ ایمان لائیں	اس جیسا	جو	تم ایمان لائے ہو
عاطفہ + حرف شرط	فعل ماضی جمع مذکر غائب (فعل)	حرف جر + مجرور	موصولہ	فعل ماضی جمع مذکر حاضر (فعل)

بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

بِ + هٖ	فَ + قَدِ	اهْتَدَوْا	وَ	اِنْ
ساتھ + اس کے	تو + یقینا	ہدایت پا گئے وہ	اور	اگر
جار + مجرور	عاطفہ + حرف تحقیق	فعل ماضی جمع غائب (فاعل)	عاطفہ	حرف شرط

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ

تَوَلَّوْا	فَ + اِنَّمَا	هُمْ	فِیْ	شِقَاقٍ
وہ پھر جائیں	تو + صرف	وہ	میں	بدبختی
فعل ماضی جمع مذکر غائب	جزائیہ + کلمہ حصر	ضمیر جمع غائب مبتدا	حرف جر	مجرور خبر

فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ

فَ + سَ + یَكْفِیْ + كَ + هُمْ	اللّٰهُ	وَ	هُوَ
تو + عنقریب + کفایت کرے گا + تجھ کو + اُن کے بارے میں	اللہ تعالیٰ	اور	وہ
عاطفہ + حرف استقبال + مضارع + ضمیر منصوب مفعول 1 + ضمیر جمع مفعول 2	فاعل	عاطفہ	مبتدا

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ {137}

السَّمِیْعُ	الْعَلِیْمُ
خوب سننے والا	خوب جاننے والا
خبر اول	خبر ثانی

بامحاورہ ترجمہ: اگر وہ (غیر مسلم) اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو پھر وہ ہدایت یافتہ سمجھے جائیں گے اور اگر وہ اس (کلمہ) سے اعراض کرلیں تو وہ بدبختی میں مبتلا ہوگئے ہیں (آپ گھبرائیں مت) عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کے مقابلہ میں کفایت کرے گا اور وہ بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔

لغوی نکات:

اٰمَنُوْا {أمن} باب افعال سے ماضی معروف/ جمع مذکر غائب (فاعل) (ایمان لائیں وہ)

بِمِثْلِ "بِ" حرف جر ہے اور "مِثْلِ" مجرور ہے۔ یہ جار مجرور "آمَنُوْا" کے متعلق ہے (ساتھ، مثل، مانند)

اهْتَدَوْا {ہ د ی} باب (افتعال) سے ماضی معروف جمع مذکر غائب (فاعل)۔ اصل میں "اِهْتَدَيُوْا" تھا، تعلیل کے بعد "اِهْتَدَوْا" ہوگیا، (ہدایت پانا، صحیح راستہ پر چلنا)

تَوَلَّوْا {و ل ی} باب (تفعّل) سے ماضی معروف۔ جمع مذکر غائب۔ اصل میں "تَوَلَّيُوْا" تھا، تعلیل ہونے کے بعد "تَوَلَّوْا" رہ گیا (پھر جائیں وہ) (بات نہ مانیں)

فَاِنَّمَا "فَ" جزائیہ ہے اور "اِنَّمَا" کلمہ حصر ہے جس کا معنی (صرف، محض)

شِقَاقٍ {ش ق ق} باب (مفاعلہ) سے مصدر حالت جر ہے "شَاقَّ يُشَاقُّ" "شِقَاقٌ" (دوری، مخالفت، عداوت)

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ فَ جزائیہ ہے اور س حرف استقبال کیلئے ہے، "سَ" جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو مضارع کو مستقبل قریب کے معنی میں کردیتا ہے اور "يَكْفِىْ" {ك ف ی} باب (ض) "كَفٰى يَكْفِىْ" سے مضارع معروف۔ واحد مذکر غائب (کفایت کرے گا) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) "اللّٰه" فاعل ہے جو بعد میں آیا ہے "+كَ"۔ ضمیر واحد مخاطب۔ مفعول نمبر 1 (آپ کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "هُمْ" ضمیر جمع مذکر غائب۔ مفعول نمبر 2 (ان کے بارے میں، مشرکوں کے بارے میں)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے صحابہ کرام سے مخاطب ہوکر یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلمین کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو پھر ان کے ایمان کا اعتبار ہوگا۔ اور وہ ہدایت یافتہ سمجھے جائیں گے اور اگر اس سے اعراض کرلیا تو یہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضدی ہونے اور بدبختی کی بہت بڑی دلیل ہوگی۔ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اُن کی مخالفت کی پروا نہ کریں، آپ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں آپ کو کفایت کرے گا۔ وہ سب کچھ سن رہا اور سب کچھ خوب جانتا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ

صِبْغَةَ	اللّٰهِ	وَ	مَنْ	اَحْسَنُ	مِنَ
(لازم پکڑو) رنگ (دین) (کو)	اللہ کے	اور	کون	زیادہ اچھا ہے	سے
فعل محذوف (اِلْزَمُوْا) کا مفعول، مضاف	مضاف الیہ	عاطفہ	استفہامیہ مبتدا	اسم تفضیل خبر	حرف جار

اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ {138}

اللّٰهِ	صِبْغَةً	وَّ	نَحْنُ	لَ+هٗ	عٰبِدُوْنَ
اللہ تعالیٰ	رنگ (دین) میں	اور	ہم	کے لئے کی + اس	عبادت کرنے والے ہیں
مجرور	تمیز	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	اسم فاعل جمع مذکر۔ خبر

بامحاورہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رنگ (دین) کو (لازم پکڑو) اللہ تعالیٰ کے رنگ (دین) سے بہتر کس کا رنگ (دین) ہو سکتا ہے اور ہم اسی (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہیں۔

لغوی نکات:

صِبْغَةَ اللهِ — "صِبْغَةَ" مضاف ہے اور "اللهِ" مضاف الیہ ہے اور فعل محذوف اِلْزَمُوْا کا مفعول بنتا ہے (اللہ کے رنگ (دین) کو اختیار کرو۔ لازم پکڑو)

اَحْسَنُ — باب (ن) سے اسم تفضیل مرفوع۔ مَنْ مبتدا کی خبر ہے (بہت زیادہ اچھا)

عٰبِدُوْنَ — {ع ب د} باب (ن) سے اسم فاعل جمع مذکر، حالت رفع نَحْنُ مبتدا کی خبر ہے (عبادت کرنے والے)

تفسیری نکات: (صِبْغَةَ اللهِ) (اللہ تعالیٰ کے رنگ) سے مراد ہے، اس کے دین پر چلنا۔ اللہ کے دین کو اختیار کرنا۔ اس کے دین کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لو۔ یہودی، عیسائی اس طرح کرتے تھے کہ جو ان کے مذہب میں داخل ہوتا، اس کو غسل دیتے اور یہ سمجھتے کہ سابقہ گناہ سب دھل گئے ہیں۔ یہ ان کا بدعقیدہ تھا۔ اصل کام اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور اللہ کا دین سب سے عمدہ ہے، اسی کو اختیار کرنا چاہئے، باقی مذاہب تحریف کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ قابل اعتماد نہیں رہے۔ صرف غسل سے کام نہیں بنتا بلکہ اللہ کے دین پر عمل کرنا چاہئے۔ اسلام میں داخل ہونے کے لئے بھی غسل واجب ہے لیکن ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللهِ

قُلْ	اَ	تُحَآجُّوْنَ+نَا	فِيْ	اللهِ
کہہ دیجئے	کیا	تم جھگڑا کرتے ہو+ہم سے	میں/متعلق	اللہ تعالیٰ
فعل امر واحد مذکر	استفہام	فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (فاعل)+مفعول	حرف جر	مجرور

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ

وَ	هُوَ	رَبُّ+نَا	وَ	رَبُّ+كُمْ
اور	وہ	رب ہے+ہمارا	اور	رب ہے+تمہارا
حالیہ	مبتدا	مضاف+مضاف الیہ/خبر/معطوف علیہ	عاطفہ	مضاف+مضاف الیہ معطوف

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

وَ	لَ+نَا	اَعْمَالُ+نَا	وَ	لَ+كُمْ
اور	لئے+ہمارے	عمل+ہمارے	اور	لئے+تمہارے
عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)	مضاف+مضاف الیہ/مبتدا موخر	عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)

اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۙ {139}

اَعْمَالُ + كُمْ	وَ	نَحْنُ	لَ + هٗ	مُخْلِصُوْنَ
اعمال + تمہارے	اور	ہم	کے لئے + اس	مخلص ہیں
مضاف + مضاف الیہ / مبتدا موخر	عاطفہ	مبتدا	جار + مجرور	خبر۔ اسم فاعل جمع مذکر

بامحاورہ ترجمہ: (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ فرمادیں) کیا (تم) ہم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہ تو ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمیں ہمارے عمل کام دیں گے اور تمہیں تمہارے عمل۔ ہم تو اسی (اللہ) کے لئے اخلاص رکھتے ہیں۔

لغوی نکات:

اَ	ہمزہ استفہام کے لئے ہے (کیا)
تُحَآجُّوْنَنَا	{ح ج ج} باب مفاعلہ سے مضارع / جمع مذکر مخاطب (فاعل) اور نَا مفعول ہے (ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا)
رَبُّنَا	(رَبُّ + نَا) باب (ن) سے مصدر، حالت رفع، نَا مضاف الیہ / هُوَ مبتدا کی خبر ہے۔ (ہمارا رب)
لَنَآ	لَ + نَا مرکب جاری، خبر مقدم ہے (ہمارے لئے)
اَعْمَالُنَا	اَعْمَالُ + نَا۔ مرکب اضافی / مبتدا موخر۔ (ہمارے عمل)
اَعْمَالُكُمْ	اَعْمَالُ۔ عَمَلٌ کی جمع اَعْمَالٌ ہے۔ مرکب اضافی یہ بھی مبتدا موخر اور اس سے پہلے لَكُمْ خبر مقدم ہے (تمہاے عمل ہیں)
مُخْلِصُوْنَ	{خ ل ص} باب (افعال) سے اسم الفاعل، جمع مذکر، نَحْنُ مبتدا کی خبر ہے عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنے والے (کسی چیز کو ملاوٹ سے پاک وصاف رکھنا)

تفسیری نکات: ہر انسان کو اس کے اعمال ہی کام آئیں گے۔ رب تو وہ سب کا ہے ہمارا بھی اور تمہارا بھی۔ لیکن اعمال اپنے اپنے کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلص ہو کر پکارنا چاہئے اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کریں گے تو فائدہ وگرنہ نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال (جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں) کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

اَمْ	تَقُوْلُوْنَ	اِنَّ	اِبْرٰهٖمَ	وَ	اِسْمٰعِيْلَ
کیا	تم کہتے ہو	یقیناً	ابراہیم علیہ السلام	اور	اسماعیل علیہ السلام
حرف استفہام	مضارع جمع مخاطب (فاعل)	حرف مشبہ بالفعل	(اِنَّ کا اسم) معطوف علیہ	عاطفہ	اِنَّ کا اسم معطوف

وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ کَانُوۡا

كَانُوْا	الْاَسْبَاطَ	وَ	يَعْقُوْبَ	وَ	إِسْحٰقَ	وَ
وہ تھے	اولادیں (ان کی)	اور	یعقوب علیہ السلام	اور	اسحاق علیہ السلام	اور
فعل ناقص + اسم	اِنَّ کا اسم معطوف	عاطفہ	اِنَّ کا اسم معطوف	عاطفہ	اِنَّ کا اسم معطوف	عاطفہ

هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ

اَنْتُمْ	ءَ	قُلْ	نَصٰرٰى	اَوْ	هُوْدًا
تم	کیا	کہہ دیجئے	عیسائی	یا	یہودی
ضمیر منفصل (مبتدا)	حرف استفہام	فعل امر	معطوف	عاطفہ	كَانُوْا کی خبر/معطوف علیہ

اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ

مِنْ + مَنْ	اَظْلَمُ	مَنْ	وَ	اللّٰهُ	اَمِ	اَعْلَمُ
اُس سے + جو	زیادہ ظالم ہے	کون	اور	اللہ تعالیٰ	یا	زیادہ علم والے ہو
حرف جر + موصولہ	اسم تفضیل (خبر)	حرف استفہام (مبتدا)	عاطفہ	معطوف	عاطفہ	اسم تفضیل معطوف علیہ (خبر)

كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ

اللّٰهُ	مَا	وَ	اللّٰهِ	مِنَ	عِنْدَ + هٗ	شَهَادَةً	كَتَمَ
اللہ تعالیٰ	نہیں	اور	اللہ تعالیٰ	سے	(جو) پاس (ہے) + اس کے	گواہی	چھپایا (اس نے)
اسم	نافیہ	عاطفہ	مجرور	حرف	ظرف مکان مضاف + مضاف الیہ	مفعول	ماضی

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ {140}

تَعْمَلُوْنَ	عَنْ + مَّا	بِ + غَافِلٍ
عمل کرتے ہو تم	اُس سے + جو	ساتھ + بے خبر
مضارع جمع مذکر حاضر	حرف جر + (موصولہ) مجرور	جار + مجرور (خبر)

بامحاورہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ سے مخاطب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولادیں یہ سب یہودی یا عیسائی تھے۔ تو آپ (اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو فرما دیجئے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف سے گواہی کو چھپا لے اور اللہ تعالیٰ تو تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

لغوی نکات:

أَمْ — اَمْ حرف اضراب۔ کبھی یہ انکار کے لئے آتا ہے/اور کبھی بَلْ (لیکن) کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں پہلا معنی ہے۔

تَقُوْلُوْنَ — {ق و ل} باب (ن) سے مضارع معروف، جمع مذکر مخاطب (تم کہتے ہو)

اِنَّ — حرف مشبہ بالفعل۔ آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور دیگر جو انبیاء کے اسماء ہیں، وہ سب "اِنَّ" کے اسم ہیں۔

كَانُوْا — {ک و ن} باب (ن) سے ماضی معلوم جمع مذکر غائب، فعل ناقص اس کا اسم هُمْ اِسی میں ہے اس کی خبر بعد میں ہے اور یہ جملہ بن کر اِنَّ کی خبر بنتی ہے (وہ تھے)

اَعْلَمُ — {ع ل م} باب (س) سے اسم تفضیل اَنْتُمْ مبتدا کی خبر ہے (بہت زیادہ علم والا)

اَظْلَمُ — {ظ ل م} باب (ض) سے اسم تفضیل مَنْ مبتدا کی خبر ہے (بہت زیادہ ظلم والا)

كَتَمَ — {ک ت م} باب (ن) سے ماضی معلوم۔ واحد مذکر غائب (چھپانا)

شَهَادَةً — {ش ہ د} باب (س) سے مصدر۔ "كَتَمَ" کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (گواہی)

بِغَافِلٍ — بِ + غَافِلٍ {غ ف ل} باب (ض) سے اسم الفاعل۔ واحد مذکر۔ حالت جر (بے خبر)

تَعْمَلُوْنَ — {ع م ل} باب (س) سے مضارع معلوم۔ جمع مذکر مخاطب (تم عمل کرتے ہو)

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ۔ سیدنا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ یہودی یا عیسائی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سے کہو کہ اُنکے بارے میں تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ (ظاہر ہے جس نے سب کو پیدا کیا اور کب پیدا کیا اسی کو زیادہ علم ہے حالانکہ پہلے گزر گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودیت و نصرانیت سے پہلے کے ہیں کیونکہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تو ابراہیم علیہ السلام کے کافی عرصہ بعد میں ہوئے بہرحال ان یہود و نصاری کو تنبیہ کر دی گئی کہ) تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہے۔ تمہیں تمہارے اعمال کی بات پوچھ گچھ ہوگی۔ نسبت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنے اپنے اعمال پر نجات و عذاب منحصر ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

تِلْكَ	اُمَّةٌ	قَدْ	خَلَتْ	لَهَا	مَا	كَسَبَتْ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جو	اس نے کمایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ

وَ	لَ+كُمْ	مَّا	كَسَبْتُمْ	وَ	لَا	تُسْـَٔلُوْنَ
اور	لئے+تمہارے	جو	تم نے کمایا	اور	نہ	تم سوال کئے جاؤ گے
عاطفہ	جار+مجرور (خبر مقدم)	موصولہ (مبتدا موخر)	ماضی جمع مخاطب (اَنْتُمْ فاعل)	عاطفہ	نافیہ	مضارع مجہول، جمع مذکر حاضر

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿141﴾

عَنْ + مَّا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ
(اس) سے + جو	تھے وہ	وہ عمل کرتے
جار + (موصولہ) مجرور	فعل ناقص (ماضی) + هُمْ اسم ہے	مضارع جمع مذکر غائب بمعنی ماضی (کَانُوْا کی خبر)

بامحاورہ ترجمہ: (اے یہود و نصاریٰ) وہ (ابراہیم علیہ السلام وغیرہ) ایک جماعت تھی جو گزر چکی ہے۔ ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے اور تمہیں ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

لغوی نکات:

تِلْكَ — اسم اشارہ (مؤنث) بعید کے لئے مبتدا۔ (وہ)

خَلَتْ — {خ ل و} باب (ن) سے ماضی معلوم۔ واحد مؤنث غائب ھِیَ فاعل۔ خبر (گزر گئی)

كَسَبَتْ — {ک س ب} باب (ض) سے ماضی معلوم۔ واحد مؤنث غائب | اس (امت) نے کمایا |

مَّا كَسَبْتُمْ — مَا موصولہ ہے (جو) {ک س ب} باب (ض) سے ماضی معلوم۔ جمع مذکر مخاطب (تم نے جو عمل کمایا)

لَا تُسْـَٔلُوْنَ — {س ء ل} باب (ف) سے مضارع مجہول (منفی) جمع مذکر مخاطب (نہ سوال کیا جائے گا تم سے)

يَعْمَلُوْنَ — {ع م ل} باب (س) سے مضارع معلوم۔ جمع مذکر غائب (وہ عمل کرتے ہیں / تھے)

تفسیری نکات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے ان کا زمانہ ختم ہو گیا وہ تو ایسے اعمال کرتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور حقیقت میں وہ کامیاب انسان تھے، باقی تمہارے اعمال اگر ان کی اتباع میں ہیں تو ٹھیک ہے۔ انسان کو اس کے اپنے اعمال کے متعلق سوال و جواب ہوگا، کسی دوسرے کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

قرآن - اعراب

معجم القرآن

قرآن مجید کی لغوی تشریح

سب تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جو پوری کائنات کا خالق ہے اور انگنت درود وسلام اللہ کے پیارے محبوب نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر جن پر اُس نے اپنا آخری پیغام قرآن مجید فرقان حمید نازل فرمایا تا کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف راہنمائی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (ابراہیم:1/14) [الف۔لام۔را (اے پیغمبر، یہ قرآن) ایک کتاب ہے جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاؤ اس زبردست خوبیوں والے (اللہ) کی راہ کی طرف]

اہل عرب کی زبان عربی تھی اور اللہ رب العزت نے قرآن مجید بھی عربی میں ہی نازل فرمایا تا کہ اللہ کا کلام سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (یوسف:2/12) [یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تا کہ تم سمجھ سکو]

برصغیر پاک و ہند میں اکثر و بیشتر مسلمان قرآن مجید کو صرف ثواب حاصل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کو بغیر سمجھے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ہر ہر حرف کے بدلے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ کیا بغیر سمجھے قرآن مجید پڑھنے سے اس کے نزول کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ پاک کتاب انسانیت کے لئے قیامت تک ایک ضابطہ حیات ہے اور بغیر سوچے سمجھے پڑھنے سے انسان اس ضابطے پر عمل پیرا نہیں ہوسکتا۔

عربوں کے علاوہ عجمی لوگوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کیلئے عربی زبان سیکھنا پڑتی ہے اور عربی زبان اس وقت تک سمجھ نہیں آئے گی جب تک عربی کے ابتدائی قواعد سیکھ کر براہ راست قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہید ؒ نے اکتوبر 1995ء میں قرآن مجید کا فہم عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے فہم قرآن کورس (بلا معاوضہ) کا آغاز کیا، اس کورس میں ہر وہ شخص حصہ لے سکتا ہے جو صرف عربی اور اردو پڑھ سکتا ہو۔ اس کورس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مقبول کیا اب تک ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی سے لے کر ڈاکٹر، وکلا اور انجینئر تک کے ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہیں۔

پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہید ؒ نے سب سے پہلے 1996ء میں ایک مختصر سلیبس مرتب کیا جسے "تیسیر القرآن" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی "تیسیر القرآن لیکچرز" کے نام سے ایک سی ڈی (CD) اپنی ہی آواز میں تیار کروائی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ تیسیر القرآن کی ایک گائیڈ بک تیار کی جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی خواہش کو فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کی انتظامیہ نے فروری 2007ء میں عملی جامہ پہنایا اور شرح تیسیر القرآن کے نام سے ایک گائیڈ بک شائع کی جس سے فہم قرآن کے طلبہ بھرپور استفادہ کر رہے ہیں اور قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔

پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہید ؒ نے قرآن فہمی کا پیغام گھر گھر پہنچانے کیلئے ستمبر 1999ء میں ماہنامہ "مجلہ فہم قرآن" کا آغاز کیا جو تا دم تحریر نہایت خوش اسلوبی سے مسلسل شائع ہو رہا ہے جس میں شرح تیسیر القرآن، قرآن مجید کی لغوی تشریح، تیسیر القرآن ڈکشنری، لغۃ القرآن اور دیگر فرقہ واریت سے پاک خالص توحید و رسالت پر مبنی مضامین ہر ماہ قسط وار تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں۔

"مجلہ فہم قرآن" کی اشاعت کے بعد فہم قرآن کے طلبا نے مشورہ دیا کہ قرآن فہمی سے متعلق سلسلوں کو کتابی شکل دی جائے۔ لہٰذا فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ "تیسیر القرآن" اور "شرح تیسیر القرآن" کے فوراً بعد جتنی جلد ممکن ہو سکے "قرآن مجید کی لغوی تشریح" کو ایک ایک پارہ کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

الحمدللہ! حافظ عبدالجبار مدنی صاحب نے پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہید ؒ کی شہادت کے بعد ان تینوں سلسلوں کو اللہ کی توفیق سے مکمل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی اور "قرآن مجید کی لغوی تشریح" کا پہلا پارہ مکمل کر کے دوسرے پارے پر کام شروع کر دیا ہے۔

فہم قرآن کورس کو مزید آسان بنانے کیلئے انتظامیہ فہم قرآن انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ کثیر سرمایہ سے تیسیر القرآن لیکچرز کی ڈی وی ڈی (DVD) کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ جس کا تین چوتھائی کام مکمل ہو چکا ہے جس سے فہم قرآن کورس آسان سے آسان تر ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن کا فہم حاصل کر کے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابو عاصم مرزا رحمت بیگ
فہم قران انسٹیٹیوٹ ٹرسٹ

ISBN 978-969-8738-11-2
9 789698 738112

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
ولایت سنز (پبلشرز) محمدی ہاؤس، 14-ایبٹ روڈ لاہور۔54000 پاکستان
فون 042-363 11 513 363 11 514 فیکس: 042-363 11 512
ای میل walayatsons@yahoo.com